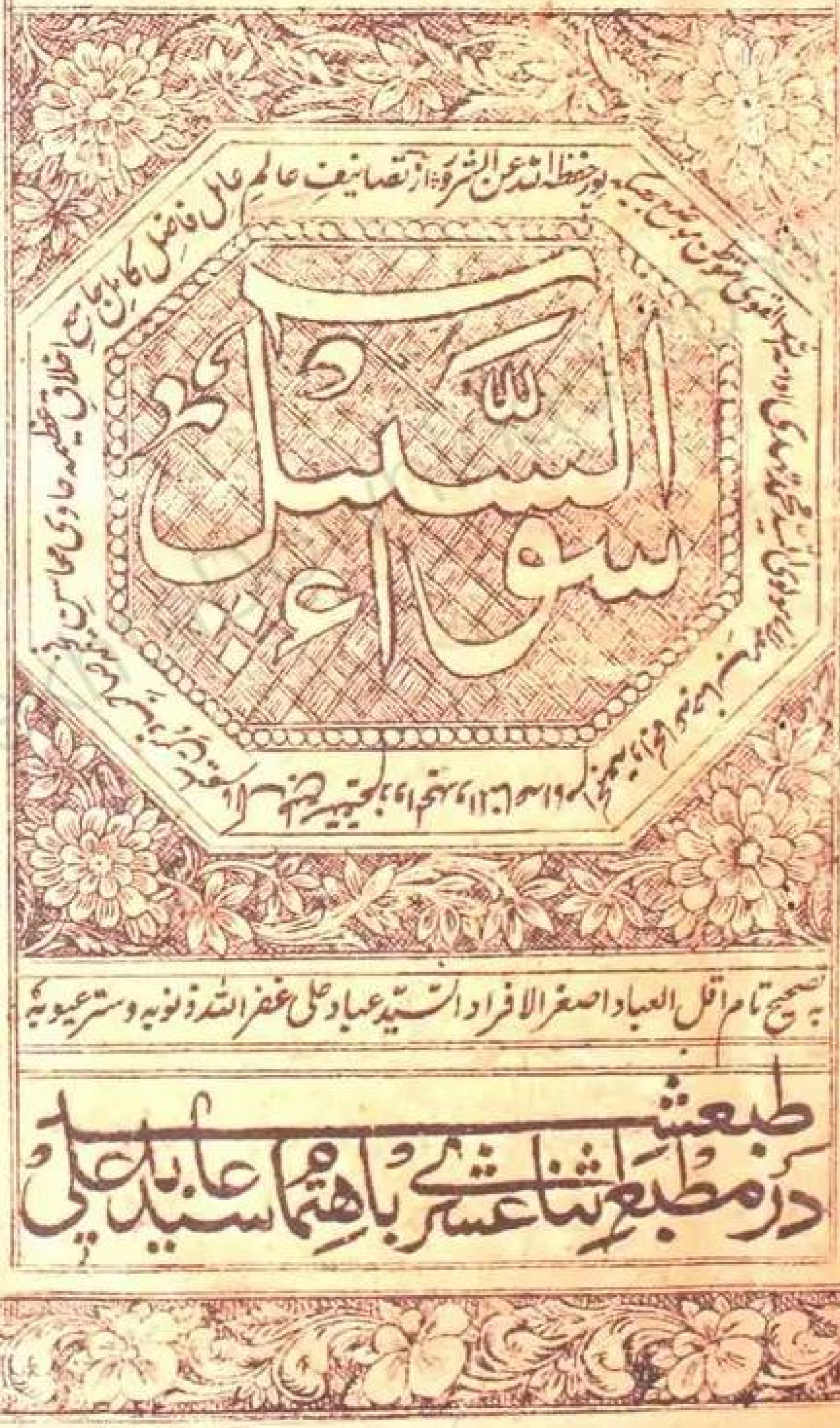
السبیل

اولئک شر مکانا و اضل عن سواء

الحمد لله المنان که درین آوان همیشه توامان کتاب مستطاب جلیل مسمی به



بصحیح تام اقل العباد اصغر الافراد السید عباد علی غفر الله ذنوبه و ستر عیوبه

در مطبع شاعشری باهتمام سید علی

Khuda Bakhsh Oriental Public Library.
Patna
Proc. No. 4420
Date 20.2.73
Section Persian MS.

الله

بسم الله الرحمن الرحيم

البسمل واحمدل واهلل واسبحل تسمية وتحميدا، وتنزيها وتوحيدا،
لربنا الجليل ٭ الذى هدانا سواء السبيل ٭ الموصل الى اصول الدين
الاصيل ٭ ووفقنا لاقتفاء الدليل ٭ الذى فيه شفاء العليل ٭
ورواء الغليل ٭ ببراهين ساطعة، وحجج قاطعة، لاهوية الانفس
سبل التسويل ٭ مبتنية على اصول اصيلة وفروع ذات تذييل ٭
فاصلها ثابت وفرعها فى السماء ظليل ٭ وعلى الله قصد السبيل ٭
ليهلك من هلك عن بينة، ويحيى من حى عن بينة، والشكور من عباده
قليل ٭ والصلوة الكاملة باكمل التكميل ٭ فى كل بكرة واصيل ٭ على
خير سليل ٭ من سلالة ابراهيم الخليل ٭ محمد ن المبشر فى التورية
والانجيل ٭ المنزل عليه جبرئيل ٭ بالوحى ومحكم التنزيل ٭ الذى
لا ياتيه من بين يديه ولا من خلفه الاباطيل ٭ وذريته واوصيائه

المعصومین ذوی التبجیل ٭ بالشرف الجزیل ٭ والمجد الاثیل ٭
الحائزین لقصبات السبق فی مضمار التفضیل ٭ الرّاسخین فی العلم
العالمین بعلم التنزیل والتاویل ٭ لاینکرهم الا من هو جلف نذیل ٭
او جلف رذیل ٭ او خرف ذلیل ٭ او من بصره بکحل العمی کحیل ٭
وبغشاوة البغی کلیل ٭ فهو یحید الحق والی الباطل یمیل ٭ فعلیه
من الله عذاب وبیل ٭ اما بعد حمد ایزد سبحان، خالق کون ومکان،
ونعت سرور انس وجان، خاتم مرسلان، محمد البشیر المبشر، ومنقبت خلفائہ
الراشدین الاثنی عشر، صلوات اللہ وسلامہ علیہم کے کہتا ہی بندۂ بے بضاعت،
سراپا اضاعت، گمنام، اقل الانام، راجی رحمت ایزدی، سید محمد مہدی
بن المولی الاولی الہمام، الفاضل المقدام، المنتقل الی جوار رحمۃ ربہ العلی
المولوی السید علی، غفر اللہ لہ ولی، کہ جب مین برسے از زمان، وشطرے
از آوان ریعان، حاضر بزم، ارم نظم، علماے دین، اور اونکی صف النعال
مین جاگزین، اور خرمن افادات کا خوشہ چین، اور گلشن افاضات کا نشیمن
رہا اور یہ حضوری میری اونکی مجالس قدس، اور ہمنشین انس، مین ایسی تھی
کہ جیسے سبزۂ بیگانہ حضار چمن سے، اور ناچیز پروانہ نظار شموع ایمن سے، ہو
یہانتک کہ مزرع آمال فیوض انتظار، مرحمت آثار، سے سرسبز اور شاداب،
اور اشجار ثمرات انوار، ضیا بار، سے طرف محافل معارف دینی کے باریاب،
ہوا ظلمات تقلید مذہبی سے باہر آیا، اور نور تحقیق حق حقیق دل مین سمایا،
خس وخاشاک ظن وتخمین سے صفحہ خاطر پاک وصاف، اور جلاء مصقل یقین سے

آئینۂ دل شفاف، ہوا راہِ دین اور ایمان مین محکمی، اور راسخ دمی، اور ثابت قدمی حاصل کی، اور تحصیل علم دین مین بحکم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم وسلمۃ بقدر فرض عینی کوشش کامل کی، والحمد للہ علی ما وفقنی بھذا التوفیق، وشرفنی بھذا التشریف، پس بذریعۂ توسل بسرکار، فیض آثار، والاتبار، سرآمد اُمرا، نامدار، سرگروہ کبرا، عالی مقدار، عمدۃ الاعیان، عین الانسان، وانسان العین، مرقوم بطریقۂ اجداد ہ المصطفین، والادہ ومان، نواب حاجی سید **محمد علیخان**، ابن نواب مستطاب سعلے القاب، مرجع خاص وعام، کہف الارامل والایتام، فخر النجباء والمعتمرین، وسند اہل بیت طاہرین، علی المنزلۃ والشان، حاجی سید **محمد تقی خان**، ادام اللہ اقبالہما وضاعف اجلالہما، شہر مظفر نور مین طرح اقامت ڈالی، اور اوسکے حوالی کے اہالی وموالی سے خیر عقائد دین ضدالی، دیکھا کہ اکثرون کا مدار تقلید گذشتگان پر ہی اور ہر شخص راہ تحقیق سے بالکلیہ بیخبر ہی، آسانی اور محکمی عقائد دین، اور تحصیل علم ویقین کجا اصول دین مین عمل برظن ہی، کہ جسکی بنا بر حسن ظن ہے، اور اسی سبب سے ہر ایک وادی تزلزل مین گام زن ہی، اور ظاہر ہی کہ بمقتضائے ان یتبعون الا الظن وان الظن لا یغنی من الحق شیئا اصول مین یقین درکار ہے، اور تقلید کا حسن ظن پر مدار ہے، پس تقلید اصول دین مین باطل، اور ایمان تقلیدی حلیۂ صحت سے عاطل ہے اور یہ اول مسئلہ ہے مسائل کلامیہ کا، اور مجمع علیہ ہی مذہب امامیہ کا، لیکن اہل سنت کے بزرگوارون نے اس مسئلہ مین بھی خلاف، اور راہِ مخالفت عقل ونقل مین اختلاف کیا ہے اور تقلید کو اصول دین مین جائز، جانا ہے اور اوسکے اصحاب کو فائز، جیسا کہ شرح مختصر الاصول علامۂ تفتازانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول عقائد کو بنظر وفکر حاصل کرنیمین مظنۂ ضلال وخسران ہے، اور تقلید اوسمین ایک طریقۂ امن وامان ہے، اور کہا گیا ہے کہ ائمۂ اربعہ اہلسنت اسی کے قائل ہین، اور امام غزالی بھی اسی طرف

دیباچہ

مائل ہین، جیسا کہ کتاب قواعد العقائد احیاء العلوم سے تفصیل اسکی معلوم ہوسکتی ہی بلکہ فرماتے ہین کہ اعتقاد تقلیدی جاہل مثل ایک پہاڑ کے ہی جسکو کسی طرح جنبش نہوسکے، اور اعتقاد متکلم مثل ایک دُور یکے ہے کہ لٹکا ہوا ور ہوا وسکو ادھر اودھر کرے، سبحان اللہ اعتقاد جہلا جو فقط تقلید ہے ایسا پائدار، اور اعتقاد علما جو باستدلال ہے ایسا بے اعتبار، اگر ہم ہمین کچھ گفتگو نہ بھی کرین تو حضرات اہل سنت یہ تو ارشاد فرمائین کہ انا وجدنا اٰبآءنا اور انا اطعنا سادتنا وکبرآءنا کا کیا جواب ہے، اور لقد کنتم انتم واٰباءکم فی ضلٰلٍ مبین کسلیے خطاب سراپا عتاب ہے، فیا للعجب اپنے عوام کے قابو مین رکھنے کے لیے اونکو ممنوع از نظر بنایا، اور عصاے نا راست تقلید کو اونکے ہاتھ مین پکڑایا اور خود عصا کش ہے، کہ جس جس وادی پر خار ضلالت مین چاہا لیے پھرے ؎

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست	مے برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اور عوام شیعہ کے بہکانے اور ہاتھ مین لانے کے لیے یہ تدبیر کامل کی کہ عجائب افترارات و اکاذیب مذہب شیعہ پر باندھے، اور کیا کیا مسئلے اپنے دل سے گڑھے، اور اپنے عیوب دوسرون کے گلے مڑھے، جو واقف کار انکی کتب جدلیہ کی بنظر تحقیق سیر کریگا، سوائے کذب وافترا کچھ نہ پاویگا، ایک ذات شریف، نے اپنی تالیف، مین جو مطبوعۂ دہلی ہے تلفیف لسان، جداقت بیان، ہمسالیف حریری، اور اوسکو شیعون کی طرف نسبت دے سبحانک ھذا بھتان عظیم، نہ کچھ خلق سے شرم، نہ خدا سے آزرم، درحقیقت یہ مقام مخصوص حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوفی کا ہے اسکو بیچارے شیعون سے کیا علاقہ اگر سچے ہوتے، تو کسی کتاب شیعہ سے نشان اِسکا دیتے، اور ہم نشان دیتے ہین۔ کتاب النکاح بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین اور کتاب جامع الرموز کی بحث غسل اور بحث صوم مین اور فتاوی عالمگیری کی بحث غسل مین اور جلد دوم فتاوے برہنہ مین دیکھ لو پھر کیف جب مومنین کو معلوم ہوا کہ تقلید اصول دین مین جائز نہین ہے

پس ضرور ہی کہ اپنے عقائد دین اور ایمان کو تحقیق حاصل کرین، اور اوسکے دلائل
و براہین کو شد فی اللہ بنظر تامل و انصاف دیکھین، تا بمقتضای والذین جاھدوا
فینا لنھدینھم سبلنا جانب خدا سے راہ راستی پائین، اور اپنے عقائد دینی اور ایمانی
مین ایسے راسخ ہوجائین، کہ کبھی فریب شیاطین جن وانس نہ کھائین، بدین نظر یہ رسالہ
مین نے علم کلام مین لکھا، اور اصول خمسہ کو مدلل براہین، کہ موروث علم و یقین ہین بیان
کیا، اگرچہ اس بارہ مین کتابین زبان عربی اور فارسی مین بہت ہین مگر چونکہ سمجھنا اونکا
ہر شخص پر دشوار تھا اسلیے مین نے عبارت اسکی زبان اردو مین سلیس طور پر تحریر کی
تاکہ سمجھنا اوسکا عام، اور نفع اوسکا تام، ہو اور نام اس رسالہ کا سواء السبیل رکھا
نفع اللہ بھا سائر المؤمنین والمستضعفین، وجعلھا سببا لھدایۃ
الضالین المضلین، بمحمد وعترتہ المعصومین، صلوات اللہ علیہ وعلیھم اجمعین،
واضح ہو کہ اس کتاب مین پانچ سبیلین ہین۔

سبیل اول توحید مین

اور اوسمین ایک شعبہ اور تین مسلک ہین شعبہ وجوب معرفت باری تعالے مین
جاننا چاہیے کہ اسمین شک نہین ہی کہ خلقت نوع انسان کی طرف خیال کرنے سے
بداہت عقل سمجھا جاتا ہی کہ یہ خلقت پست اور مخلوقات کے اشرف المخلوقات ہی
کیونکہ جتنے حیوانات اور نباتات اور جمادات ہین سبکو ہم اپنے ہی نفع کے واسطے
پاتے ہین اور سب چیز پر ہم غالب اور قوی بنائے گئے ہین علاوہ اسکے دلیل ہماری
اشرفیت کی یہ نسبت اور حیوانات کے یہ ہی کہ ہم مین ادراک اور عقل بھی ہی جسکے
ذریعہ سے تمام عالم کا انتظام چلتا ہے تمام حیوانات ہمارے تابع رہتے ہین ہاتھی اتنا بڑا
جانور ہی جسکو ایک لڑکا تابع کیے رہتا ہی شیر اتنا بڑا شجاع اور بہادر جانور ہے اوسکو ہم اپنی
عقل کے ذریعہ سے پکڑ لیتے ہین اور مار ڈالتے ہین پس اوسی عقل کے ذریعہ سے

سوچنا چاہیے کہ آخر ہم جو کتم عدم سے عالم وجود مین آئے اور سب مخلوقات سے معزز بنائے گئے کہ ہم مین گویائی اور نطق بھی ہی ادراک اور عقل بھی ہی تو ضرور اسمین کوئی مصلحت ہوگی کسی غرض کے واسطے ہم پیدا ہوے ہونگے ایسی صورت مین اوس پیدا کرنے والیکو پہچاننا چاہیے تاکہ ہم اوسکے حکم کو دیکھین کہ کسواسطے ہمکو دنیا مین پیدا کیا کس بات سے وہ خوش ہوتا ہے اور کس بات سے ناراض ہوتا ہی کیونکہ اوس خالق کو جسنے ہمکو پیدا کیا عقل دی اپنی نعمتون سے مالا مال کر دیا اگر نہ پہچانین اور اوسکے حکم کو نہ جانین تو خوف ہی کہ ہمسے ایسے اُمور وقوع مین آوین جو خلاف مرضی اوس مُنعم کے ہون جسکے سبب سے ہمکو سزا مل سکے ایسی حالت مین از روے عقل کے دفع خوف واجب ہی اس سے ظاہر ہوا کہ معرفت خدا بھی واجب ہی اور اسیکی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت لکی اعرف مین ایک گنج پنہان تھا پس مین نے پسند کیا اس بات کو کہ پہچانا جاؤن پس پیدا کیا مین نے خلائق کو تاکہ لوگ مجھے پہچانین۔

مسلک اوّل اثباتِ واجب الوجود مین

جاننا چاہیے کہ جب خدا کا پہچاننا واجب ہوا تو جس دلیل سے ہم اوسکو پہچانین اور اوسکے وجود کے قائل ہون وہ کسی طرح سے ہی مگر ہم اون دلائل حکما و متکلمین کو جو مبتنی اوپر بطلان دور و تسلسل یا بطلان ترجیح بلا مرجح کے ہین متروک کرتے ہین اسلیے کہ اس قسم کے دلائل کا ہر ایک کی سمجھ مین آنا مشکل تھا اور مین نے اس رسالہ کو سلیس طور پر لکھا ہے تاکہ ہر شخص کی سمجھ مین آجائے اور نفع اوسکا عام ہو اور چونکہ خدا نے اپنے وجود پر اسی مخلوقاتِ عالم سے استدلال کیا ہی کہ ہر عام و خاص کے لیے مفید ہی اسی سبب سے ہم بھی اوسی دلیل کو بیان کرتے ہین پس واضح ہو کہ عمدہ دلیل خدا کے موجود ہونے کی عجائبِ مخلوقاتِ عالم اور غرائبِ مصنوعاتِ دنیا ہے فان الآثار تدل علی المؤثر، والمخلوقات علی الخالق المدبر

چنانچہ ایک شخص اعرابی جنگلی سے کسی نے پوچھا کیا دلیل ہی خدا کے موجود ہونے کی اوسنے فورًا
کہا البعرۃ تدل علی البعیر، واثر الاقدام علی المسیر، افسماء ذات ابراج، وارض
ذات فجاج، لا تدلان علی اللطیف الخبیر، یعنے مینگنی اونٹ کی جو کہین راہ مین
پڑی ہو تو اوس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اسطرف سے کوئی اونٹ گیا ہی اور اسی طرح جو
کہین پانوٗ نکا نشان دیکھا جاتا ہی تو اوس سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اودھر سے کوئی گیا ہے۔
پس یہ آسمان اتنا بڑا صاحبِ بروج جسمین آفتاب اور ماہتاب اور ستارے ہین
اور زمین اتنی بڑی جسمین دریا اور نہرین اور چشمے ہین ان دونون سے کیا نہین سمجھا
جاتا کہ انکا کوئی پیدا کرنے والا قادر مطلق حکیم برحق ہی فی الواقع جو شخص بغور و تامل خیال
کرے اور مخلوقات عالم کو دیکھے تو بیشک اوسکے وجود کا یقین کر سکتا ہی کہ کیونکر آسمان تو
ہمارے واسطے بمنزلہ شامیانہ کے کس حکمت سے نصب کیا کہ جسمین نہ ستون ہین
نہ کسی چیز سے علاقہ ہے اور زمین کو کس طرح ہمارے نفع کے واسطے فرش کیا جسپر
ہم چلتے پھرتے ہین اوس سے انواع و اقسام کے غلے پیدا کرکے اپنی زندگی بسر
کرتے ہین اور آفتاب اور ماہتاب کو بمنزلہ شمع کے پیدا کیا کہ اوسکی روشنی سے
ہم نفع اوٹھاتے ہین دین اور دنیا کا کام کرتے ہین دن اور رات کو پیدا کیا تاکہ
لوگ دن کو کام کرین اور شب کو آرام کرین اور اوس دن اور رات کے اختلاف
سے جاڑا گرمی برسات وغیرہ ہوتا ہے جسکے سبب سے انواع و اقسام کے غلے
اور میوے اور درخت وغیرہ پیدا ہوتے ہین انسان اور حیوان کی اوس سے
زندگی ہوتی ہے پانی کو پیدا کیا جس سے سب مخلوقات کو نفع پہونچے درخت اور کھیت
وغیرہ آباد ہون حیوانات کو پیدا کیا جنسے ہر قسم کے جدا جدا فائدے متصور ہین
کسی کو ہماری خوراک مقرر کیا کوئی ہماری سواری کے واسطے پیدا ہوا کسی پر ہم اسباب
اسباب لاد کر تجارت کرتے ہین کسی سے ہم غلہ پیدا ہونے کا سامان کرتے ہین

قطع نظر ان سکے اگر انسان اپنی ہی خلقت مین غور و فکر کرے تو اسی سے خدا کو پہچان
سکتا ہے جیسا کہ حدیث مین ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربّہ یعنے
اپنی ذات کو پہچانا اوسنے خدا کو پہچانا دیکھنا چاہیے کہ ابتدا انسان کی ایک قطرہ
منی سے ہے جو کثیف اور گندہ چیز ہے جب وہ منی رحم میں قرار پائی تو ایک کیفیت سے
دوسری کیفیت کے ساتھ بدلتی رہی پہلے تو اوسکا خون ہوا پھر گوشت بنا بعد اسکے
پورا جسم گوشت و پوست و استخوان و رباطات و عضلات و عروق وغیرہ سے
بحکمت تمام درست ہوا اور منہ اوسکا نکی پیٹھ کیطرف ہوا تاکہ احیاناً اگر ماں کے پیٹ پر
صدمہ پہونچے تو جنین کے اعضاے رئیس و شریف بر مثل قلب و جگر وریہ وغیرہ
وغیرہ کے کہ نہایت نازک ہین صدمہ نہ پہونچے اگر صدمہ پہونچے تو جنین کی پیٹھ پر پہونچے
کہ وہ فی الجملہ سخت ہے غرض بعد درست ہونے جسم کے اوسمین روح داخل ہوئی
اور خدا اوسکی خون حیض مقرر ہوئی کہ جسطرح درخت پانی دینے سے شاداب و سرسبز
ہوتا ہے اور بڑہتا ہے اوسی طرح وہ جنین بسبب پہونچنے اپنی غذا کے اوسی جاے
تنگ و تاریک مین تر و تازہ ہوا اور یوماً فیوماً بڑھتا رہا جب خلقت اوسکی پوری
ہوئی اور بدن مین اوسکے اسقدر طاقت ہوئی کہ ہوا کی برداشت کر سکے سردی
گرمی کو سہہ سکے آنکھ اوسکی دنیا کی روشنی کو دیکھ سکے اوسوقت بحکم خالق عالم بقوت
تمام ماں کے پیٹ سے کس حکمت سے باہر آیا کہ حرکت دوری کر کے پانوں کو بلند کیا
اور سر کو نیچے لایا اگر وہ لڑکا نہ اولٹتا تو اوسکا دونون پانوں کی طرف سے ایسی جاے
تنگ سے باہر آنا بہت دشوار تھا کہ پیرون کے متفرق ہو جانے کا احتمال تھا کہ
اسی طرح احتمال تھا کہ اگر دونون ہاتھ بسبب ضیق مجری کے بلند ہو جاتے تو پھر
اوسکا پیدا ہونا بہت مشکل تھا چنانچہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اس قسم کی پیدائش
غیر طبعی باعث تلف جان ہوئی ہے خلاصہ جب لڑکا تنگناے رحم سے وسعت گاہ

دنیا مین آیا تو خدا نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اوسکی غذا کے واسطے دو نہرین پستانون کی مقرر کین کہ اونسے غذاے لطیف و نرم چشمے شیر کے جاری ہوے جس سے بھوک اور پیاس سے سیری حاصل ہوا کی جب کچھ قوت زیادہ بہم پہونچی کہ غذاے سخت کو ہضم کرسکے اوسوقت خدا نے دانتونکو پیدا کیا کہ غذاہاے درشت کو چبا دے اور بآسانی فرو کرے اور جلد ہضم ہو یہانتک کہ بتدریج مرتبۂ جوانی کو پہونچا پس اگر مرد ہے تو خدا نے اوسکے چہرہ پر داڑھی دی تاکہ باعث اوسکے وقار اور ہیبت اور مہابت کا ہو اور اگر عورت ہی تو اوسکے رخسارونکو بالون سے صاف و پاک بنایا کہ باعث زیادتی حسن اور خوبصورتی چہرہ کا ہو مرد اونکی طرف رغبت کرین سبب بقاے نسل انسان ہو قطع نظر ان سب باتون کے ہر انسان کی صورت کو خواہ مرد ہون خواہ عورتین ایک دوسرے سے جدا اور ممیز پیدا کیا کرورون آدمی دنیا مین موجود ہین مگر ایک دوسرے سے صورت مین علحدہ پایا جاتا ہے بلکہ حضرت آدمؑ سے تا ایندم کتنے لوگ گذرے ہین مگر کسیکی شکل غیر ممیز دوسرے سے نہین پائی جاتی جیسا کہ تصاویر عتیقہ کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے علاوہ اسکے خدا نے ہر ایک کی آوازونکو بھی جدا پیدا کیا یہ سب اسی واسطے کہ آپسمین تمیز ہو دنیا کے انتظامات مین فساد نہ پڑے فتبارك الله احسن الخالقين ان سب باتون کو غور کرنے سے بیشک انسان سمجھے گا کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اور ان صورتونکا بنانے والا بیشک کوئی بڑا حکیم قادر مطلق ہے اور وہی خدا ہے۔

مسلک دوم صفات ثبوتیہ مین

اور وہ آٹھ ہین پہلے یہ کہ خداوند عالم قدیم ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ اگر حادث ہو تو محتاج ہوگا کسی محدث یعنے پیدا کرنے والے کا اور خدا کو کسی کا محتاج ہونا نہ چاہیے بلکہ بہمہ جہات اصلی و اکمل ہونا چاہیے دوسرے خدا قادر ہے ہر امر کا اختیار رکھتا ہے کوئی چیز اوسکے احاطۂ قدرت سے باہر نہین ہے اور سب چیزونکو اپنے اختیار سے پیدا کرتا ہے کسی چیز کے پیدا کرنے مین مجبور نہین ہے

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور نہ کسی چیز کے ایجاد کرنے مین مضطر ہے جیسے آگ لکڑی کو بے اختیار جلا دیتی ہے اسلیے کہ عاجزی اور اضطرار صفات نقص سے ہے اور ذات باری ہر نقص سے بری ہے **تیسرے** خداوند عالم عالم و دانا ہے جتنی چیزین موجود ہین یا ہونگی وہ سب کو جانتا ہے کوئی چیز اوس سے پوشیدہ نہین ہے وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ اسلیے کہ جہل صفات نقص سے ہے اور کامل بالذات ناقص نہین ہوسکتا **چوتھے** یہ کہ خدا زندہ ہے چونکہ وہ عالم و قادر ہے پس ضرور ہی کہ حیات بھی اوسکے واسطے ثابت ہو **پانچوین** خدا مدرک اور سمیع اور بصیر ہے مقصود ان صفات سے یہ ہی کہ جن چیزونکو ہم اپنے حواس سے دریافت کرتے ہین مثل شیرینی و تلخی و حرارت و برودت و خوشبوے و بدبوئے وغیرہ کے اور جن چیزونکو ہم اپنے کان سے سنتے ہین مثل بڑی آواز اور چھوٹی آواز کے اور جن چیزون کو ہم اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین مثل آسمان اور زمین اشجار و انہار وغیرہ کے ان سب چیزونکو خدا اپنے علم سے جانتا ہے اگرچہ یہ صفات رجوع کرتے ہین طرف علم خدا کے جسکا بیان اوپر ہوچکا علیحدہ بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ علما نے بمصالح[1] چند جداگانہ ذکر کیا ہی اس خیال سے مین نے بھی علیحدہ لکھا **چھٹے** یہ کہ حق تعالی مرید اور کارہ ہے یعنے جس کام مین مصلحت ہوتی ہے اوسکو ارادہ و اختیار اپنے کرتا ہے اور جس چیز کے کرنے کو دور از مصلحت سمجھتا ہے اوسکو نہین کرتا اور نیک کامونکو اپنے بندون سے چاہتا ہے اور برے کامون کو نہین چاہتا اسلیے کہ فعل قبیح کرنا اور اوسکے کرنے کو پسند کرنا صفات نقص سے ہے اور کامل بالذات کو ہر منقصت سے بری ہونا ضرور ہی **ساتوین** خداوند عالم متکلم ہے اور مراد کلام سے یہ ہی کہ پروردگار عالم قادر ہی اس بات پر کہ کلام کو جس چیز مین چاہے پیدا کردے کہ لوگ سنین جسطرح خدا نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ خدا نے اپنے کلام کو

[1] منجملہ اوسکے یہ ہے کہ صفات نقص جن سے کہ صفات ثبوتیہ کا بیان ہوا ہے صفات نقص ہی

درخت زیتون مین پیدا کر دیا اور نیز وقت استدعا قوم موسیٰ خدا نے اوس آواز کو
اسطرح پھیلا دیا کہ سینے سُنا کہ وہ آواز اوپر اور نیچے آگے اور پیچھے داہنے اور بائین ہر طرف سے
آتی تھی کوئی جہت خاص معلوم نہوتی تھی اور ہمنے اوپر بیان کیا کہ خدا ہر امر پر قادر ہے
پس ایجاد کلام پر بھی قادر ہوگا آٹھوین خدا صادق ہے کیونکہ جھوٹھ بولنا بُرا ہے
اور امر قبیح خدا کے واسطے جائز نہین ہے ومن اصدق من اللہ قیلا

سلک سوم صفاتِ سلبیہ مین اور وہ بھی آٹھ ہین پہلے اوسکا کوئی
شریک نہین ہے اوسکی ذات وحدہ لاشریک ہے اور دلیل اسپر دو طرح سے ہے
عقلی وسمعی دلیل عقلی یہ ہے کہ اگر دو خدا ہوتے تو باہم مخالف ہوتے یا متوافق ہوتے
درصورت تخالف انتظام عالم مین خلل پڑتا مثلاً ایک کہتا کہ اسوقت رات ہو اور
دوسرا کہتا کہ دن ہو تو اگر دونون کا کہنا ہوتا تو اجتماع ضدین بلکہ نقیضین ہوتا اور
اگر دونونکا کہنا نہوتا تو دونون کا عجز لازم آتا اور اگر ایک کا کہنا ہوتا تو وہی ایک
خدا ہوتا اور درصورت توافق اگر دونون سے مخالفت ایک دوسرے کی ممکن
نہین ہے تو بھی دونون کا عجز لازم آتا ہے اسلیئے کہ ہر ایک اپنے کام مین بہ نسبت
مخالفت دوسرے کے عاجز ہوگا اور اگر ایک مخالفت کر سکتا ہے اور دوسرا مخالفت
نہین کر سکتا تو وہی ایک خدا ہے اور دوسرا عاجز اسکو دلیل تمانع کہتے ہین اور اسی
دلیل کیطرف اشارہ ہے لوکان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا یعنے اگر متعدد خدا
ہوتے تو انتظام عالم فاسد ہوجاتا بسبب حکمرانی دونون کے یا بسبب عجز دونونکے
دلیل دیگر یہ ہے کہ اگر دو خدا ہوتے تو جسطرح ایک خدا نے اپنی فیاضی ازلی ظاہر کی
اور ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر بھیجے کہ سب اوسکی خدائی اور یکتائی کا اہل دنیا سے اقرار
لیتے رہے تو اسی طرح ضرور تھا کہ دوسرا خدا بھی بخیل نہوتا اور کوئی پیغمبر بھیجتا کہ اوسکی
خدائی کو ثابت کرتا اور ان سب پیغمبرون کی تکذیب کرتا اور عقل باور نہین کرتی کہ

ایک خدا تو باین شدّ و مد اپنی خدائی اور یکتائی ثابت کرے اور دوسرا خدا بیچارہ مسکین غریب
بنکر چپ چاپ بیٹھا رہے اور اس خدا کے دعوی یکتائی کی تکذیب نہ کرے اور یہ دلیل
ماخوذ ہے قول جناب امیر علیہ السلام سے لیکن **دلیل سمعی** پس بہت ہین اس مقام پر
فقط سورۂ توحید کو ہم لکھتے ہین حق تعالی فرماتا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یعنے کہ اے رسول ان یہودیون سے
کہ جس خدا کو تم پوچھتے ہو وہ خدا ایک ہے از روے ذات کے اور مصداق صفات کے
اور از روے عدد کے اور وہ خدا پاک و پاکیزہ ہے ہر نقص اور قبح سے یا ملک الملوک ہے
نہ کوئی چیز اوس سے متولد ہوئی ہے جیسا کفار مکہ کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیان ہین
اور یہود عزیر کو اور نصاری عیسی کو خدا کا بیٹا کہتے ہین اور نہ وہ کسی شئے سے پیدا ہوا ہے
ماں باپ نہین رکھتا اور نہ کوئی چیز خدا کے ہمسر اور مثل اور مشابہ ہے وہ سرے
سے صفات زائدہ ہے یعنے جتنی صفتین اوسکی ہین عین ذات ہین پس مصداق ذات
و صفت خدا مین ایک ہی چیز ہے ایسا نہین ہے کہ ذات ایک چیز ہو اور صفت ایک
دوسری چیز ہو اگر ایسا ہو تو ذاتِ خدا کا کامل ہونا غیر چیز سے لازم آوے حالانکہ وہ
غنی اور کامل بالذات ہے کسی چیز کا محتاج نہین ہے اور نیز صفات کے زائد علے
الذات ہونے سے تعدد قدماء لازم آتا ہے حالانکہ قدیم ایک ہی ہے اور اسکی طرف
جناب امیر علیہ السلام اشارہ فرماتے ہین غایۃ التوحید نفی الصفات عنہ
یعنے توحید کامل وہی ہے کہ صفات خدا کو اوسکی ذات کے علاوہ نہ سمجھے بلکہ عین ذات
سمجھے خلاصہ یہ ہے کہ صفات جناب باری کے مثل ہمارے صفات کے نہین ہین
کہ ہم کسی امر کے پائے جانے مین محتاج دو چیزون کے ہین ایک ذات اور ایک
صفت مثلاً علم کہ اثر اوسکا انکشاف اشیاء ہے وہ ہم مین جب حاصل ہو کہ ذات
ساتھ صفت علم کے ملے تب ہم عالم ہون اور جناب باری چونکہ کامل الذات ہے

پس بغیر ملائے صفتِ علم کے اوسپر سب چیزین آشکارا ہین پس وہ عالم ہے بنفسہ نہ بعلم
بلکہ وہ ایسا عالم ہے کہ عین علم ہے اسی طرح سب صفات کو قیاس کرنا چاہیے اور
مثال اسکی واسطے سمجھنے عوام کے یہ ہے کہ آفتاب مضئی ہے ساتھ ایسی ضوء کے جو کہ
غیر آفتاب ہے اور ضوء بھی مضئی ہے لیکن اپنی ذات سے نہ ساتھ ملانے ضوء دیگر کے
والا ہر ضوء مین ایک ضوء ملانے کی حاجت ہوگی پس ایک ضوء مین غیر متناہی ضوء لازم
آوینگی تیسرے خدا کسی چیز سے مرکب نہین ہے ورنہ محتاج ہوگا اپنے اجزا کا کہ بغیر
اجزا کے کامل نہین ہوسکتا اور محتاج ہونا شان سے ممکنات کے ہے حالانکہ خدا
واجب الوجود ہے چوتھے خدا جسم نہین ہے اور نہ عرض ہے اگر جسم ہو تو محتاج
ہوگا اجزا کا اور مکان کا کیونکہ جسم وہ ہے جو طول اور عرض اور عمق رکھتا ہو پس جو
چیز ایسی ہوگی خواہ مخواہ کسی جگہ مین پائی جائیگی پس خدا بھی محتاج ہوگا کسی جگہ
مین پائے جانیکا اور خدا کا محتاج ہونا محال ہے اور اگر عرض ہو تو بھی محتاج کسی
محل کا ہوگا کیونکہ عرض وہ ہے جو قائم بالغیر ہو مثل رنگ وغیرہ کے کہ جسم مین ہوکر پایا
جاتا ہے اور احتیاج شان سے ممکن کے ہے نہ واجب الوجود کے مگر حضرات اہلسنت
اپنی صحاح وغیر صحاح مین خدا کی جسمیت کی روایت کرتے ہین بعضے لکھتے ہین کہ
خدا عرش کے اوپر بیٹھا ہے اور جسم اوسکا ہر چہار طرف عرش کے باہر اوسکے بالشت سے
چھ چھ بالشت نکلا ہوا ہے اور ہر شب جمعہ کو گدھے پر سوار ہوکر دنیا مین آتا ہے اور بعضے
لکھتے ہین کہ جب طوفان نوح آیا تھا تو خدا اسقدر رویا تھا کہ انکھین اوسکی آشوب
کرائین اور فرشتے اوسکی عیادت کو آئے اور بعضے کہتے ہین کہ خدا بڈھے آدمی کی صورت
اور داڑھی اور سر کے بال اوسکے کمبڑی ہین اور صحیح بخاری مین ہے لاتزال جھنم
وتقول ھل من مزید حتی یضع رب العزۃ فیھا قدمہ فتقول قط قط
یعنے برابر جہنم مین لوگ ڈالے جائینگے اور وہ کہے جائیگا اور بھی کچھ ہے آخر کار خداوند عالم

اقوال مجسمہ اہلسنت

صہ ۹۸۵ باب الخاف العزۃ الخ وغیرہ وکلاسہ

اپنی ایک ٹانگ جہنم مین ڈالدیگا تب جہنم کہیگا بس اب کافی ہے غرض اس قسم کے اقوال
مزخرفات حنابلہ اور مجسمہ اور مشبہہ اہلسنت کے بہت ہین کہانتک لکھین پانچوین
خداوند عالم کسی مکان مین نہین ہے اور نہ اوسکے واسطے کوئی مکان ہے والا محتاج
ہوگا اوس مکان کا اور احتیاج شان سے ممکن اور حادث کے ہے نہ واجب اور قدیم
کے بعض روایات مین ہے کہ بعد انتقال پیغمبر خدا کے ایک یہودی ابوبکر کے پاس آیا
اور کہنے لگا آپ ہی پیغمبر کے خلیفہ ہین ابوبکر نے سر ہلاکر کہا ہان اوس یہودی نے کہا ہمنے
تورات مین دیکھا ہے کہ انبیاء کے خلیفہ سب لوگون سے زیادہ علم رکھتے ہین آپ بتلائیے
کہ اسوقت خدا کہان ہے آسمان پر یا زمین پر ابوبکر نے کہا خدا آسمان کے اوپر
عرش پر بیٹھا ہے اوس یہودی نے کہا تو اس سے معلوم ہوا کہ زمین خدا سے خالی ہے
اور اس سے لازم آتا ہے کہ خدا ایک جگہ ہو اور ایک جگہ نہو ابوبکر نے کہا یہ کلام
کافرون کا ہے یہان سے دور ہو نہین تو ابھی تجکو مار ڈالتا ہون یہودی تعجب
کرتا ہوا اور دین اسلام کو ہنستا ہوا چلا اثنائے راہ مین قنبر دنیا و دین جناب امیر المومنین
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت نے فرمایا ای یہودی جو تو نے سوال کیا اوسکو بھی
مین جانتا ہون اور جو تجکو جواب ملا اوس سے بھی واقف ہون اب مجھ سے جواب
سُن کہ خدا ہی نے ہر مکان کو پیدا کیا اوسکے واسطے کوئی مکان نہین ہے بلکہ باعتبار
علم و قدرت کے وہ ہر جگہ موجود ہے اور اوسکا علم ہر جگہ کو گھیرے ہوے ہی اور اوسکی
تدبیر اور قدرت سے کوئی جگہ خالی نہین ہے اگر مین تمکو خبر دون اوس چیز سے جو
تمہاری کتاب مین ہے اور اوسکو مانو تو ایمان لاؤگے اوس یہودی نے کہا البتہ حضرت
نے فرمایا کیا تمہاری کتاب مین نہین ہے کہ حضرت موسیٰ ایک روز بیٹھے ہوے تھے
کہ ایک فرشتہ مشرق سے آیا پوچھا کہان سے آتے ہو کہا خدا کے پاس سے بعد اسکے
دوسرا فرشتہ مغرب سے آیا پوچھا کہان سے آتے ہو کہا خدا کے پاس سے پھر ایک فرشتہ

ساتوین طبقۂ آسمان سے آیا اوسنے بھی کہا مین خدا کے پاس سے آتا ہون پھر ایک فرشتہ ساتوین طبقۂ زمین سے آیا اوسنے بھی کہا مین خدا کے پاس سے آتا ہون اوسوقت حضرت موسیٰؑ نے کہا مین تسبیح کرتا ہون اوس خدا کی جس سے کوئی جگہ خالی نہین ہے اور نہ اوس سے کوئی جگہ قریب ہی اور نہ کوئی جگہ بعید ہے یہ سنکر اوس یہودی نے کہا ہان ایسا ہی ہے بیشک آپ خلیفۂ برحق ہین اور دوسرا خاصب مطلق ہی پھر خدا کسی چیز مین حلول نہین کرتا یعنے کسی چیز مین نہین در آتا جیسے کوزہ مین پانی اور سونے مین زنگ اور نہ کسی چیز کے ساتھ متحد ہو سکتا ہے جیسا کہ بعضے متصوفہ کہتے ہین کہ خدا عارف مین در آتا ہے معاذ اللہ جیسے شیطان مُردہ مین حلول کرتا ہی اور عارف کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے جیسے لکڑی آگ مین جلکر آگ ہو جاتی ہی اور بطلان اسکا ظاہر ہے کیونکہ اگر خدا کسی چیز مین حلول کرے تو محتاج محل کا ہوگا اور مکان مین پایا جائے گا حالانکہ خدا محتاج کسی چیز کا نہین ہی اور ابھی بیان ہوا کہ خدا کسی مکان مین نہین ہے اور خدا کسی چیز کے ساتھ متحد بھی نہین ہو سکتا کیونکہ دو چیزین متغائر مثل واجب اور ممکن کے بلکہ مطلقاً دو چیزین حقیقتاً ایک نہین ہو سکتین اسلیے کہ اگر دونون موجود ہین تو پھر اتحاد کہان اگر دونون معدوم ہین تو شے ثالث جدید ہی اور اگر ایک معدوم اور ایک موجود ہی تب بھی اتحاد بین الموجودین نہوا اور اتحاد بین الوجود والعدم بالبداہتہ باطل ہی پس حلولیہ اور اتحادیہ کا مذہب باطل ہوا باقی رہا مذہب عینیہ کا کہ اونکا مذہب یہ ہی کہ ہر چیز مین خدا ہی چنانچہ کہتے ہین ؎

خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ	خود بر سر آن کوزہ خرید ار بیاید

اور اسی طرح بہت سے اقوال اِنکے ہین پس بنا بر اسکے لازم آتا ہی کہ گنے اور شور اور گوہ اور پیشاب معاذ اللہ سب مین خدا ہین اور توجیہات عجیبہ اور تخیلات غریبہ بیان کرتے ہین کبھی خدا کو بہ دریا اور ممکنات کو بامواج اور کبھی خدا کو بسیاہی اور ممکنات کو

بحروف تشبیہ دیتے ہین یعنے جسطرح امواج عین دریا اور حروف عین سیاہی ہین اور فرق فقط اعتباری ہے اوسیطرح سے خدامین خلق اور خلق عین خدا ہی مولوی روم فرماتے ہین ؎

چون زبیرنگی اشیر رنگ شد　　موسی با موسی در جنگ شد

یعنے حضرت موسی اور فرعون دونون خدا ہی تھے کہ آپسمین لڑے اور اگر اونسے کہا جاوے کہ درمیان خالق اور مخلوق واجب اور ممکن کے فرق اعتباری کہنا درمیان متبائنین اور متناقضین کے غیریت کا قائل ہونا ہے جیسے کہین کہ سفیدی مین سیاہی ہے اور زید عین لازید ہے اور آسمان عین زمین ہے اور فرق اعتباری ہے اسکو عقل کسی طرح باور نہین کرتی تو اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ بطور تصوف وراء طور العقول ہے کہ عقول متوسطہ یعنے عقل انسان اسکا درک نہین کرسکتی بلکہ اسکے ادراک کے لیے عقول ملکی چاہیے ہم اسکے جواب مین کہتے ہین کہ جب اس طریقہ نامعقول کو ہماری عقلین تصور ہی نہین کرتی ہین تو ہم اسکی تصدیق کیونکر کرین لیکن محققین اسکے کہتے ہین کہ یا وجود مطلق خدا ہے اور وجودات خاصہ ممکنات ہین ہم کہتے ہین کہ یہ بات تو بدیہی ہے کہ ہر عام و خاص پر صادق آتا ہے پس کہینگے کہ زید خدا ہی عمرو خدا ہے بکر خدا ہے پس مصداق خدا غیر متناہی ہونگے تعجب ہے کہ حضرات اہلسنت زید و خدا کے قائل کو کافر کہین اور ہزار دن خدا کے قائلین کو کافر نہین کہتے بلکہ انکو اپنا پیر بناتے ہین اور تیز سنا برقول بیضیت بطلان کل شرائع کا لازم آتا ہے اسلیے کہ کون مرسل ہوا اور کون مرسل ٹھہرا اور جہنم اور جہنم مین جلنے والا اور اعمال خیر و شر کرنے والا سب خدا ہی ہوگا پھر احکام شریعت اور تکلیفات سب لغو اور بیکار ہوجائینگے ساتوین جب یہ بات ثابت ہوئی کہ خدا جسم نہین ہے اور نہ کسی مکان مین ہے نہ کسی جہت مین پس محال ہے کہ اوسکو کوئی دیکھ سکے کیونکہ کسی چیز کے دیکھنے کے واسطے آنکھ اور انکا ہونا

ضرور ہی ایک تو یہ کہ بصارت درست ہو دوسرے وہ چیز اور دیکھنے والا دونون
مقابل ہون تیسرے بہت قریب نہو چوتھے بہت دور نہو پانچوین کوئی
چیز حائل نہو چھٹے بہت شفاف نہو جیسے ہوا ساتوین دیکھنے کا قصد بھی رکھتا ہو
آٹھوین اندھیرا نہو پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ خدا ہمارے مقابل ہین ہو اور ہم
اُسکے قریب جاکر مثل جسم کثیف کے اُسکو دیکھین حالانکہ خدا خود فرماتا ہی لاتدرکہ
الابصار وھو یدرک الابصار اُسکو بینائیان نہین پا سکتین ہین بلکہ وہ بینائیونکو درک
کرتا ہی اور جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کے کہنے سے واسطے اتمام حجت کے
خدا سے رویت کا سوال کیا تو خدا نے فرمایا لن ترانی تو ہرگز کبھی مجھکو نہ دیکھیگا
پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نہ دیکھا تو پھر دوسرا کوئی کیونکر دیکھ سکتا ہی اور حضرات
اہلسنت جو دیدار خدا کے قائل ہین وہ فرماتے ہین کہ ہم خدا کو روز قیامت
کالقمر فی لیلۃ البدر دیکھینگے یعنے جیسے چودھوین رات کا چاند قابل غور ہی
کہ خدا کو چاند کے ساتھ تشبیہ دی حالانکہ خدا فرماتا ہی فلا تضربوا للہ الامثال
اور پھر فرماتا ہی لیس کمثلہ شئی پس جب خدا کے لیے مثل ہوا تو توحید رخصت ہوگئی
اسلیے کہ جب مرئی ہوا تو مثل مرئیات متلونہ کے گورا کالا نیلا پیلا کسی رنگ مین
ہوگا پس اس مسئلے سے اہلسنت کلاً مجسمہ اور مشبہ ہوگئے اور بلکفہ امام رازی
یعنے خدا کو ہم بلا کیفیت دیکھینگے ایک بات تو ہی اسلیے کہ قمر فی لیلۃ البدر مین بلکفہ کہان
ہی علاوہ اسکے یہ رویت جو چشم سر کی ہی اسمین بلکفہ محال ہی جیساکہ شروط ثمانیہ
رویت مین بیان ہوا پس ثابت ہوا کہ رویت خدا بھی محال ہی مگر البتہ جو لوگ
مومنین موقنین اور صلحا اور متقین ہین اُنکا دل چشم بصیرت سے اُسکو دیکھتا ہے
جیساکہ کسی نے جناب امیر علیہ السلام سے پوچھا آپ نے خدا کو دیکھا ہی جو اُسکی
عبادت کرتے ہین فرمایا کیونکر ہو سکتا ہی کہ مین عبادت کرون اُس چیز کی جسکو

نہ دیکھا ہو راوی نے عرض کی کیونکر دیکھا ہی فرمایا کہ آنکھون نے ظاہر مین اُسکو نہین دیکھا ہی لیکن دل کی آنکھون نے نور ایمان سے اُسکو دیکھا ہی آٹھوین حق تعالیٰ محل حوادث نہین ہی یعنے ایسے صفات اُسمین نہین پائے جاتے جنکے سبب سے ایک کیفیت سے دوسری کیفیت ہو جائے جیسے سہو و نسیان بیماری آرام خوشی رنج غضب غصہ وغیرہ کہ بیماری مین انسان ضعیف ہو جاتا ہی رنج و غم مین دلپر صدمہ پہونچتا ہی غصہ مین چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا ہی ان سب سے خدا پاک اور پاکیزہ ہی اسلیئے کہ ہر متغیر حادث ہی اور ذات باری تعالیٰ قدیم ہی

سبیل دوم عدل مین

اور اُسمین ایک شعبہ اور سات مسلک ہین شعبہ بیان معنی عدل مین معنی عدل کے وضع الشئی فی محلہ کے ہین یعنے ہر چیز بجا ہو کوئی کام بیجا نہو پس خدا کوئی فعل قبیح اور غیر مناسب نہین کرتا اور نہ فعل واجب اور مناسب کو ترک کرتا ہی

مسلک اول بیان مین حسن اور قبح عقلی کے حسن وہ ہی کہ کرنے والا اُسکا جب اُس فعل کو کرے تو عقلاء کے نزدیک قابل تعریف کے ہو اور قبیح وہ ہی کہ جب اُسکو کرے تو عقلاء اُسکی مذمت کرین جاننا چاہیئے کہ عقل صحیح اسکو درک کرتی ہی کہ اچھائی اور برائی کا مونکی فی نفسہ ہی نہ بسبب حکم کسی حاکم کے بلکہ یہی حسن و قبح ذاتی شارح کو باعث امر و نہی کرنے کا ہی کیونکہ بیداہتہً عقل ہم دیکھتے ہین کہ ادراک بعض امور مین عقل مستقل ہی حاجت کسی شرع کی نہین ہی جیسے سچ بولنا اچھا ہی اور جھوٹھ بولنا بُرا ہی اسیطرح انصاف کرنا امانت کو واپس کرنا دوست ہوے کو نکالنا ان سب باتون کو عقل کہتی ہی کہ اچھی ہین چاہیئے کوئی آمر امر کرے یا نہی کرے اور ظلم کرنا

کسیکو ناحق قتل کرنا جوٹھ بولنا خیانت کرنا عقل کہتی ہی کہ یہ سب باتین بُری ہین
اگرچہ حکم شرع نہوتا تو بھی عقل ان باتون کے حسن و قبح پر حکم کرتی اسی سبب سے جو
لوگ پابند کسی شریعت کے نہین ہین مثل براہمہ و مجیرہ کے وہ بھی اس حسن و قبح کے قائل
ہین مگر اشاعرہ اہلسنت جنھون نے عقل سے ہاتھ دھویا ہی کہتے ہین کہ دنیا مین کوئی چیز
فی نفسہ اچھی اور بُری نہین ہی اور شارع بترجیح بلا مرجح ایک کو حکم کرنے کا کرتا ہی اور
دوسرے کو منع کرتا ہی پس جسکو شارع نے حکم کیا وہ اچھا ہی جسکو نہی کیا وہ بُرا ہی
عقل کو کچھ دخل نہین ہے حالانکہ یہ باطل ہی اسواسطے کہ مثلاً اگر کوئی شخص عاقل
کسی پہاڑ یا جنگل مین لڑکپن سے رہا ہو کہ وہان کسی قسم کے دین کی بات جاری نہو
کوئی حکم شارع کا وہان نہ پہونچا ہو اس سے کوئی کہے کہ اگر تو سچ بولیگا تو بھی تجھکو ایک
روپیہ دونگا اور اگر تو جھوٹھ بولیگا تو بھی تجھکو ایک روپیہ دونگا تو بیشک وہ شخص
سچ ہی بولیگا اس سے معلوم ہوا کہ اچھائی اور بُرائی چیزونکی فی نفسہ ثابت ہی
نہ شرعاً چنانچہ آیات قرآنی بھی اسی پر دلالت کرتی ہین جیساکہ جناب باری فرماتا ہے
ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر
اس آیت سے سمجھا جاتا ہی کہ فحشا و منکر فی نفسہ قبیح ہین اسی لیے جناب باری
نے اُس سے منع کیا نہ یہ کہ منع کرنے سے جناب باری کے وہ فحشا و منکر ہوگئے

مسلک دوم

جاننا چاہیے کہ خداوند عالم عادل ہی ظلم نہین کرتا بُرے کامون کو عمل مین
نہین لاتا جو چیز بہتر اور واجب ہی اُسکو ترک نہین کرتا امر محال کے ساتھ
بندون کو تکلیف نہین دیتا بے فائدہ کام اُس سے صادر نہین ہوتا کیونکہ
برا کام وہی کرتا ہی جو اُسکی بُرائی سے واقف نہو یا جانتا ہی مگر اُسکے ترک پر
قادر نہین ہی جسطرح آگ [illegible] نے پر اختیار نہین رکھتی یا مجبور ہی کہ کوئی

شخص غیر بجز اُس سے بُرا کام کراوے یا قدرت رکھتا ہی مگر اُس بُرے کام کا
محتاج ہی جیسے کوئی بھوکا فقیر چوری کرے یا محتاج بھی نہین ہی مگر بے فائدہ
اُس کام کو کرتا ہی یہ سب باتین خدا کے واسطے محال ہین کیونکہ پہلی صورتمین
خدا کا جہل لازم آتا ہی دوسری تیسری صورت مین عجز چوتھی مین احتیاج
پانچوین مین سفاہت مگر اہل سنت خدا کی عدالت کے قائل نہین ہین کہتے
ہین ہو سکتا ہی کہ قیامت کے روز خداوند کریم جتنے انبیا اور امام اور اولیا
ہین سبکو جہنم مین ڈالدے اور جتنے کفار بت پرست مشرک گنہگار فاسق و فاجر
ہین سبکو بہشت مین لیجائے اُسکے واسطے کوئی عیب نہین ہی نہ اُسکو کوئی اُس
بات پر الزام لگا سکتا ہی اسلیے کہ وہ مالک ہی اور مالک کو تصرف اپنے
مِلک مین ہر طرح سے ہو سکتا ہی اور بہ نسبت اُسکے کوئی شی قبیح نہین ہی اسلیے
کہ قبیح اشیا تو اُسی کے حکم سے ہوتا ہی پس حکم مجکو مو نپر جاری ہو گا نہ خود
حاکم پر حالانکہ یہ باطل ہی کیونکہ اگر ایسا ہو کہ بہ نسبت خدا کے کوئی کار قبیح نہو
تو کسی پیغمبر کی نبوّت کا یقین نہو کیا معلوم خدا نے جھوٹے پیغمبر کو معجزہ
دیا ہی یا سچے پیغمبر کو اور جب پیغمبر ہی کا یقین نہوا تو پھر کسی امر شرعی کا اعتبار
نہو گا پھر خدا کا جہنم سے ڈرانا بہشت کا وعدہ کرنا سبکا اعتبار جاتا رہیگا کیا
معلوم خدا نے سچ کہا یا جھوٹھ کہا پھر کس اعتبار پر کوئی خدا کی عبادت کرنے لگا
اور یہ کہنا اُنکا کہ مالک کو ہر طرح کا تصرف اپنی ملک مین جائز ہی اور کسی طرح
ظلم نہین ہی اگرچہ انبیا کو جہنم مین ڈالے کیونکہ ظلم کے معنے تصرف فی ملک الغیر
کے ہین پس ہم کہتے ہین کہ یہ تقریر محض عوام فریبی کی ہی کسی مالک کو اپنی
ملک مین تصرف قبیح جائز نہین ہی اور معنے ظلم کے وضع الشی لا فی محلہ کے ہین
نہ وہ جسکے تم مدعی ہو اور یہ کہنا تمہارا کہ قبیح اشیا بحکم حاکم ہی ہمنے مسلک اول مین

باطل کیا اور ثابت کیا کہ اشیا فی نفسہ حسن اور قبیح ہین علاوہ اسکے خدا خود فرماتا ہی
ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیۃ توجب خدا دوسرون کو عدل و انصاف
کا حکم فرماتا ہی اور بُرے امور سے منع کرتا ہی تو کیونکر ہو سکتا ہی کہ دوسرون کو
حکم کرے اور خود اُسپر عمل نکرے خدا خود فرماتا ہی اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم
اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ خدا بندون کو محال امر کی تکلیف نہین دیتا لا یکلف اللہ
نفسا الا وسعہا کیونکر تکلیف محال قبیح ہی عدالت کے خلاف ہی مگر اشاعرہ اہلسنت
تکلیف بمحال کے قائل ہین کہتے ہین ہو سکتا ہی کہ خدا اُس شخص کو جو زمین گیر ہو
کہے کہ آسمان پر اُڑ جا اور آفتاب کو پکڑ لا یا کسی سے کہے سارے دریا کا پانی ایک
دفعہ پی جا یا سوئی کے ناکہ سے پہاڑ کو نکالدے جب بندہ یہ سب نکر سکے تو خدا
اُسپر عذاب کرے شاید ان اللہ لیس بظلام للعبید کا ایمان ہی نہین لائے

مسلک سوم

اس بات کو جاننا چاہیے کہ خدا نے اپنے بندون کو جو عبادت کی تکلیف دی
نیک کام کرنے کا حکم دیا بد کام کرنے کو منع کیا یہ سب فعل خدا کا مستحسن اور بہتر
ہے اور اس تکلیف کا نفع کچھ خدا کو نہین پہونچتا کیونکہ وہ مستغنی ہی بلکہ خود بندہ کو
نفع پہونچتا ہی اگر کوئی کہے کیون خدا نے بلا تکلیف کے بہشت مین داخل کرنے کو
قبول نہین کیا تو ہم کہینگے اسمین بہت سی مصلحتین ہین ایک تو یہ کہ نیک اور بد عادل
اور ظالم سب پہچانے جائین اور سب لوگ نیک کام کیطرف رغبت کرین بُرے
کام سے باز رہین اور موافق اپنے اعمال کے اور باستحقاق کے بہشت مین درجے
پائین ہر شخص کا مرتبہ علیحدہ علیحدہ پہچانا جائے پس یہ عین حکمت اور عدالت ہی
کہ جسکا جیسا مرتبہ ہو جیسے کام ہون ویسا اُسکو عوض ملے اور بغیر لحاظ اسکے
اچھے بُرے سبکو بہشت دے دینا ایسا ہی جیسے بادشاہ اور چمار کو ایک جگہ بٹھا دینا

نکوئی با بدان کردن چنان ست که بد کردن بجاے نیک مردان

دوسرے یہ کہ انسان مدنی بالطبع پیدا ہوتا ہی یعنے معاملات دنیا مین اور زندگی کے بسر کرنے مین ایک دوسرے کا محتاج ہی پس اگر تکلیف خدا نہوتی تو کوئی شخص کسی بات سے نہ ڈرتا کیونکہ مواخذۂ دنیا و آخرت کا خوف تو ہوتا نہین لامحالہ معاملات دنیا مین ایک دوسرے کو قتل کرتا کسی پر کوئی ظلم کرتا کسی کا کوئی مال چھین لیتا کسیکی عورت کے ساتھ کوئی زنا کرتا یہ سب امور باعث فتنہ و فساد کے ہوتے اور انتظام دنیا مین خلل پڑتا اسواسطے خدا نے تکلیف دی اور ڈرایا کہ اگر میرے کام کروگے تو تمکو جہنم مین لیجائینگے اگر اچھے کام کروگے تو بہشت مین پہونچائینگے یہی باعث ہی کہ ہر ملت کے لوگ خدا کا خوف کرتے ہین اور اس سبب سے اکثر لوگ ظلم نہین کرتے کسی کا مال غصب نہین کرتے اب اس بات کو بھی جاننا چاہیئے کہ خدا نے جو بندون کو تکلیف دی تو انکو اختیار بھی دیا ہی مجبور پیدا نہین کیا ہی نیک کام ہو خواہ بد کام سب انسان اپنے اختیار سے کرتا ہی نہ یہ کہ خدا مجبور کراتا ہی جیسا اہلسنت کہتے ہین کہ بندہ اپنے فعل مین مجبور ہی جو کام ہو چوری زنا قتل نفس غصب کفر سب کام بندے سے خدا ہی کراتا ہی اور پھر اسپر عذاب کرتا ہی جیسا کہ عقائد نسفی مین ہی واللہ خالق افعال العباد من الکفر و الایمان و الطاعۃ والعصیان یعنے جتنے کام بندے کرتے ہین جیسے کفر و ایمان طاعت و عصیان سبکو خدا ہی پیدا کردیتا ہی حالانکہ یہ صریح باطل ہی اسواسطے کہ اگر ایسا ہو تو معاذ اللہ خدا سے بڑھکر کوئی ظالم نہو کہ خود ہی گناہ کراوے اور خود ہی اسپر عذاب کرے جیسے کوئی شخص اپنے کسی غلام کو حوض مین گرادے اور پھر اسکو سزا کرے کہ تیرا بدن کیون بھیگا یہان پر ایک حکایت لطیف ہی جسکا لکھنا مناسب معلوم ہوا یعنے ایک روز بہلول دانا ابوحنیفہ کے

ص ۶۰
شرح چھاپہ لکھنؤ

گھر گئے اسلئے کہ اپنے شاگردون سے کہتا ہی کہ امام جعفر صادقؑ تین باتون کو
کہتے ہین ہم اُنکو نہین مانتے ایک تو وہ کہتے ہین کہ شیطان جہنم مین جلیگا حالانکہ
شیطان آگ سے پیدا ہوا ہی آگ کو آگ کیا جلائیگی دوسرے وہ کہتے ہین کہ خدا
کو کوئی نہین دیکھ سکتا یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ کوئی چیز موجود ہو اور اسکو دیکھ سکین
تیسرے وہ کہتے ہین کہ بندہ اپنے فعل کا مختار ہی مجبور نہین ہی حالانکہ ایسا نہین
ہی بلکہ بندہ جو کام کرتا ہی سبکا خالق خدا ہی بندہ اپنے فعل مین مجبور ہی بہلول نے
جب یہ سنا ایک ڈھیلا اُٹھا کر زور سے ابو حنیفہ کے حوالے کیا اور چلدیے وہ
ڈھیلا ابو حنیفہ کی پیشانی پر لگا ابو حنیفہ اور سب شاگرد اُسکے دوڑے اور اُنکو
پکڑا اور ہارون رشید کے پاس لیگئے اور اُنکی شکایت کی تب بہلول نے ابو حنیفہ
سے کہا مین نے کیا ظلم کیا اُسنے کہا ایک ڈھیلا کھینچکر مارا کہ سر پیر اور درد کر رہا ہے
بہلول نے کہا درد کو دکھلاؤ کہان ہی ابو حنیفہ نے کہا درد کو بھلا کوئی دیکھ سکتا
ہی بہلول نے کہا ابھی تو کہہ رہا تھا کہ جو چیز موجود ہو اُسکو ضرور دیکھ سکتے ہین درد بھی
موجود ہی کیون نہین دکھائی دیتا علاوہ اسکے تو جھوٹھ کہتا ہی کہ درد ہوتا ہی
کیونکہ ابھی تو نے کہا ہی کہ شیطان آگ مین نہ جلیگا آگ کو آگ کیا جلا سکتی ہی
مین نے بھی مٹی کے ڈھیلے سے تجھکو مارا اور تیرا بدن بھی مٹی کا ہی مٹی کو مٹی کیا اذیت
پہونچا سکتی ہی اسکے علاوہ تو کہتا تھا کہ بندہ اپنے فعل کا فاعل نہین ہی جو کام کرتا ہے
خدا کرتا ہی مین نے تجھکو کہان مارا بلکہ خدا نے مارا مین مجبور ہون یہ سنکر ابو حنیفہ بہت
خفیف ہوا کچھ جواب نہ چل سکا اور سب لوگ وہانسے اُٹھ آئے

مسلک چہارم قضا و قدر کے بیان مین

در قضا و قدر

جاننا چاہیے کہ قضا کے چند معنی ہین گاہے بمعنے خلق و ایجاد آتا ہی جیسا کہ تفسیر فقضا
ھن سبع سمٰوات مین کہا گیا ہی اور کبھی بمعنی حکم جیسے وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ

اور کبھی بمعنی آلام اور اخبار کقولہ تعالے وقضینا الی بنی اسرائیل اور گاہے بمعنی علم اور گاہے بمعنی اتمام اور گاہے بمعنی ختم کے آتا ہی یہانتک کہ بعض علمانے دس اور بعضونے اس سے بھی زیادہ معنی بیان فرمائے ہین اور ہر ایک کی سند دی ہی اور اسیطرح معنی قدر کے بھی بہت ہین جیسے علم و اعلام وحکم وخلق وتعیین و اندازہ و مقدار و توسط بیان افراط و تفریط و ضیق و حتم و عدم احمالی الی غیر ذلک اور ہر مقام پر معنی مناسب مقام مراد ہوتے ہین پس جہان کہین حدیث مین وارد ہوا ہی کہ کل امر بقضا و قدر ہی مراد اس سے معنی علم یا اعلام بملائکہ و انبیاؤ اوصیاء اور وقوع بر وفق علم بہ تعیین و اندازہ خدا یا حکم وارادہ و تمکین و عدم المنع خدا کے ہین نہ یہ کہ کل حوادث و کائنات یہانتک کہ افعال عباد بخلق و ایجاد خدا ہین اسلیئے کہ اگر افعال عباد فعل خدا ہون تو بندہ مجبور ہوگا حالانکہ پیشتر اس سے ہم ثابت کر چکے کہ بندہ اپنے افعال اختیاری مین مجبور نہین ہی ورنہ تکلیف لغو اور باطل ہو جائیگی اور یہ بھی واضح رہے کہ علم خدا کسی فعل کے صدور کی علت نہین ہے پس کوئی یہ نہین نہین کہسکتا کہ چونکہ علم خدا مین یہی گذرا تھا کہ ہم شراب پئین اس سبب سے ہمنے شراب پی جیساکہ اہانت کہتے ہین کہ بندہ گناہ کرنے مین مجبور ہی اسواسطے کہ خدا عالم کلیات و جزئیات ہی روز ازل سے خدا جانتا تھا کہ ہم گناہ کرینگے پس اگر ہم گناہ نہ کرتے تو علم خدا کا غلط ہو جاتا اسلیئے ضرور ہوا کہ ہم گناہ کرین مثلاً خدا جانتا تھا کہ ابوجہل ایمان نہ لاویگا پس محال تھا کہ وہ ایمان لاتا ورنہ علم خدا کا جہل ہو جاتا جواب اسکا اولاً بطور معارضہ کے یہ ہی کہ جسطرح سے خدا کو پہلے سے بندونکے فعل کا علم ہی اسیطرح بدرجہ اولی اپنے فعل کا بھی علم ہی پس ہم کہتے ہین کہ مثلاً خدا روز ازل سے جانتا تھا کہ مین زید کو فلان سال مین پیدا کرونگا آیا اب ہو سکتا ہی کہ اس سال زید کو پیدا نہ کرے یا نہین ہو سکتا اگر ہو سکتا ہے تو علم خدا کا جہل ہو جائیگا اور اگر نہین ہو سکتا تو خدا مجبور ہوا پس جو تم اس بات کا جواب دوگے وہی جواب ہم تمھاری بات کا دینگے ثانیاً جواب بطور حل کے یہ ہی کہ ہم

اوپر بیان کر چکے کہ علم خدا کا علت فعل کی نہین ہی کیونکہ علم تابع معلوم کے ہی جیسا معلوم ہوتا ہی
ویسا ہی علم ہوتا ہی بے اسکے کہ علم کو اس معلوم کے موجود ہونے مین کچھ اثر ہو پس جو چیز
جیسی ہونے والی تھی اُسی کے مطابق خدا کو علم ہوا نہ یہ کہ جیسا خدا کو علم ہوا ویسی ہی وہ چیز
واقع ہوئی مثلاً ہم جانتے ہین کہ قیامت ضرور ہوگی اور یہ علم ہمارا مطابق واقع کے ہی
مگر ایسا نہین ہی کہ چونکہ ہمارے علم مین گذرا ہی اس سبب سے قیامت ضرور ہوگی بلکہ چونکہ
قیامت ضرور ہوگی اس سبب سے ویسا ہی ہمکو علم ہوا با این ہمہ ہم کہتے ہین کہ خدا کو
ازل مین علم اسکا ہوا کہ مین فلان وقت مین فلان فعل باختیار خود کرونگا یا فلان بندہ
فلان فعل باختیار خود کریگا پس اگر خدا یا بندہ اس فعل کو باختیار نکرے بلکہ مجبوری کرے
تو علم خدا جہل ہو جائیگا باجملہ نہ دیکھا کسیطرح سے اپنے فعل مین مجبور نہین ہی جیسا کہ
جبریہ اور قدریہ کہتے ہین اگر کل امور قضا و قدر کے اوپر حوالہ کیے جائین اور بندہ
مجبور ٹھہرایا جائے تو ثواب و عذاب اور وعدہ و وعید خدا کا افعال عباد پر سب بیکار
ہو جائے اور کوئی جائے ملامت و مذمت خدا کو بندونپر باقی نرہے اور للہ الحجۃ البالغۃ
غلط ہو جائے اور بندونکی حجت خدا پر غالب رہے اور جب بندے عذر مجبوری پیش
کرین تو خدا معاذ اللہ ساکت اور لاجواب ہو جائے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ ایسا
بھی نہین ہی کہ خدا نے بالکل اختیار نیک و بد کا بندون کو دیدیا اور خود مجبور ہو گیا خدا کو
اسمین کچھ دخل و اختیار نہین رہا جیسا مفوضہ کہتے ہین بلکہ جب انسان نیک کام کا ارادہ
کرتا ہی تو خدا کی جانب سے لطف و توفیق خیر شامل حال ہوتی ہی اور جب اپنے سوء
اختیار سے برے کام کا ارادہ کرتا ہی تو ایسا اوقات خدا جسب مصلحت اُسکو مانع
ہو جاتا ہی اور کبھی اُسکو جسب مصلحت اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہی جسکو خذلان من اللہ
کہتے ہین اور اسی امر کیطرف معصوم نے اشارہ فرمایا ہی لا جبر و لا تفویض بل

امر بین الامرین

مسلک پنجم بیان مین معنی لطف وغیرہ کے

جاننا چاہیئے کہ معنی لطف کے یہ ہین کہ خدا ایسا کام کرے بندون کے ساتھ کہ جس سے بندون کو تمکین اور اقتدار اوپر تکلیفات شرعیہ کے حاصل ہو اور بھی اپنے خاص بندون کے ساتھ جو قابلیت رکھتے ہون ایسا امر عمل مین لاوے جس سے قریب کردے طاعت کیطرف اور بعید کردے معصیت سے مگر نہ اسطور پر کہ اسکو مجبور کردے اس فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر اور لطف بحسب عقل کے خدا پر واجب ہی یعنے عقل ادراک کرتی ہی اس بات کو کہ بمقتضاے حکمت و مصلحت اور عدالت کے یہ بات جناب باری کے لیئے ضروری ہی جسطرح سے علم اور قدرت اور وجوب وجود اسکے لیئے ضروری ہی اسلیے کہ اگر لطف ممکن نہو تو تکلیف مالا یطاق لازم آتی ہی اور وہ بیشک قبیح ہی جیسا ہم اوپر لکھ چکے اور اگر لطف مقرب نہو تو نقض غرض لازم آتا ہی اور نقض اپنی غرض کا کار سفہا ہی نہ کار حکیم پس پیغمبرون کا بھیجنا اور اماموں کا مقرر کرنا عمل خیر پر ثواب کا وعدہ کرنا شر کا مونیر وعید عقاب کرنا اور مثل اسکے سب لطف خدا مین داخل ہی کیونکہ جب خدا نے عبادت کی تکلیف دی جیسا کہ فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون تو ضرور ہوا کہ خدا واسطے عبادت کے ہمکو اعضا وجوارح اور عقل کامل بھی عطا کرے اور اس عبادت کے طریقے کے سمجھانے کو کوئی شخص ہمارے واسطے بھیجے کہ وہ پیغمبر آور زندہ شریعت ہو اور کوئی شخص حافظ اس شریعت کا بھی ضرور مقرر ہو کہ وہ امام ہی یہی سب معنی لطف کے ہین

مسلک ششم بیان مین مسئلہ اصلح کے

جاننا چاہیئے کہ خدا کے امور خواہ بحسب دنیا کے ہون خواہ دین کے ہمین مصلحت ہین جتنے امور خدا کے ہین سب اصلح واقع ہوتے ہین اگرچہ ہمکو ضرور نہین ہی کہ ان سب مصالح کو ہم سمجھ سکین جیسا کہ بہت سے حشرات الارض وغیرہ خدا نے

پیدا کیئے جو خالی مصلحت سے نہین ہین مگر عقل ہر بشر کی اُسکو نہین دریافت کر سکتی چنانچہ
قصہ بوعلی سینا کا بہ نسبت سرمہ کے مشہور ہی انسان اگر اپنے ہی جسم کو خیال کر سکے تو معلوم
کسقدر عروق اور عضلات اور شرائین و اوردہ و گوشت و پوست اور ہڈیان ہین تو بیشمار
مصالح کو نہین دریافت کر سکتا کہ کس مصلحت سے خدا نے پیدا کیا پس یہ قصور ہماری سمجھ کا
ہی نہ خداوند حکیم کے فعل کا اس سے اعتراض اہلسنت کا جو اس مادہ مین کرتے ہین
سب دفع ہو گیا چنانچہ شاہ صاحب نے جو تحفہ مسروقہ مین لکھا ہی کہ شیطان کو پیدا کرنا
اور اُسکو مہلت دینا انسان کے بہکانے کے واسطے اُسکو قدرت دینا یہ سب اصلح کے
خلاف ہی پس یہ سب توہمات و قیاس ماخوذ قول سے اسی اول من قاص کے ہی کیونکہ
شیطان کا ہونا بھی دور از مصلحت نہین ہی کہ اس سے امتحان ہر نیک و بد کا ہوتا ہی
جو لوگ کہ انبیاء و اوصیا، اور مؤمنین مخلصین ہین وہ شیطان کے قول پر عمل نہین
کرتے پس یہ امر باعث مزید اجر و حسنات کا اُنکے ہوتا ہی اور جو لوگ دشمن انبیاء اور
اوصیاء و اہلبیت اطہار ہین وہ بسبب اُسکے اغوا کے مستحق انواع عذاب و نکال
کے ہوتے ہین اور شیطان اور اتباع اُسکے اپنے سوء اختیار سے جہنم مین جاتے
ہین اسمین خدا کے اوپر الزام نہین ہو سکتا اسلیئے کہ خدا نے اُنکے ساتھ احسان کیا
اور نعمت وجود بخشی مگر انھون نے باحسان فراموشی اپنے تئین قابل جہنم کیا

خدا کا اسمین کیا قصور ہے

مسلک ہفتم مسئلۂ آلام و اعواض کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ یہ دار دنیا رنج و مشقت بلا و محنت سے خالی نہین ہی ضرور ہی کہ ہر فرد
بشر اس دار فانی مین انواع آلام روحانی و جسمانی مین مبتلا ہو اور اس ابتلا مین
بھی بہت مصالح خفیہ و جلیہ ہین پس یہ کوئی خیال نکرے کہ یہ امور خلاف اُسکے عدل کے
ہین کہ اپنے بندون کو رنج و مصیبت مین مبتلا کرے کیونکہ جو مصیبت و رنج کہ بندونکو

خدا کی طرف سے پہونچتا ہی وہ عین عدل وحکمت ہی کہ جسکا نفع خود بندون کی طرف عائد ہوتا ہی اُس رنج ومصیبت کا عوض اضعاف مضاعف بعض کو خدا دنیا ہی مین دیدیتا ہی اور بعض کو آخرت مین کہ جسکے مقابلہ مین یہ مصائب مثلاً شی اور مضمحل اور لاشی اور باطل ہوجاتے ہین مثلاً ایک شخص کو تکلیف چند قدم چلنے کی دین اور فی قدم لاکھ روپے اُسکا عوض دین پس ایسی تکلیف کو عقلا نہایت مستحسن جانینگے البتہ یہ نہین ہوسکتا کہ خدا بندونکو مصیبت وبلا مین مبتلا کرے اور پھر کچھ عوض اُسکا نہ دیا یا آخرت مین نہ دے جیسا کہ حدیث مین ہی کہ تپ ایک شب کی کفارہ ہی گناہان گذشتہ وآیندہ کا اور مثل اسکے بہت سی حدیثین ہین محققی نزدیک ہے کہ جو لوگ انبیاء وصلحا ہین اُنکو جو مصیبت ورنج پہونچتا ہی تو وہ باعث اُنکے زیادتی مدارج عالیہ کا ہوتا ہی اور جو اوروں کے غیر مکلف مرتے ہین یا اُنکو صدمہ پہونچتا ہی تو وہ باعث زیادہ اجر وثواب الہین کا ہوتا ہے جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے۔

سبیل سوم نبوت مین

اور اُسمین ایک شعبہ اور گیارہ مسلک ہین شعبہ تعریف نبی مین نبی وہ شخص ہے کہ جنس آدمی سے ہو اور خدا کی جانب سے واسطے ہدایت کرنے خلق کے بلاواسطہ کسی آدمی کے بھیجا گیا ہو اور اُسکو رسول بھی کہتے ہین مگر فرق یہ ہی کہ نبی اعم ہی اُس سے کہ شریعت تازہ رکھتا ہو جیسے ہمارے پیغمبر اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ ہین یا شریعت تازہ نرکھتا ہو بلکہ شریعت سابقہ کا مروج ہو جیسے یحییٰ وزکریا وداؤد وسلیمان وغیرہم صلوات اللہ علیہم اجمعین ہین اور رسول وہ ہی کہ شریعت تازہ رکھتا ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ نبی اعم ہی باین معنے کہ اُسکو احکام خدا پہونچین خواہ حکم تبلیغ ہو یا نہین اور رسول جب ہوگا کہ حکم تبلیغ بھی ہو جیسا نبوت جناب رسول خدا قبل از خلقت آدم کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین اور رسالت

حضرت کو چالیس برس کے سن مین ہوئی۔

مسلک اول حسن بعثت اور اسکے وجوب پر جاننا چاہئے کہ نبی کا بھیجنا واسطے ہدایت خلق کے خدا کو ضرور ولازم ہی مگر نہ لزوم و وجوب شرعی کے طور پر بلکہ بنظر حکمت و مصلحت اسکے بہت ضرور ہی کہ کسیکو واسطے ہدایت خلق کے بھیجے **اولاً** اسواسطے کہ انبیا کا بھیجنا لطف ہی اور ہم اوپر لکھ چکے کہ لطف بنظر حکمت و مصلحت خدا پر واجب ہی تاکہ خلائق گمراہی اور خسران ابدی و ہلاکت سرمدی سے بچے اسواسطے کہ اکثر ہی کہ عقل آدمی کی نیک و بد کے دریافت کرنے سے عاجز ہی اگرچہ حسن و قبح عقلی ہی باین معنی کہ لوازم ذاتی اشیا سے ہی کہ کبھی عقل بھی اسکو ادراک کر لیتی ہی مگر یہ ضرور نہین ہی کہ عقل انسان کی کل امور کے حسن و قبح کو دریافت کر سکے ایسی حالت مین انسان کل امر کو نہین سمجھ سکتا کہ کون کون باتین اچھی ہین اور کون کون باتین بری ہین کن کن باتون سے خدا خوش ہوتا ہی اور کن کن باتوسے خدا ناراض ہوتا ہی ایسی صورت مین ضرور ہوا کہ خدا کسی شخص کو بھیجے کہ وہ ہمکو نیک و بد امرون کو بتلاے کہ ہم بموجب اسکے کہنے کے نیک کام کو کرین اور بد کام سے باز رہین ورنہ حجت خدا بندون پر تمام نہو جسوقت کہ وہ عذر کرین ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع ایاتک ونکون من المومنین خداوندا کیون نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کسی رسول کو پس متابعت کرتے ہم تیری آیات کی اور ہوتے ہم ایمان لانیوالون سے **دوسری دلیل** یہ ہی کہ انسان مدنی بالطبع پیدا ہوا ہی یعنے اپنے کاموں مین اور زندگی کے بسر کرنے مین ایک دوسرے کا محتاج ہی بغیر اجتماع و اعانت ایک دوسرے کے انتظام دنیا درست نہین ہو سکتا مثلاً انسان محتاج ہی غذا و لباس اور گھر وغیرہ کا اور ہر کام کے واسطے انمین سے کسی غیر شخص کا معین ہونا ضرور ہی کیونکہ غذا نہین مل سکتی جبتک کہ زراعت کرنا اور اسکا کاٹنا اور صاف کرنا اسکو پیسنا اور

پکانا نہوا اسی طرح لباس بھی نہین ملسکتا جبتک کہ روئی کا بونا اسکو صاف کرنا اور کاتنا اور بُننا اور سینا یہ سب نہوا ہو گھر نہین ہوسکتا جبتک کہ اسباب کا مہیا کرنے والا اور بنانے والا اور مزدور وغیرہ نہون علی ہذا القیاس بہت سے امور ہین جنکا انسان محتاج ہی پس اگر ایک شخص ان سب کامون کو اپنے واسطے کرے تو یہ غیر ممکن ہی بعض ہی چیز کے حاصل کرنے مین عمر اُسکی تمام ہوجائیگی پس ضرور ہوا اپنے کامون مین کسی دوسرے کا محتاج ہوگا ایسی صورت اجتماع و احتیاج یکدیگر مین ضرور ہے گمان فتنہ و فساد کا اُسمین پایا جاتا ہی پس ضرور ہوا کہ کوئی شخص ایسا خدا کیطرف سے بھیجا جاوے جو اُن لوگون کے واسطے ایک ضابطہ اور قاعدہ شرعیہ مقرر کرے بسبب اسکے ایک دوسرے پر ظلم و تعدی نہ کرنے پائے جیسا کہ مبحث عدل مین بیان ہوا تیسری دلیل حدیث مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی جسکا محصل یہ ہی کہ جس شخص نے اس بات کو جانا کہ پروردگار عالم موجود ہی تو اس بات کو بھی سمجھیگا کہ وہ پروردگار عالم رضا و غضب بھی رکھتا ہی اور اسکی خوشنودی و غضب کو کوئی نہین پہچان سکتا مگر وحی سے یا کسی رسول کے ذریعہ سے پس جس شخص کے واسطے وحی نہین آتی اُسکو ضرور ہی کہ کسی پیغمبر کو تلاش کرکے پیدا کرے اور اُس سے احکام خدا کو دریافت کرے پس جو امر باعث اُسکی خوشنودی کا ہی اسکو عمل مین لاوے جو باعث اُسکے غضب کا ہی اُسکو ترک کرے

مسلک دوم

بنی مین شرط ہی کہ معصوم ہو اور عصمت سے مراد یہ ہی کہ لطف خدا سب امور مین اسطرح اُسکے شامل حال رہے کہ جسکے سبب سے وہ کسی وقت خلاف مرضی خدا کے کوئی فعل عمل مین نہ لاوے اور یہی مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ہی کہ کل انبیا گناہ صغیرا اور کبیرہ سے قبل نبوت کے اور بعد نبوت کے عمداً اور سہواً

ہر طرح سے پاک و معصوم ہین مگر اہلسنت عصمت مطلقہ انبیاؑ کے قائل نہین ہین اور قبل نبوت ہر گناہ کبیرہ اور صغیرہ کو بلکہ کفر تک جائز جانتے ہین اور بعد نبوت کفر کو اور کبائر کو عمداً جائز نہین کہتے لیکن سہواً کبائر کو اور عمداً صغائر کو روا رکھتے ہین اور غیر امور تبلیغی مین کذب کو بھی جائز کہتے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم کے کذبات ثلاثہ کی حدیثونکو اپنے صحاح مین تصحیح کرتے ہین اسلیے کہ تعلق تبلیغ سے نہین رکھتے ہین صحاح اہلسنت مین ہی کہ حضرت ابراہیم تین جھوٹ بولے ایک تو جب کفار نے انکو عید گاہ جانے کے واسطے کہا تو انھون نے ستارون کو دیکھکر کہا انی سقیم مین بیمار ہون حالانکہ بیمار نہ تھے دوسرے حضرت سارہ کو کہا ھذہ اختی یہ بہن میری ہی حالانکہ وہ انکی بی بی تھین تیسرے بتونکے معاملہ مین کہا بل فعلہ کبیرھم اس بڑے بت نے توڑا ہی حالانکہ خود توڑا تھا اور بعضے خطاے حضرت یوسفؑ کے قائل ہین کہ معاذ اللہ انھون نے زلیخا سے زنا کا قصد کیا اور بعضے خطاے حضرت آدمؑ کے قائل ہین کہ انھون نے باوجود ممانعت خدا کے دانۂ گندم کھا لیا اور بعضے خطاے حضرت داؤدؑ کے قائل ہین کہ معاذ اللہ وہ زن اوریا پر عاشق ہوے اور انکو بحیلہ قتل کرادیا اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت سلیمانؑ گھوڑون کے دیکھنے مین ایسا محو ہوے کہ نماز قضا ہوگئی جب خیال ہوا تو گھوڑون کو بیگناہ قتل کروا ڈالا الغرض کسی پیغمبر کو خطا سے نہین چھوڑا اور کتاب تنزیہ الانبیا لکھی یہ سب فقط ثلاثہ کے کفر اور بت پرستی اور شراب خواری اور ناکاری کے عیب چھپانے کے لیے مگر ہمارے علماء نے کتاب تنزیہ الانبیا لکھی اور سب باتون کی تاویل اور جواب بخوبی لکھے ہین مین نے بخیال طول کے اس رسالہ مین نہ لکھا اور دلیلین عصمت انبیا کی عقلی و نقلی بہت ہین مین دو باتین مختصر کہتا ہون ایک تو یہ کہ اگر پیغمبر سے گناہ ہو تو اسکے کسی قول اور فعل پر اعتماد نرہے پس امر و نہی و وعد و وعید اسکے کچھ اعتبار نہو کیونکہ احتمال ہی کہ شاید انھون نے جھوٹ کہا ہو دوسرے

سلہ
فی صحیح الترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم کذب ابراہیم فی ثلاث قولہ انی سقیم وقولہ بل فعلہ کبیرھم ہذا وقولہ لسارۃ اختی وقولہ بل فعلہ کبیرھم ہذا انتھی حسن صحیح ۱۲ صحت ۵۲۰ چھاپہ لکھنو

دلیل عصمت انبیا

اگر انبیا سے گناہ ہوا کرے تو اُسکی وقعت لوگونکی نظرون مین باقی نرہیگی اور اُسکی نصیحت اثر نکریگی کیونکہ لوگ کہہ سکتے ہین کہ خود فضیحت دیگر یرا نصیحت آپ تو خود یہ گناہ کرتے ہین ہمارے تئین کیا نصیحت کرتے ہین پس غرض بعثت انبیا سے مفقود ہوجائیگی اور نقض غرض لازم آئیگا اور ہم اوپر لکھ چکے کہ نقض غرض کار سفہا ہے نہ کار حکیم

مسلک سوم

نبی کو چاہیے کہ عقل و ذہانت مین سب سے کامل ہو بیوقوف نہو نہین تو اُسکی طرف کوئی رغبت نکریگا اور اُسکے حکم کو کوئی نہ مانیگا اور نبی کو چاہیے کہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے ساتھ متصف ہو جیسے عفت و شجاعت کرم و سخاوت حیا و غیرت رحم و مروت تواضع و مدارا خوف خدا و ترک دنیا وغیرہ و نیز پیغمبر مین ایسی باتین نہونی چاہئین جو باعث نفرت خلائق کا ہو جیسے کمذات ہو یا قوم رذیل سے ہو مثل حجام دھوبی جولاہہ وغیرہ کے اور ماں باپ بھی انبیا کے حضرت آدمؑ سے لیکر اُس نبی تک چاہیے کہ سب پاک و پاکیزہ صحیح النسب ہون کوئی زنازادہ نہو اور نبی کو چاہیے کہ عیوب ذاتی مثل غصہ و قساوت و بد خلقی و کینہ و حسد وغیرہ سے بھی پاک ہو اور عیوب خلقی مثل کوری و گنگی و برص و جذام وغیرہ سے بھی بری ہو تاکہ لوگ اُس سے نفرت نکرین اور فائدہ بعثت کا عبث نہو ھدایۃ

مخفی نرہے کہ یہ بات اجماع امامیہ سے ہے کہ خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ آدم سب مسلمان و موحد تھے کافر و مشرک نہ تھے جیساکہ اہلسنت قائل ہین کہ پیغمبر خدا کے ماں باپ کافر تھے پس معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد پیغمبر خدا کے لیئے بھی ایک قسم کا کفر یعنے کفر تبعی جو کفار کے لڑکون کے لیئے ثابت ہوتا ہی ثابت کرتے ہین حالانکہ باجماع امت ہمارے پیغمبر ہر طرح کے کفر سے بری۔ تھے کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین کو دیکھو اور کفر

نبی کرے بیکھر علاوہ اسکے یہ حدیث متفق علیہ ہی کہ خود حضرت نے فرمایا لم یزل ینقلنی
اللہ من اصلاب الطاہرین الی ارحام المطہرات یعنے برابر خدا مجھکو نقل کرتا رہا
اصلاب طاہرین سے طرف ارحام مطہرات کے اور قرآن مین جو حضرت ابراہیم
کے باپ کو خدا نے آذر کہا ہی (جو کافر تھا) تو مجازاً کہا ہی کیونکہ حضرت ابراہیم کے
باپ کا نام تارخ تھا اور وہ مسلمان تھے اور آذر چچا تھا چونکہ تارخ لڑکپن ہی مین
حضرت ابراہیم کے مر گئے تھے اس سبب سے آذر نے پرورش کیا تھا اسوجہ سے
وہ اُسی کو باپ کہا کرتے تھے جیساکہ مجدالدین فیروزآبادی نے قاموس مین اقرار
کیا ہی اور کتب سیر و تواریخ سے بھی ظاہر ہوتا ہی۔

مسلک چہارم بیان مین پہچاننے نبی ص کے

جاننا چاہیے کہ طریقہ پیغمبرون کے پہچاننے کا اور دعوی نبوت مین صادق ہونیکا
یہ ہی کہ اُنکے ہاتھ سے معجزات اور خوارق عادات موافق دعوی کے ظاہر ہون
اور معجزہ وہ ہی جسکا واقع ہونا طاقت بشری سے باہر ہو تاکہ لوگ ایسے امر
عجیب کو دیکھکر اُسکی تصدیق کرین اور سمجھین کہ بیشک یہ شخص واسطے ہدایت
کے خدا کیطرف سے بھیجا ہوا ہی اور شعبدہ اگرچہ عوام لوگونکی عادت کے
خلاف ہی مگر جو لوگ اُس پیشہ کے ہین اُنکے نزدیک یہ سب باتین بہت سہل
و آسان ہین اور سحر کو بھی معجزہ نہین کہہ سکتے اسلیے کہ سحر اگر مقام معجزہ مین موثر
ہو تو لازم آوے کہ خدا تصدیق کاذب کی کرے اور تصدیق کاذب قبیح ہے
اور ہم ثابت کر چکے کہ خداوند عزوجل ہر قبیح سے منزہ ہی اسیواسطے ضرور ہی کہ سحر
مقابلہ مین معجزہ کے نہ چل سکے بلکہ خدا اُسکو اپنی قدرت سے باطل کر دے تاکہ
نبی اپنے دعوی مین جھوٹھا نہونے پائے جسطرح فرعونیون نے حضرت موسے کے

تعریف معجزہ

مقابل مین رسی کا سانپ بنا یا مگر حضرت موسےٰ نے جب اپنے عصا کو ڈالدیا تو وہ
اژدہا ہوگیا اور سب سانپون کو چٹکر کھا گیا اسوقت وہ سب ساحر ایمان لائے اور
موافق دعوی کے اسواسطے فیدے تاکہ اگر موافق دعوی کے اُس سے معجزہ ظہور مین
نہ آوے تو وہ نبی نہین ہی اپنے دعوے مین جھوٹا ہی جیسے مسیلمہ کذاب کی نقل مشہور
ہی کہ اُس سے کسینے کہا کہ پیغمبر خدا نے ایک کنوئین مین جسکا پانی بالکل خشک ہوگیا تھا
آب دہن ڈالدیا فورًا پانی نکل آیا اُسنے کہا ہم بھی ایسا کرسکتے ہین غرض ایک کنوئین
مین جسمین تھوڑا سا پانی رہگیا تھا اُسنے اپنا تھوک ڈالدیا جسقدر اُسمین پانی تھا وہ
وہ بھی خشک ہوگیا اسیطرح کسی نے اُس سے کہا کہ پیغمبر خدا نے ایک شخص کانے کے
واسطے دعا کی اُسکی آنکھ روشن ہوگئی اُسنے بھی ایک کانے کو بلاکر اُسکے واسطے دعا
کی جو آنکھ اچھی تھی وہ بھی جاتی رہی اُس سے ظاہر ہوا کہ خارق عادت مدعی نبوت
سے چاہیے کہ موافق اُسکے دعوے کے بنا میدر باقی ظہور مین آوے جیسے مُردون کا
زندہ کرنا پانی کے اوپر چلنا ماہتاب کو ٹکڑے کرنا اور مثل اسکے یہ سب امور بیشک
دلیل اُسکی حقیقت اور صدق دعوے کی ہونگی اگر ایسا نہ ہوتا تو کبھی خداوند عالم جھوٹے
شخص کے ہاتھ سے ایسے امور ظاہر نہ کرتا کیونکہ اس سے گمراہی خلایق کی متصور
ہی پس کیونکر ہوسکتا ہی کہ خداوند عالم اپنے بندون کو گمراہی مین ڈالدیتا اس سے
ثابت ہوا کہ خرق عادت بلا دعوی حقیقت کفار اور غیر کفار سے بھی ہوسکتا ہی پس
اگر کافر سے خرق عادت ہو تو اُسکو استدراج کہتے ہین قال اللہ تعالیٰ سنستدرجہم
من حیث لا یعلمون دلیل لہم ان کیدی متین پس ہوسکتا ہی کہ بنظر بعض
مصالح سے جو کفار سے ہوے ہون جناب باری اُنکو کوئی خرق عادت عطا کرے
لیکن ضرور ہی کہ بار دعوے حقیقت وہ خرق عادت نہ چل سکے ورنہ تصدیق کاذب لازم
آئی وہو محال اور اگر کسی مؤمن سے خرق عادت ہو تو اُسکو کرامت کہتے ہین جیسا کہ

محقق طوسی نے لکھا ہی در کرامات الاولیا حق مگر اولیا اہلسنت چونکہ کلام اُنکے ایمان ہی نہین ہی پس اگر کوئی خرق عادت اُنسے فرض بھی کیا جائے تو وہ داخل استدراج ہوگا بعض علمائے اہلسنت نے اسکی تصریح کی ہی کہ مدعی اُلوہیت سے خرق عادت ہو سکتا ہے اسلیے کہ جسم وجسمانی کا آلہ ہونا بداہتہ عقل باطل ہی پس محل اشتباہ نہین ہی برخلاف مدعی نبوت بکذب کہ اُس سے اگر خرق عادت ہو سکے تو موجب اشتباہ ہوگا اور تصدیق کاذب کہ امر قبیح ہی لازم آویگی انتہی محصل ما قال آب مین کہتا ہون کہ پیران اہلسنت از اکثر مدعی الوہیت ہین حضرت پیران پیر سبحانی ما اعظم شانی فرماتے تھے منصور رنداف انا الحق کہتا تھا بایزید بسطامی لا الا انا ہا فاعبدون کہتا تھا مولوی رومی فرماتے ہین ؎

گفت مستانہ عیان آن ذوفنون لا الہ الا انا ہا فاعبدون

اور اسیطرح ؎

نیست اندر جبہ ام غیر از خدا چند جوئی در زمین و در سما

غرض اسیطرح کے بہت اقوال کفر و زندقہ کے مشہور اور معروف ہین ہم نہین سمجھتے کہ قول فرعون انا ربکم الاعلی اور ان اقوال کفر و ضلال مین کیا فرق ہی الحاصل جب مدعی الوہیت سے خرق عادت جائز ہی تو ان حضرات سے بھی جائز ہو سکتا ہی اور اصل یہ ہی کہ ان دعوونمین حضرات اہلسنت سچے نہین ہین بلکہ مقتضائے پیران نمی پسند مریدان سے پراگندا انکے معتقدین نے جھوٹھ جھوٹھ اپنے دل سے گڑھے ہین اور منتہی سبکا طرف تذکرہ فریدالدین عطار اور نفحات جامی کے ہوتا ہی پس

دعوی تواتر کا بھی کذب محض ہی

بیان نور محمدی

مسلک پنجم بیانمین نور محمدی اور حالات آباؤ اجداد آنحضرت کے

حدیث مین ہی کہ آنحضرت نے فرمایا اول ما خلق اللہ نوری پہلے جس چیز کو

خداوند عالم نے پیدا کیا وہ ہمارا نور تھا اور نسب نامہ آنحضرت کا اسطرح سے ہی محمد بن
عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب
بن لوے بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس
بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن ادد بن الیسع بن ہمیسع بن سلامان
بن الہنست بن حمل بن قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن شروع
بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن ملک بن
متوشلخ بن اخنوخ بن الیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم
اور قصہ پدر بزرگوار کا آنحضرت کے یہ ہی کہ جب اہل کتاب نے بعض علامات سے
پہچانا کہ پیغمبر آخر الزمان انھین کے صلب سے پیدا ہونگے تو درپے عداوت اور انکے
مار ڈالنے کے ہوے اور وہ لوگ ہر روز انسے آثار غریبہ و امور عجیبہ مشاہدہ کیا
کرتے تھے ہر چند وہ لوگ درپے ہلاکت ہوے مگر کبھی آن حضرت پر ظفر نہ پائی ایک روز
عبد اللہ شکار کے واسطے گئے بہت سے اہل کتاب تلوارین لیے شام کیطرف سے
انکے مارنے کے واسطے پہونچے وہب بن عبد مناف جو حضرت آمنہ کے باپ تھے
وہ اس صحرا مین موجود تھے انھون نے دیکھا کہ بہت سے سوار عجیب قسم کے جنکی
شکلین دنیا کے لوگون سے علاوہ ہین غیب سے ظاہر ہوے اور ان دشمنون کے
شر سے عبد اللہ کو بچا دیا وہب یہ حال دیکھکر گھر آئے اور اپنی بی بی سے کہا مین
چاہتا ہون کہ آمنہ کا عقد عبد اللہ کے ساتھ کردون غرض کسی دوست کے واسطے
سے عبد المطلب کے پاس پیغام بھیجا انھون نے قبول کیا اور آمنہ کا عقد ساتھ عبد اللہ
کے کردیا اور عبد المطلب جو آنحضرت کے دادا تھے انکا نام شیبۃ الحمد تھا وہ بیٹے
حضرت ہاشم کے تھے منقول ہی کہ جب حضرت ہاشم نے مدینہ مین سلمی سے جو حسن
و جمال صوری و معنوی مین یکتاے روزگار تھین عقد کیا تو نطفہ طیبہ عبد المطلب کا

قصہ عبد المطلب

رحم طاہر مین سلمی کے قرار پایا پس نور محمدی پیشانی سے سلمی کے اسطرح چمکتا تھا
کہ سب عورتین دیکھنے کے واسطے آتی تھین اور اُس نور کو دیکھکر حیران ہوتی تھین
اور جس درخت و کوہ و سنگ وغیرہ کے پاس سے گذرتی تھین تو اُس سے آواز السلام
علیک یا خیر البشر کی آتی تھی سلمیٰ ان عجائبات کو دیکھکر حضرت ہاشم سے بیان کرتی
تھین اور اپنے قوم سے چھپایا کرتی تھین یہانتک کہ ایک شب کو ایک آواز سُنی کہ کوئی
کہتا ہی اے سلمیٰ تجھکو بشارت ہو کہ خدا نے تجھے ایسا فرزند دیا کہ جو سب اہل شہر و اہل صحرا
سے بہتر ہی بعد چند روز کے حضرت ہاشم نے سفر کیا چلتے وقت سلمیٰ سے کہا ہم تمکو وہ
امانت سونپے جاتے ہین جو خدا نے حضرت آدمؑ کو سپرد کیا اور آدمؑ نے شیثؑ کو
اسیطرح ایک دوسرے کو سپرد کرتا آیا ہی اب مین اس نور کو تمھارے سپرد کرتا ہون
تم اُسکی حفاظت کرنا اگر ہماری غیبت مین وہ لڑکا پیدا ہو تو تمکو چاہیے کہ دل و جان سے
زیادہ اسکو عزیز رکھو اور حتی الوسع اسکو حاسدونکی نظر سے اور دشمنون کی شر سے
بچانا اگر مین سفر مین مرگیا تو تم اُس لڑکے کی پرورش کرنا جب جوان ہو تو اسکو مکہ
مین اُسکے چچا کے پاس پہونچا دینا سلمیٰ نے قبول کیا بعد اسکے اپنے بھائیون سے بھی
چند وصیتین کین اور شام کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہونچے اور شغل تجارت سے
فارغ ہوئے چاہا کہ مدینہ مین واپس آوین کہ موت نے مہلت نہ دی یہان جب وقت
وضع حمل سلمی کا قریب پہونچا تو اُنھون نے ہاتف کی ایک آواز سُنی کہ ای سلمیٰ اس مولود
کو لوگونکی نظر و نسے بچانا کیونکہ اسکی ذات سے بہت سے لوگ فیضیاب ہونگے سلمیٰ نے
ویسا ہی کیا دروازون کو بند کر دیا پس شیبۃ الحمد پیدا ہوے کہ نور محمدی اُنسے چمک رہا
تھا جب پیدا ہوے اُسیوقت تبسم کیا جب سلمیٰ نے گود مین لیا تو اُنکے سر مین سفیدیاں
دیکھیں اسی سبب سے اُنکا نام شیبۃ الحمد رکھا اور سلمیٰ نے انکی ولادت کو لوگون سے
پوشیدہ کیا ایک مہینے کے بعد جب عورتون نے سنا تو مبارکباد دینے کو آئین اس لڑکے

حالات عجیبہ کو دیکھکر تعجب کرتی تھین جب دو مہینے کے ہوئے تو پیروں سے چلے سب یہودی دیکھکر حسد سے بہت غمگین اور بیتاب ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ عنقریب نور محمدی اس لڑکے سے ظاہر ہوگا اور ان لوگون کے دین کو برباد کریگا الغرض روز بروز قوت و شوکت اور متانت و فصاحت انکی زیادہ ہوتی جاتی تھی جب جوان ہوے تو اپنے چچا کے یہان پیام بھیجا کہ ہم اپنی ذریت سے غافل ہوا ور کچھ خبر نہین لیتے اور اپنے گھر کا چراغ دوسرونکے گھر مین جلاتے ہو پس مطلب اسی وقت سوار ہوکر مدینہ کیطرف روانہ ہوے جب وہان پہونچے تو شیبۃ الحمد کو لڑکونکے ساتھ کھیلتے دیکھا اس نور کے سبب سے پہچانا اور اونٹ کو بٹھایا جب قریب آئے تو شیبہ نے کہا آپ میرے چچا معلوم ہوتے ہین انھون نے کہا ہان مین ہون مطلب اور انکو اپنے ساتھ سوار کرکے روانہ ہوے شیبہ نے کہا اے چچا جلد چلو ایسا نہو کہ ہماری مانکے عزیز سن پائین اور جانے نہ دین یا یہود خبر پائین اور آزار پہونچائین انھون نے کہا تم اسکی فکر نہ کرو خدا بچانے والا ہی جب یہودیون کو یہ خبر معلوم ہوئی تو ستر آدمیون نے مسلح ہوکر تعاقب کیا جب گھوڑونکی ٹاپونکی آواز کانون پہونچی تو شیبہ نے کہا اے چچا دوسرے راستہ سے چلو انھون نے کہا تمھاری پیشانی کا نور ایسا ہی کہ جدھر جائینگے اسکے ذریعہ سے لوگ پہونچ جائینگے خلاصہ تین تہ کپڑا کرکے پیشانی کو چھپایا مگر وہ نور نہ چھپا تب شیبہ نے اپنے چچا سے کہا ہمکو اتار دو اور قدرت خدا کا تماشا دیکھو جب زمین پر اترے تو سجدہ کیا اور خدا سے دعا کی جب وہ یہودی قریب پہونچے تو ایسا رعب غالب ہوا کہ کچھ ضرر نہ پہونچا سکے آخر سب کہنے لگے یہ برکت ہمارے شہر سے لیے جاتے ہو شیبہ کو ہمکو دیدو کہ انکی مانکے پاس پہونچا دین مطلب نے کہا ایسا نہوگا ہم تمھارے مکر کو خوب جانتے ہین آخر وہ لوگ پھرے پھر بعضے کہنے لگے انھون نے سحر کیا کیا سوچ کر ہم آئے تھے اور کیا ہوگیا دوسری مرتبہ پھر للوار

کھینچکر اُن سبنے دونون بزرگوارون پر حملہ کیا مطلب نے بھی تیر و کمان اپنا ہاتھ مین لیا اور چند یہودیون کو واصل جہنم کیا آخر ایک دفعہ سب ٹوٹ پڑے مطلب بھی خدا کا نام لیکر اُنسے لڑتے جاتے تھے اور شیبہ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ یکایک دور سے ایک غبار پیدا ہوا اور گھوڑونکی آواز اور ہتھیارونکی جھنکار کان مین پہونچی دیکھا کہ شجاعان اوس وخزرج قوم سلمیٰ سے شیبہ کی تلاش مین چلے آتے ہین یہ دیکھکر سب یہودی بھاگ گئے سلمی نے مطلب سے کہا تم کون ہو جو میرے لڑکے کو لیے جاتے ہو اُنھون نے کہا مین اسکا چچا ہون سلمیٰ نے کہا تب تمکو اختیار ہی شیبہ نے رو کر کہا ای مادر مہربان تمھاری مخالفت سے مجھکو خوف معلوم ہوتا ہی مگر خانہ خدا کی مجاوری کا بھی نہایت اشتیاق ہی سلمی نے رو کر کہا خیر جاؤ مگر ہمکو بھول نہ جانا غرض مطلب شیبہ کو ساتھ لیکر مکہ پہونچے نور جمال سے اُنکے تمام کوہ و صحرا روشن ہو گیا لوگونکو نہایت تعجب ہوا مطلب کے پاس آکر پوچھنے لگے یہ کون شخص ہی جسکو آپ اپنے ساتھ لائے ہین اُنھون نے مصلحتاً کہا یہ ہمارا غلام ہی اسی سبب سے شیبہ کو لوگ عبد المطلب کہا کرتے تھے آخر الامر بہت دنون تک یہ بات پوشیدہ رہی اور لوگ اس نور کو دیکھکر تعجب کیا کرتے تھے اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہی پیغمبر آخر الزمانؐ کے دادا ہین جب مطلبؓ نے انتقال کیا تو ریاست مکہ کی عبد المطلبؓ کے ساتھ قرار پائی اور اہل مکہ سب مطیع و فرمانبردار ہوے اور بہت تعظیم و احترام کیا کرتے تھے یہانتک کہ ابرہہ بن الصباح بادشاہ حبش نے قصد کیا کہ خانہ کعبہ کو گرادے جب مکہ مین پہونچا تو وہانکے لوگون کا اسباب لوٹ لیا منجملہ اُنکے عبد المطلبؓ کے اونٹون کو بھی لے لیا عبد المطلب اس بادشاہ کے پاس گئے بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا جب عبد المطلبؓ پر اُسکی نظر پڑی تو اُنکے حسن اور نور و بہ سے نہایت متعجب ہوا کہنے لگا تمھارے آبا و اجداد مین بھی یہ حسن و جمال تھا اُنھون نے کہا البتہ ابرہہ نے کہا بیشک تم لوگ شریف خاندان اور

فصل دوم در حالات آنحضرت

سردار قوم ہو پس آنحضرت کو اپنی تخت پر بٹھایا اسکے پاس ایک بہت بڑا ہاتھی سفید رنگ کا تھا جسکو انواع و اقسام کے زر و جواہر سے آراستہ کیا تھا اور اُسکی وجہ سے سب بادشاہون پر فخر کیا کرتا تھا اُس ہاتھی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے سامنے طلب کیا جب عبد المطلب رضہ کے پاس آیا تو اُنکو سجدہ کیا اور کبھی اپنے بادشاہ کو سجدہ نہ کیا تھا اور قدرت خدا سے وہ فیل کہنے لگا سلام تجھپر اے نور بہترین خلائق تمھین صاحب عزت و شرف ہو کبھی کسی سے مغلوب نہ ہوگے جب ابرہہ نے یہ سب دیکھا تو ڈرا اور حکم دیا کہ اس ہاتھی کو یہانسے لیجاؤ اور عبد المطلب سے کہا تم کسواسطے یہان آئے ہو جو مطلب ہو بیان کرو انھون نے کہا ہمارے اونٹ تیرے لشکر نے لوٹ لیے ہین اُنکو واپس کردے ابرہہ نے کہا تعجب ہی کہ تم اپنے مال کے طالب ہوئے اور وہ گھر جو تمھارا مایۂ فخر و مباہات ہی اور مین اسکے گرانے کے لیے آیا ہون تمنے اسکے بارہ مین مجھ سے کچھ نکہا حضرت عبد المطلب نے جواب دیا کہ انا رب المال وللبیت رب آخر یعنے مین مالک اُن اونٹون کا ہون اسلیئے اُسکا طالب ہون اور اس گھر کا یعنے خانہ کعبہ کا ایک مالک دوسرا ہی کہ اگر اُسکا جی چاہے گا تو بچا لیگا اس کلام سے اُسکے دلمین ایک رعب چھا یا الغرض ابرہہ نے وہ سب اونٹ منگا دیے بعد اُسکے وہی سفید ہاتھی لیکر لشکر گران کے ساتھ خانہ کعبہ کے گرانے کے واسطے چلا جب وہ ہاتھی قریب خانہ کعبہ کے پہونچا لیٹ گیا ہر چند اُسکو مارا مگر وہانسے نہ ہلا اور ایک روایت مین ہی کہ جب وہ ہاتھی قریب در مسجد کے پہونچا تو عبد المطلب رضہ نے اُس سے کہا تو جانتا ہی کہ کسواسطے تجھکو یہان لے آئے ہین اُسنے سر ہلایا کہ نہین اُنھون نے کہا تجھکو اسلیے آئے ہین کہ خانہ خدا کو تجھ سے گرا دین آیا تو گرا دیگا اُسنے سر ہلا کر کہا نہین آخر ہر چند اُن لوگون نے کوشش کی اور اُس ہاتھی کو مارا مگر اُسنے وہانسے آگے قدم نہ بڑھایا آخر اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اُسوقت خدا نے بہت سے طیور شبکل خطاف جسکو عوام

یگن اہا ہیل کہتے ہین دربا کیطرف سے بھیجے کہ ہر ایک کے ساتھ تین سنگریزے
برابر تھے ایک چونچ مین اور ایک ایک چنگل مین وہ سب طیوران لوگونکے سرون پر
اُڑ رہے تھے جسکے سر پر وہ سنگریزہ گرتا تھا نیچے سے نکل جاتا تھا اور وہ فوراً ہلاک
ہو جاتا تھا ابرہہ کے بدن پر بھی بہت سنگریزے گرے جس سے بدن اسکا پارہ پارہ ہو
اور واصل جہنم ہوا واضح ہو کہ ملا محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ نے حیات القلوب مین لکھا
ہی کہ جب عبد اللہ کی شادی آمنہ کے ساتھ ہوگئی تو دو سو عورتین حسرت سے عبد اللہ
کے مرگئین اور جب اس نور کے جدا ہونے کا زمانہ قریب ہوا تو ایسی چمک آسمین
پیدا ہوئی کہ کسی کی نظر چہرے پر عبد اللہ کے نہین ٹھہرتی تھی اور جس درخت اور
پتھر کے پاس سے گذرتے تھے وہ سجدہ کرتا تھا اور جب عبد اللہ نے انتقال کیا
تو پیغمبر خدا دو مہینے کے تھے اور بعضون نے کہا ہی کہ ابھی پیدا ہی نہین ہوئے تھے
اور جب حضرت آمنہ نے انتقال کیا تو سن حضرت کا چار برس کا تھا اور بعضون نے
چار مہینے کا کہا ہی اور صغر سن مین حضرت کے ماں باپ کے انتقال کر جانے کی یہ
مصلحت تھی کہ ماں باپ کی اطاعت ہر شخص پر واجب ہی پس کیونکر ہو سکتا تھا کہ
پیغمبر ہو کر غیر کی اطاعت کرتے بلکہ غیرون کو چاہیے کہ پیغمبر کی اطاعت کرین اسی واسطے
خدا نے حضرت رسول کے ان باپ کو سن طفولیت مین اٹھا لیا اور ابن عباس سے
منقول ہی کہ مکہ معظمہ مین خانہ کعبہ کے آگے سوائے عبد المطلب کے کسی دوسرے
کے واسطے مسند نہین بچھائی جاتی تھی اور اسکے رکون سے بسبب انکے دبدبہ اور
بزرگی کے کوئی اوپر نہین بیٹھ سکتا تھا مگر جب حضرت رسول آتے تھے اور اس مسند پر
بیٹھ جاتے تھے تو اُنکے اعمام چاہتے تھے کہ منع کرین اسوقت عبد المطلب کہتے تھے
چھوڑ دو اس میرے فرزند کو کہ یہ بہت بڑا شخص ہی عنقریب تم لوگونکا سردار ہوگا
اور بہت جلد تمام خلق کا پیشوا ہوگا پس عبد المطلب آنحضرت کو اپنی گود مین

بٹھا لیتے تھے اور شفقت سے پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے تھے اور بار بار بوسہ دیتے تھے اور پیار کرتے تھے چونکہ عبداللہ رض اور ابو طالب رض ایک ماں سے تھے اس سبب سے عبدالمطلب رض ابو طالب رض سے کہا کہ یہ بھتیجا تمھارا بہت بڑا شخص ہی تم اسکی حفاظت کرنا کیونکہ یہ لڑکا یتیم ہی ماں باپ اسکے نہ ہے تمھین اسکے حال پر مہربان رہنا کہ کوئی اسکو ضرر نہ پہونچا سکے خلاصہ جب وقت وفات عبدالمطلب کا قریب پہونچا تو حضرت کو سینہ پر بٹھایا اور بوسہ لیا اور رونے لگے اور ابو طالب رض سے کہا تم اسکی حفاظت کرنا اور اپنا پارہ جگر سمجھنا جب اسکی ترقی کا زمانہ ہو تو تم اسکی پیروی کرنا اور جان و مال سے اسکی مدد کرنا ابو طالب رض نے قبول کیا اور ان سب باتون کا عہد کیا اسوقت روح نے عبدالمطلب رض کی مفارقت کی اور سن پیغمبر خدا کا اسوقت آٹھ نو برس کا تھا پس ابو طالب رض نے آنحضرت ص کو اپنے سینے سے لگایا اور رات دن مین کبھی ایک ساعت بھی انسے جدا نہوتے تھے بلکہ اپنے پہلو مین سلاتے تھے اور ہر بات کا خیال رکھتے تھے واضح ہو کہ بنا بر مذہب حقہ امامیہ اثنا عشریہ کے حضرت ابو طالب رض بڑے مومن پاک اعتقاد تھے معاذ اللہ کبھی کافر نہ تھے جیسا کہ اہلسنت کا پندار ہی اور ملت ابراہیم پہ تھے اور وصی عبدالمطلب کے تھے جیسا کہ کل آبائے طاہرین انکے اوصیائے حضرت اسمٰعیل ع سے تھے اور یہ بات اکثر احادیث سے ثابت ہی چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسینے کہا کہ وہ لوگ یعنے مخالفین گمان کرتے ہین کہ ابو طالب کافر تھے حضرت نے فرمایا وہ لوگ جھوٹے ہین نہین دیکھتے کہ ابو طالب رض خود کہتے ہین ؎

الم تعلموا انا وجدنا محمدا نبیا کموسیٰ خط فی اول الکتب

یعنے ابو طالب کفار اور یہود سے کہتے ہین کہ تم لوگ نہین جانتے کہ مین نے محمد کو نبی پایا جسطرح موسےٰ نبی تھے اور آنحضرت کی نبوت اگلی کتابون مین لکھی ہوئی ہے

اور توریت اور انجیل مین بھی موجود ہی اور قصائد غرا حضرت ابوطالب کے تعریف
رسول خدا مین کتب مخالف و موالف مین موجود ہین کہ جنکے نقطونسے سراپا ایمان ٹپکتا

مسلک ششم بایمین احوال ولادت باسعادت آنحضرت کے

ابوطالب رض سے منقول ہی کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک شب مین جحرا سمعیل
مین سویا تھا کہ ایک خواب عجیب ہولناک دیکھا جب وہانسے چلا تو راہ مین ایک کاہن
سے ملاقات ہوئی اُسنے دیکھکر کہا تمھارا یہ کیا حال ہی کیون کانپ رہے ہو چہرہ کا
رنگ کیون متغیر ہی مین نے کہا ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہی کہ ایک درخت
میری پیٹھ مین سے نکلا اور اتنا بڑھا کہ سر اُسکا آسمان تک پہونچگیا اور شاخین
اسکی مشرق سے مغرب تک پھیل گئین اور اُس درخت سے ایسا نور چمکتا تھا کہ سب
عرب و عجم اُسکو سجدہ تعظیمی کرتے تھے اور یہ نور اُس درخت کا بڑھتا جاتا تھا
کچھ لوگ زمین سے چاہتے تھے کہ اُس درخت کو اکھاڑ کر پھینک دین جب اُسکے
قریب جاتے تھے تو ایک جوان خوشرو پاک و پاکیزہ کپڑے پہنے پہونچ جاتا تھا اور
اُن سبکی کمر توڑ دیتا تھا اور آنکھین نکال لیتا تھا پس مین نے بھی ہاتھ بڑھایا کہ ایک
شاخ کو اُسکی پکڑون اس جوان نے منع کیا اور کہا تمھارا حصہ اسمین نہین ہی مین نے
کہا درخت میرا ہی اور میرا حصہ نہین ہی اُسنے کہا یہ حصہ اُن لوگون کا ہی کہ جو اس
درخت سے لٹکے ہوے ہین یہ خواب دیکھکر مین چونکہ بہت خائف ہوا اگر
کاہنہ نے جب یہ سنا رنگ اُسکا متغیر ہوگیا کہنے لگی اگر تم سچ کہتے ہو تو تمھارے
صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو مشرق اور مغرب کا مالک ہوگا اور پیغمبر ہوگا بعضون
نے کہا ہی کہ وہ جوان خوشرو حضرت ابوطالب رض تھے جو اپنی زیست تک شرکفار سے
جناب رسول خدا کے حافظ رہے لیکن ہمارے علماے موثقین فرماتے ہین

ہو سکتا ہی کہ اُس جوان سے مراد غالب کل غالب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
ہون کہ ہر وقت پیغمبر خدا کے معین و مددگار رہے برابر بشرکفار سے بچا یا کیے ہمیشہ
لڑائیون مین آنحضرت کی سپر رہے شجاعانِ عرب کی کمر توڑی کفر کو بیخ و بن سے
کندہ کیا بتون کو توڑا کسی لڑائی سے مثل ثلاثہ فرارین کے منھ نہ موڑا خلاصہ لاولد
باسعادت اُن حضرت کی جمعہ کے روز سترھوین ربیع اول کو واقع ہوئی جس سال
اصحاب فیل ہلاک ہوئے تھے اور وہ زمانہ بادشاہ نوشیروان کا تھا کہ حضرت فرمایا
کرتے تھے مین پیدا ہوا زمانہ مین بادشاہ عادل کے حدیث مین ہی کہ شب ولادت
آنحضرت کی شیطان آسمان پر جانے سے منع کیا گیا اور پہلے ابلیس ساتون آسمان تک
جاتا تھا اور آسمان کی خبرین سنا کرتا تھا اور جو لوگ اسکی پرستش کرتے تھے اُنھین کو
کاہن کہتے تھے وہ خبرین اُنسے کہا کرتا تھا جب حضرت عیسے پیدا ہوئے تین آسمان سے
منع کیا گیا چار آسمان تک جایا کرتا تھا جب حضرت رسول پیدا ہوے تو کل آسمانون سے
منع کیا گیا اور تیر شہاب سے آسمان سے نکالا گیا اسی وجہ سے جب حضرت پیدا ہوے تو
کاہنون کا علم جاتا رہا اور بھی ساحرون کا سحر کمزور ہو گیا اور دنیا مین جتنے بت تھے
اُس رات کو سب کے سب منھ کے بل گر پڑے اور طاق کسریٰ جو ایسا مستحکم بنا تھا کہ ابھی تک
کسیقدر باقی ہی وہ لرزہ مین آیا اور چودہ کنگرے اُسکے گر گئے اور درمیا نمین اُسکے
شق پڑا جو ابھی تک موجود ہی اور جو مکان کنارے دجلے کے اُسنے بنایا تھا وہ گر گیا
اور بحیرۂ آب ہو گیا اور دریاچہ ساوہ جو قریب کاشان کے ہی اور اُسکو لوگ پوجا کرتے
تھے خشک ہو گیا اور آتشکدۂ فارس جو ہزار برس سے روشن تھا بجھ گیا اور رودخانہ
سماوہ جو برسون سے خشک پڑا تھا اُسمین پانی جاری ہوا اور اُس شب کی طرف سے
ایک ایسا نور پھیلا کہ تمام عالم کو گھیر لیا اور سب بادشاہونکے تخت سرنگون ہو گئے
اور کل بادشاہ اُس روز گونگے ہو گئے بات نہین کر سکتے تھے اور سب فرشتے اور

پیغمبرون کی روحین حضرت کی پیدائش کے وقت موجود ہوئین اور رضوان خازن
بہشت بھی حوریونکے ساتھ نازل ہوا اور آفتابہ اور طشت سونے چاندی کا حاضر کیا
اور بعد پیدائش کے بہشت کے پانی سے غسل دیا اور عطر فردوس سے معطر کیا اور
پیٹھ پر آنحضرت کی مہر نبوت کی اور ابریشم سفید جو بہشت سے لائے تھے اُسمین حضرت
کو لپیٹا سب فرشتون نے آنحضرت پر سلام کیا صفیہ بنت عبدالمطلب کہتی ہین جب وہ
حضرت زمین پر آئے اور سر اُٹھایا تو کہا لا الہ الا اللہ والے رسول اللہ اور
وہ گھر نور سے آنحضرت کے روشن ہوگیا جب مین نے چاہا کہ انکو غسل دون آواز
آئی اے صفیہ تکلیف مت کرو ہمنے اُسکو پاک و پاکیزہ بھیجا ہے اور وہ حضرت مختون
اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے اور اُنکی پیٹھ پر یہ لکھا ہوا تھا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ہر کیف جب حضرت چار مہینے کے ہوئے تو اُنکی ماں نے انتقال کیا
حضرت نے اُس صدمہ سے تین روز تک کچھ نہ کھایا برابر روتے رہے عبدالمطلب بہت
پریشان ہوئے اپنی لڑکیونکو عاتکہ اور صفیہ کو بلا کر کہا اس لڑکے کو چپ کراؤ اور کوئی
دائی تلاش کرو غرض سب عورتین بنی ہاشم کی آئین مگر حضرت نے کسی کا دودھ
نہ پیا یہانتک کہ چار سو ساٹھ عورتین بزرگان قریش سے جمع ہوئی مگر کسی کا دودھ
نہ پیا عبدالمطلب یہ حال دیکھکر بہت غمگین ہوئے اور گھر سے باہر نکلکر کعبہ مین آئے
عقیل ابن ابی وقاص جو ایک مرد پیر تھا اُسنے عبدالمطلب سے تشویش کی وجہ پوچھی
انھون نے وجہ بیان کی عقیل نے کہا عبداللہ بن حارث کی بیٹی حلیمہ بڑی عورت پارسا
اور صاحب عفت و شرافت ہے وہ دودھ رکھتی ہے عبدالمطلب نے فوراً اپنے غلام شمول کو
اونٹ پر سوار کرکے قبیلہ بنی سعد کیطرف جو مکہ سے دس کوس تھا روانہ کیا اور کہا
بہت جلد عبداللہ بن حارث کو ہمارے پاس حاضر کر غرض وہ گیا اور تھوڑی دیر
مین عبداللہ کو اپنے ساتھ لے آیا عبدالمطلب نے اُسکو گلے سے لگایا اور پہلو مین بٹھلایا

علی کردن عبدالمطلب
عبداللہ را بحلیمہ

اور کہا مین نے اسواسطے تجھکو بلایا ہی کہ محمد میرا پوتا چار مہینے کا ہی ماں نے اسکی انتقال
کیا اسکی مفارقت مین برابر رویا کرتا ہی اور کسی عورت کا دودھ نہین پیتا مین نے سنا ہے
کہ تیری لڑکی کے دودھ ہوتا ہی اگر تو اسکو دودھ پلانے کے واسطے بھیجے تو مین تجھکو
اور تیرے سب قبیلہ کو مالدار کردونگا عبد اللہ یہ سنکر بخوشی گیا اور اپنی لڑکی سے
جاکر کہا حلیمہ نے غسل کیا اور کپڑا سہائے پاکیزہ پہنے اور اپنے باپ عبد اللہ اور شوہر
بکیر بن سعد کے ساتھ عبد المطلب رض کے گھر آئین جب حضرت کو انکی گود مین دیا تو
اُنھون نے بائین طرف کو منھ مین دیا مگر آنحضرت نے قبول نکیا اور داہنی طرف رخ
کیا چونکہ وہ ہمیشہ سے خشک تھا کسی لڑکے کو اس سے دودھ نہ پلایا تھا اس سبب سے
وہ مائل کرتی تھین کہ ایسا نہ ہو جب اس سے دودھ نہ ملے تو پھر داہنی طرف بھی رخ نکرین
غرض اسیطرح وہ بائین طرف دودھ پلانے کو چاہتی تھین اور حضرت داہنی طرف
رخ کرتے تھے یہانتک کہ حلیمہ نے عاجز ہوکر کہا لو پیو تمکو بھی معلوم ہو جائے کہ ایسا
دودھ نہین ہی جب حضرت نے منھ مین لیا تو اسمین سے اسقدر دودھ جاری ہوا کہ
منھ سے بھر کر باہر گرتا تھا حلیمہ کو نہایت تعجب ہوا کہنے لگین قسم خدا کی میرے ا ر ۱۲
لڑکے ہوے سبکو بائین طرف سے دودھ پلایا ایک قطرہ بھی داہنی طرف سے
اُن سبنے نہ چکھا اور اب اسقدر دودھ جاری ہی کہ مین کیا کہون عبد المطلب یہ سنکر
بہت خوش ہوے کہنے لگے اے حلیمہ اگر تم یہان رہو تو ہم تمھارے ساتھ بہت کچھ سلوک
کرینگے اور مکان بھی دینگے وہ جب ہو رہین جب عبد المطلب نے دیکھا کہ ان لوگون کو
یہان رہنے مین تامل ہی تو کہا خیر اس لڑکے کو مین تمھارے حوالہ کرتا ہون دو شرطون سے
ایک تو یہ کہ اسکی بہت حفاظت و نگہبانی کرنا ایکدم اس سے غافل نہو نا حلیمہ نے کہا
آپکی سفارش کی ضرورت نہین ہی مجھکو خود اس لڑکے سے محبت ہو گئی ہی پھر عبد المطلب رض
نے کہا دوسری بات یہ ہی کہ ہر جمعہ کو اسکو میرے پاس لے آنا کہ زیادہ جدا اسکا گوارا

نہین ہی حلیمہ نے قبول کیا اور اپنے گھر لے آئین بیان ہر ذریعہ کا فیوضات معجزات اور امور عجیبہ آنحضرت سے ملاحظہ کرتی تھین ایک روز انھون نے قرینہ سے سمجھا کہ یہ سیر کے واسطے صحرا جانے کی خواہش کرتے ہین پس حضرت کو لباسہاے فاخرہ پہنائے اور اپنے لڑکونکو ساتھ کیا اور بہت تاکید کردی غرض جب حضرت میدانمین آئے تو کوہ و دشت سب نور سے آنحضرت کے روشن ہوگیا اور جس پتھر اور درخت کے پاس سے گذرتے تھے یہ آواز آتی تھی السلام علیک یا احمد السلام علیک یا ماحی السلام علیک یا محمود السلام علیک یا صاحب القول العدل لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خوشا حال اسکا جو تیرے ساتھ ایمان لاوے اور عذاب خدا ہو اسکے واسطے جو تیرے حکم کو نہ مانے اور کافر ہو جاوے وہ حضرت بھی ہر چیز کے سلام کا جواب دیتے جاتے تھے اور چلے جاتے تھے

ایمان بعثت

مسلک ہفتم احوال مین بعثت کے

اس بات کو جاننا چاہیے کہ اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر خدا چالیس برس کے سن مین ستائیسوین ماہ رجب کو واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہوے اور پیغمبر بھیجے گئے اور اسکو بھی سمجھنا چاہیے کہ بعد مبعوث ہونے کے وہ حضرت اپنی شریعت کے موجب عمل کرتے تھے اور آنحضرت کی شریعتون کی ناسخ تھی اور قبل مبعوث ہونیکے اختلاف ہی بعض اہلسنت کہتے ہین کسی طریقہ پر نہ تھے اور اسکا بطلان تو بدیہی ہی اور بعضے کہتے ہین دین ابراہیمی پر اور بعضے دین مسیحی پر اور تحقیق ہمارے علما کی یہ ہی کہ اپنے طریقہ پر تھے کہ وہ حضرت خود پیغمبر تھے کنت نبیا و آدم بین الماء والطین شاہد اسکا ہی کسی دوسرے پیغمبر کے پیرو نہ تھے بلکہ بجاے خود بالہام و وحی وغیرہ عمل و عبادت خدا کیا کرتے تھے فائدہ جاننا چاہیے کہ وحی یعنے غیب کی خبر جو

حضرت کو معلوم ہوا کرتی تھی کئی طرح سے تھی ایک تو یہ کہ کوئی امر خواب مین معلوم ہوا کرتا تھا دوسرے قلب اقدس مین القا ہوا کرتا تھا تیسرے آواز غیب سنائی دیتی تھی چوتھے حضرت جبرئیل یا کوئی دوسرا فرشتہ آکر پیغام خدا کہہ جایا کرتا تھا منقول ہی جب حضرت جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آتے تھے تو مودب غلاموں کی طرح حضرت کے سامنے بیٹھا کرتے تھے اور جب آتے تھے تو خانہ فلک آستانہ کے باہر جسکو مقام جبرئیل کہتے ہین کھڑے ہوتے تھے جسوقت اجازت ملتی تھی تو گھر مین داخل ہوتے تھے بعض روایت مین ہی کہ جناب رسول خدا قبل زمانہ بعثت کے اکثر کوہ حرا پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور خلوت مین عبادت خدا کیا کرتے تھے اور خداوند عالم رویاے صادقہ اور الہامات اور فرشتون کی آواز سے حضرت کی تائید فرماتا تھا اور اس حال کو سواے جناب امیر اور خدیجہ کے کوئی نہ جانتا تھا جب عمر آنحضرت کی سینتیس برس کی ہوئی تو خواب مین دیکھا کہ ایک فرشتہ پکارتا ہی یا رسول اللہ اور ایک روز مکہ کے پہاڑون مین ابو طالب کے دنبے چرا رہے تھے کہ ایک شخص سامنے سے دکھلائی دیا آپنے کہا یا رسول اللہ حضرت نے فرمایا تو کون ہی کہا مین جبرئیل ہون خدا نے آپکے پاس بھیجا ہی کہ آپکو پیغمبری و رسالت کی خبر دون پس جبرئیل تھوڑا پانی آسمان سے لائے اور ایک روایت مین ہی کہ اپنے پانون کو زمین پر مارا کہ اس سے پانی کا چشمہ ظاہر ہوا پس خود وضو کیا اور پیغمبر کو بھی تعلیم کیا بعد اسکے نماز سکھائی حضرت نے جناب امیر کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب گھر مین آئے تو حضرت نے خدیجہ اور جناب امیر کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی دوسری مرتبہ جبرئیل ستر ہزار فرشتون کے ساتھ نازل ہوے اور کرسی عزت و کرامت آنحضرت کے واسطے لے آئے اور تاج نبوت کو سر پر اس بادشاہ دین و دنیا کے رکھا اور لواے حمد کو ہاتھ مین دیا

اور کہا اس کرسی پر بیٹھو اور اپنے خدا کی حمد کرو غرض پہلے آنحضرت کے ساتھ عورتون
مین حضرت خدیجہ رضہ ایمان لائین اور مردون مین حضرت علی ع اور بروایت فریقین
جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین یعنے اے رسول جو تمھارے عز
و قریب ہین اُنکو ڈراؤ تو پیغمبر خدا نے جناب امیر ع کو بلا کر فرمایا ایک صاع گیہون کی
روٹی تیار کرو اور ایک گوسفند کا گوشت بھی پکاؤ اور ایک کاسہ دودھ کا لے آؤ اور
فرزندان عبدالمطلب کو بلاؤ کہ گھر مین ابو طالب رضہ کے جمع ہون غرض چالیس آدمی
جمع ہوے ابولہب کہنے لگا محمد کو گمان ہی کہ ہم لوگون کو خوب پیٹ بھر کے اتنی ہی
چیز مین کھلا دینگے یہ نہین جانتے کہ ہم مین سے ہر ایک آدمی ایک دنبہ کھا جاتا ہی اور
سیر نہین ہوتا اور بڑا کاسہ دودھ کا پی جاتا ہی اور کچھ معلوم نہین ہوتا الحاصل جب
عباس رضہ و حمزہ رضہ و ابو طالب رضہ وغیرہ گھر مین ابو طالب رضہ کے جمع ہوے تو حضرت امیر ع
اُس روٹی کو گوشت مین ڈالکر اور کاسہ شیر کا اُن لوگون کے سامنے رکھا پہلے حضرت
رسول نے بسم اللہ کہکر ہاتھ بڑھایا بسم اللہ کہنا اُن سبکو ناگوار ہوا چونکہ سب بھوکے
تھے اس سبب سے کھانا شروع کیا یہانتک کہ سب سیر ہو گئے مگر وہ کھانا کم نہ
اور دودھ بھی سب نے پیا اور پھر اُسیطرح باقی رہا ابولہب اپنے ساتھیون سے کہنے
لگا تمھارے صاحب نے عجب سحر کیا کہ اس تھوڑے کھانے سے سبکو سیر کر دیا اور
ابھی تک باقی ہی حضرت یہ سنکر چپکے ہو رہے بعد اسکے وہ سب لوگ چلے گئے
حضرت نے فرمایا ای علی آج اسنے ایسا کلمہ کہا مگر مصلحتاً مین چپ ہو رہا کل پھر اسیطرح
کھانا تیار کرو اور ان لوگون کو بلاؤ کہ اپنی حجت آپہر تمام کرون غرض دوسرے روز
کھانا تیار ہوا اور اُسی طرح اُن سبنے سیر ہو کر کھایا اور وہ کھانا اُسیطرح باقی رہا
تب حضرت نے فرمایا ای فرزندان عبدالمطلب مین اس بات کو خوب جانتا ہون
کہ کوئی شخص عرب سے اپنی قوم کے واسطے کوئی چیز بہتر نہین لایا اُس سے جو مین

تم لوگون کے واسطے لایا ہون کہ وہ چیز تمھارے واسطے دنیا و آخرت دونون مین
بہتر ہی یہ بتلاؤ کہ اگر مین تمکو خبر دون کہ تمھارا دشمن صبح یا شام تمھاری فکر مین آیا
چاہتا ہی تو تم یقین کروگے اُن سبنے کہا البتہ ہم آپکو سچا سمجھتے ہین حضرت نے فرمایا پس
جانو کہ خدا نے میرے تئین پیغمبر کیا ہی اور تمام عالم کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہی
اور حکم کیا ہی کہ سبکے پہلے اپنے عزیز و قریب کو اس امر کی دعوت کرون اور عذاب
آخرت سے خوف دلاؤن تم لوگ ہمارے عزیز و قریب ہو تم لوگون نے اس معجزہ
کو دیکھا جو شخص اُس کھانے کے بعد ایمان نہ لاویگا خدا اُسکو عذاب مین مبتلا کریگا
اے فرزندان عبدالمطلب خدا نے کسی پیغمبر کو نہین بھیجا مگر یہ کہ اُسکے واسطے
ایک وزیر اور وصی اور جانشین اُسکے عزیزون سے قرار دیا پس جو کوئی تم مین سے
پہلے ایمان لاویگا وہی میرا وزیر اور وصی اور خلیفہ ہوگا جسطرح موسےٰ کے وصی
ہارون تھے پس تم مین سے کون ایسا ہی جو پہلے میری بیعت کرے اور وہ میرا
معین و مددگار ہو اور مین اُسکو اپنا وزیر اور وصی اور خلیفہ قرار دون جب
حضرت نے اسطرح کے کلمات کہے سب چپ ہو رہے کسی نے کچھ جواب نہ دیا پھر
حضرت امیرؑ اُٹھ کھڑے ہوے اور کہا جسطرح آپ کہتے ہین اُسی شرط سے مین
بیعت کرتا ہون جو آپ حکم کرین اُسکی تعمیل کرون حضرتؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ جلدی
مت کرو شاید جو لوگ تمسے بڑے ہین وہ قبول کرین پھر حضرت نے مضمون سابق
کا اعادہ کیا مگر کسی نے کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت علیؑ نے اُسیطرح سے کلمات اطاعت
و فرمانبرداری کے عرض کیئے تیسری مرتبہ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو پاس بلایا اور بیعت
لی اور وہ سب اسیطرح وہانسے اُٹھ آئے

مسلک ہشتم بیان مین چند معجزات آنحضرت کے

جاننا چاہیے کہ اسمین شک نہین کہ آنحضرتؐ نے دعوی پیغمبری کا کیا جسکے سب اہل ملت

قائل ہین پس تصدیق اُس دعوی کی یہ ہی کہ آنحضرت ص نے بموجب اپنے دعوی کے
معجزات دکھلائے پہلا اُنہین سے جو عمدہ اور متواتر ہی معجزہ قرآن ہی اور وہ قرآن
کلام خدا بہی ہی جو لوگونکے پاس متداول ہی کوئی چیز سوائے کلام خدا کے زیادہ
اُسمین نہین ہی البتہ کم ہونے کا احتمال ہی کہ دشمنان دین نے آیات فضائل اہل بیت
وشالب دشمنان اہلبیت ع کو اُسمین سے نکالدیا ہو اور یہ بات کتب اہلسنت سے
بہی ثابت ہی مثل تفسیر ثعلبی واتقان سیوطی وغیرہ کے اور معجزہ ہونا قرآن کا کئی طرح
ہی ایک تو فصاحت وبلاغت کی راہ سے ہی اور یہ امر ایسا ہی کہ صاحبان مذاق
عربیت کے نزدیک تو اجلاے بدیہات سے ہی جب فصحا کے کلام مین فقرات
قرآن کا ایک ٹکڑا ملا دیا جائے تو وہ مثل لعل ویاقوت کے خرفہ زبرجد سے علیحدہ
نظر آویگا لیکن وہ لوگ جو نا واقف اس زبان سے ہی اُنکے لیے متواتر ہونا اس
خبر کا کافی ہی کہ باوجودیکہ اُس زمانہ مین بڑے بڑے فصحا وبلغاء عرب موجود تھے
مگر کوئی اُسکے مقابل مین بلکہ ایک چھوٹے سورہ کے مقابل مین بھی اپنا کلام نہ لاسکا
باوجودیکہ حضرت ص نے فرمایا کہ اگر تمکو ہماری پیغمبری مین شک ہو تو مثل اس قرآن کے
تم بھی لاؤ مگر نہ لاسکے اور اپنا مارا جانا قید ہونا ذلت اُٹھانا سب گوارا کیا اگر
قادر ہوتے تو بیشک اُسکا جواب دیتے چنانچہ مشہور ہی کہ بعض لوگون نے قصائد
شعرائے جاہلیت کے جسکو سبعہ معلقہ کہتے ہین مقابلہ مین قرآن کے لاکر کعبہ مین
لٹکایا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی وقیل یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء
اقلعی وغیض الماء وقضی الامر واستوت علی الجودی وقیل بعدا
للقوم الظلمین تو سب رسوائی کے خوف سے رات کے وقت مارے خجالت کے
اپنے قصیدون کو اُتار لیگئے اسیطرح ابن ابی العوجاء اور تین شخص اور فرقہ
دہریہ سے ان سبنے مکہ معظمہ مین اس بات پر اتفاق کیا کہ چارون ملکر قرآن کا جواب

اور آپسمین عہد کیا کہ ایک ہی سال مین اسکا جواب لکھنا چاہیئے غرض بعد ایک سال کے
سب جمع ہوے ایک کہنے لگا جب مین نے یہ آیت دیکھی یاارض ابلعی ماءک الآیۃ
تو اپنے ارادہ سے باز آیا دوسرے نے کہا جب مین نے یہ آیت دیکھی فلما استیئسوا
منہ خلصوا نجیا تو اپنے قصد سے باز آیا استیطرح سب آپسمین کہہ رہے تھے کہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام وہانسے گذرے یہ سنکر ان سب سے فرمایا قل لئن اجتمعت
الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ
ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا اور ایک عرب نے آکر پیغمبر خدا سے کہا آپ
کہتے ہین کہ قرآن افصح الکلام ہی حالانکہ آپسمین تین باتین ہم ایسی دیکھتے ہین جو
سراسر فصاحت کے خلاف ہی ایک تو ھزواد دوسرے کبتارا تیسرے عجاب یہ سنکر حضرت
نے ایک شخص عرب کو جو بہت بڈھا تھا اور سب عرب سے زیادہ فصاحت وبلاغت
مین مشہور تھا اوسی وقت طلب کیا جب وہ آکر بیٹھا اُس سے فرمایا قم وہ اُٹھکھڑا ہوا پھر
کہا اجلس وہ بیٹھ گیا پھر کہا قم وہ اٹھکھڑا ہوا پھر کہا اجلس وہ بیٹھگیا جب تین چار مرتبہ
ایسا ہی ہوا تو وہ عاجز آکر کہنے لگا تتخذنی ھزوا وانا شیخ کبار ھذا من عجاب
یہ سنکر وہ معترض بہت نادم وپشیمان ہوا اِس سے ثابت ہوا کہ قرآن مین کوئی
لفظ فصاحت کے خلاف نہین ہے اور اس قرآن کے مقابل مین جو کلام مسیلمہ
کذاب کا ہی اُسکی رکاکت اور سخافت اور نہریت خود ظاہر ہی اُسنے جب سُنا
کہ حضرت پر سورہ فیل نازل ہوا ہی کہنے لگا میرے واسطے بھی سورہ فیل نازل
ہوا ہی الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل لہ ذنب وثیل وخرطوم طویل
اسی طرح اور اسکا قول ہے ان الذین یغتسلون ولا یجدون ما یلبسون اولئک ہم
المفلسون اور ایسا ہی اسکا کلام ہی والسماء ذات البروج والنساء ذات الفروج یہ کلام ایسے ہین

کہ جسکو ذرا بھی عربیت ہوگی وہ انکی خرافت کو سمجھیگا کہ کسقدر پوچ و لچر ہین دوسرے عدم اختلاف کی راہ سے ہی جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہی ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا یعنے اگر یہ کلام کسی دوسرے کا ہوتا تو بیشک ایک دوسرے مضمون مین کہین نہ کہین پر تناقص اور اختلاف ضرور ہوتا اور بعض لامذہبون نے جو تناقص اور اختلاف کا بعض مقامات مین شبہ کیا ہی وہ اس سبب سے ہی کہ معنی مقصود کلام خدا کو نہین سمجھے ہین تیسرے اس راہ سے ہی کہ قرآن مین آداب کریمہ اور شرایع قویمہ ایسے مستحکم ہین کہ کبھی کوئی نہین بدل سکتا نہ کوئی اسمین نقص لگا سکتا ہی مثل انتظام احوال عباد رفع نزاع و فساد معاملات و مناکحات فرائض و معاشرات حدود و احکام حلال و حرام وغیرہ جسکی متانت کے حکماے فرنگ بھی قائل ہین کہ باوجودیکہ ہزارہا صدیون کا زمانہ ہوا اگر ابھی تک کوئی قانون شریعت محمدی قابل تغیر و تبدل نہوا حالانکہ نصاری کے یہان برابر قانون بدلا کرتا ہی چوتھے بہت سے قصص انبیا ایسے ہین جنکو ہر ایک جان نہین سکتا تھا بہت سی غیب کی خبرین ایسی ہین جو کسیکو معلوم نہ تھین ان سبکو خدا نے قرآن مین فرمادیا ہے اور جو باتین کفار اور منافقین اپنے گھرون مین کیا کرتے تھے ان سب باتون سے اپنے رسول کو خبر دیدیتا تھا اسی طرح بہت سی باتین خدا نے ایسی خبر دی ہین جو واقع ہوئین جیسے ابولہب ایمان نہ لاویگا روم فارس سے مغلوب ہونگے یہود سب قیامت تک ذلیل و خوار رہینگے چنانچہ آج تک انمین سے کوئی بادشاہ نہوا بلکہ ہر جگہ یہ سب ذلیل و خوار ہین اسی طرح بہت سی باتین ہین جن سبکا یہ رسالہ گنجایش نہین رکھتا

دوسرا معجزہ پیغمبر کا یہ ہی کہ آنحضرت نے غیب کے اور امور آیندہ کی خبر دی جیسے دولت بنی امیہ اور انکا ہزار مہینے بادشاہی کرنا اور اہل بیت ؑ کا بعد انتقال آنحضرت ؐ کے مغلوب و مظلوم ہونا اور بعض صحابہ کا ابوذر رضی کے اوپر ظلم کرنا اور مدینہ سے باہر نکال دینا اور جناب امیر ؑ کا عائشہ اور معاویہ اور خوارج سے جنگ کرنا عمار کا مقتول ہونا اور

جناب امیرؑ اور حسنینؑ کا شہید ہونا اسیطرح امام رضا علیہ السلام کا زہر سے شہادت پانا اور خراسان مین دفن ہونا اور جنگ خیبر مین فتح کی خبر دینا سب[1] عامہ و خاصہ لکھتے ہین کہ جنگ خیبر مین پہلے رسول خداؐ نے ابو بکر کو علم دے کر جنگ کے واسطے بھیجا مگر وہ خائب و خاسر بے فتح کیے پھر آئے دوسرے روز وہ علم پیغمبر خدا نے عمر کو دے کر روانہ کیا یہ حضرت بھی اسیطرح شکست کھا کر لڑائی سے بھاگے سب مسلمانون کو بہت شاق ہوا اور ناگوار گذرا پس پیغمبر خدا نے فرمایا مین کل کے روز اس شخص کو علم دونگا جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا و رسول اسکو دوست رکھتے ہین اور وہ کرار غیر فرار ہی اس لڑائی سے نہین پھریگا جبتک کہ فتح نہ کرلے راوی کہتا ہی کہ ہم سبنے تمام شب اس خوشی مین بسر کی کہ کل ضرور فتح ہوگی جب صبح ہوئی حضرت نماز فریضہ سے فارغ ہوے اور کھڑے ہوکر دیکھا کہ علم حاضر ہی اور لوگ اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہین پس ہم مین سے کوئی ایسا نہ تھا جو امید نہ رکھتا ہو کہ یہ علم ہمکو ملتا بلکہ حضرت عمر باوجود ایک دفعہ بھاگ آنے کے فرماتے تھے کہ مجھکو تمنا سردار لشکر ہونے کی کبھی نہ ہوئی مگر اس روز نے الواقع کثرت تمنا نے ایسا بیخود کردیا تھا کہ اپنا فرار اور جناب رسول خدا کا کرار غیر فرار فراموش خاطر مبارک سے سہو اور محو ہوگیا تھا آرے حبا الشئی یعمی و یصم خلاصہ اتنے مین حضرت نے فرمایا بلاؤ علیؑ کو کسی نے کہا انکو آشوب چشم ہوگیا ہی غرض جناب امیر المومنینؑ تشریف لائے پیغمبر خداؐ نے انکی آنکھون پر ہاتھ پھیرا اور آب دہن لگا دیا فوراً آنکھین اچھی ہوگئین گویا درد تھا ہی نہین اور وہ علم ظفر شیم خیبر شکن کے ہاتھ مین دیا حضرت مع لشکر کے لڑائی پر گئے اور جنگ کی اور جیسا پیغمبرؐ نے فرمایا تھا خدا نے جناب امیرؑ کے

ہاتھو پر فتح بھی دی تیسرا منقول ہی کہ ایک مرتبہ چودہ آدمی ذی بجہ کی چودھوین شب کو پیغمبر
کے پاس آئے اور کہنے لگے جو پیغمبر ہوتا ہی اُسکے واسطے معجزہ ہوتا ہی اسوقت آپکا معجزہ
کیا ہی فرمایا جو تم سب کہو اُنھون نے کہا اس ماہتاب کو حکم کیجیے دو ٹکڑے ہو جائے
حضرت نے موافق کہنے اُن لوگون کے ماہتاب کو حکم کیا کہ دو ٹکڑے ہو جا فوراً
دو ٹکڑے ہو گیا حضرتؐ نے سجدۂ شکر کیا پھر اُن سبنے کہا ماہتاب صورت اصلی پر ہو جائے
ویسا ہی ہو گیا پھر اُن لوگون نے کہا ایک سرا اُسکا شق ہو حضرت نے حکم کیا ویسا ہی
ہوا یہ دیکھکر وہ کہنے لگے یہ سب جادو ہی **چوتھا** اسماء بنت عمیس وغیرہا سے روایت
ہی کہ ایک روز پیغمبر خداؐ نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کو کسی کام کے واسطے
بھیجا یہان جب پیغمبر خدا نے نماز عصر سے فراغت کی تو جناب امیرؑ تشریف لائے
حضرت رسول ؐ اپنے سر مبارک کو حضرت امیرؑ کی گود مین رکھکر سو رہے اور اُسوقت
آنحضرت پر وحی نازل ہوتی تھی یہانتک کہ آفتاب قریب غروب کے ہو گیا جب وحی
منقطع ہوئی تو حضرتؐ نے فرمایا ای علی ؑ تمنے نماز پڑھی کہا کیونکر ہو سکتا تھا
کہ مین آپکے سر مبارک کو زمین پر رکھدیتا یہ سنکر حضرتؐ نے دعا کی خداوندا علی تیری
مین تیری اور تیرے رسولؐ کی تھا آفتاب کو اُسکے واسطے پھیر دے اسما کہتے ہین
قسم خدا کی دیکھا مین نے کہ آفتاب پھیرا اور بلند ہوا یہانتک کہ زمین پر چمکنے لگا اور
وقت فضیلت عصر کا ہو گیا اور جناب امیرؑ نے نماز پڑھی بعد اسکے آفتاب دفعتہً غروب
کر گیا اور ایسا ہی معجزہ جناب امیر علیہ السلام کے واسطے بھی بعد وفات پیغمبر خداؐ
کے واقع ہوا ہی شاعر کہتا ہی ؎

ماہ و خورشید و تماشا ہد عدل آمدہ انر رجعتش بہر علی ؑ شق شد نشد بہر نبی ؐ

پانچوان ام سلمہؓ سے منقول ہی کہ ایک روز جناب رسول خداؐ اُنکے گھر مین بیٹھے
ہوے تھے کہ جناب فاطمہؑ تشریف لائین اور ایک دیگچہ مین حریرہ یا ہریسہ پکا کر

ساتھ لیتے آئین پس پیغمبر خدا نے فرمایا اے فاطمہؑ علیؑ کو اور اپنے دونون فرزندون کو
بلاؤ جب حضرت علیؑ اور حسنینؑ تشریف لائے تو پیغمبر خدا ان سب حضرات کے
ساتھ کھانے مین مشغول ہوے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یعنے جزاین نیست کہ چاہتا ہے
خدا کہ دور کرے تم لوگون سے شک اور گناہ کو اے اہل بیت مرا اور پاک کرے
تم لوگون کو جو حق پاک کرنیکا ہے بعد اسکے حضرت نے گلیم مبارک یعنے عبائے
خیبری کو ان آل عبا کے اوپر ڈالدیا اور ہاتھون کو آسمان کیطرف بلند کرکے
فرمایا اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا خداوندا یہی
میرے اہلبیت ہین پس دور کر ان لوگون سے کثافت گناہ کو اور پاک کر جو
پاک کرنے کا حق ہے اسکا ام سلمہ نے اپنا سر بڑھایا اور کہا یارسول اللہ مین بھی اس عبا مین
داخل ہون فرمایا انجام تمھارا بخیر ہی ہے پس بروایتے اسوقت جبرئیل آئے اور ایک
طبق انار اور انگور سے بھرا بہشت سے لائے جب حضرتؐ نے انار و انگور کو
ہاتھ مین لیا تو دونون نے تسبیح خدا کی اور آنحضرت نے نوش فرمایا بعد اسکے امام حسنؑ
اور امام حسینؑ کے ہاتھون پر بھی سبحان اللہ کہا اور ان دونون شاہزادون نے
نوش کیا بعد اسکے حضرت علیؑ کو دیا بعد تسبیح آنحضرت نے بھی تناول کیا پس
ایک صاحب نے پیغمبر کے اصحاب مین سے جو وہان بیٹھے ہوے تھے چاہا کہ اس
انار و انگور مین سے کھائین کہ جبرئیل نے آواز دی خبردار اسمین ہاتھ نہ لگانا
یہ میوہ بہشت کا ہے اسکو کوئی نہین کھا سکتا مگر پیغمبر یا وصی پیغمبر اور اس طرح
انس سے مروی ہے کہ ایک روز رسول خدا سوار ہوکر ایک پہاڑ کے نزدیک
گئے اور سواری سے اتر کر پہاڑ پر تشریف لیگئے اور مجھ سے کہا کہ تو فلان جگہ جا
وہان علیؑ بیٹھے ہونگے اور سنگریزون سے تسبیح خدا کرتے ہونگے انکو میرا سلام پہونچا

اور اس اشتر کے اوپر سوار کرکے لے آنس کہتا ہی مین وہان گیا اور علی کو
سوار کرکے حضرت کی خدمت مین پہونچا دیا جناب امیر نے حضرت رسول کو
دیکھکر کہا السلام علیک یارسول اللہ حضرت نے فرمایا علیک السلام اے
ابوالحسن آؤ بیٹھو کہ اس مقام پر ستر پیغمبر بیٹھے ہین کہ مین سب سے بہتر ہون
اور ہر پیغمبر کی جگہ پر اسکا بھائی بیٹھا ہی اور تو ان سب سے بہتر ہی آنس کہتا ہے
اتنے مین دیکھا مین نے کہ ایک ابر قریب سر آیا حضرت رسول نے ہاتھ بڑھایا ایک
خوشہ انگور کا ہاتھ مین آیا اسکو رکھکر فرمایا ای علی کھاؤ کہ یہ ہدیہ ہی خدا کیجانب سے
ہمارے اور تمھارے واسطے اور ایک روایت مین ہی آنس کہتا ہی کہ اس ابر سے
کھانے اور پینے کی چیزین دونون آنحضرت نے تناول فرمائین اور پھر وہ ابر
چلا گیا حضرت نے فرمایا اس ابر سے تین سو تیرہ ۳۱۳ پیغمبر اور تین سو تیرہ ۳۱۳ وصی پیغمبر
نے کھایا اور پیا ہے اور مین ان سب پیغمبرون سے خدا کے نزدیک بزرگ تر
ہون اور علی ان سب اوصیا سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہی چھٹا جناب امیر
فرماتے ہین ایک روز مین حضرت رسول کے ساتھ تھا کہ بزرگان قریش آنحضرت
کے پاس آئے اور کہنے لگے ای محمد تم ایسے امر عظیم کا دعوے کرتے ہو جو تمھارے
باپ دادا کسی نے نہ کیا اب ہم تمسے ایک بات کا سوال کرتے ہین اگر قبول کرو
تو البتہ ہم سمجھینگے کہ تم پیغمبر ہو اور اپنے دعوے مین سچے ہو حضرت نے فرمایا وہ
سوال کیا ہی ان سبنے کہا یہ درخت جو سامنے ہی اسکو حکم کرو کہ جڑ سے اکھڑ کر آوے
اور تمھارے پاس کھڑا ہو حضرت نے فرمایا اگر ایسا ہو تو ایمان لاؤگے ان سبنے
کہا البتہ پس حضرت نے فرمایا ای درخت تو جانتا ہی کہ مین پیغمبر اور خدا کا رسول ہون
مین حکم کرتا ہون کہ جڑ سے اکھڑ کر میرے پاس آکر کھڑا ہو فوراً وہ درخت زمین سے
اکھڑ کر حضرت کیطرف چلا کہ اسکی آواز مثل آواز پر مرغ کے تھی اور آکر حضرت کے

پاس کھڑا ہو گیا اور سر مبارک پر سایہ کیا جب یہ معجزہ وہ سب دیکھ چکے کہنے لگے
اب حکم کیجئے کہ یہ درخت اپنی جگہ پر پھر جائے اور آدھا آپکے پاس آئے اور آدھا
وہین رہے حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا پھر وہ کہنے لگے اب یہ نصف اُس درخت سے
ملجائے حضرت نے حکم کیا ویسا ہی ہوا اُسوقت وہ کافر کہنے لگے یہ سب تمھارا سحر ہے
ساتوان حضرت امیر ؓ فرماتے ہین ایک مرتبہ مین پیغمبر خدا کے ساتھ باہر گیا اور
ایسی منزل پر پہونچا کہ وہان پانی نہ تھا لوگ پیاس سے بیچین بس تھے حضرت نے ایک
ظرف طلب کیا جسمین تھوڑا سا پانی تھا اور دست مبارک کو اسمین رکھا پس انگلیون سے
حضرت کی پانی جاری ہوا کہ سب لوگ اور گھوڑے اور اونٹ نے سیر ہو کر پیا اور
سینے اپنے برتنون کو بھر لیا اور اُس لشکر مین حضرت کے بارہ ہزار اونٹ اور
بارہ ہزار گھوڑے اور تیس ہزار آدمی تھے اور ایک روایت مین ہی کہ ایک گڑھا
کھودا اور اُسمین کچھ بچا دیا حضرت نے اُسپر ہاتھ رکھا بعد اسکے اُس دست مبارک
پر پانی گرایا حضرت نے نام خدا لیا پس انگشتان مبارک سے چشمہ ہائے آب جاری ہوا **آٹھوان** حدیث
مین ہے کہ جب حضرت رسول مکہ سے مدینہ مین تشریف لائے اور مسجد بنائی تو خراب کے پاس ایک درخت
خرمہ کا بہت پرانا خشک تھا جب حضرت خطبہ پڑھتے تھے تو اسی درخت پر تکیہ کرتے تھے جب منبر بنا
ہوا اور وہ حضرت منبر پر جا کر خطبہ پڑھنے لگے تو وہ درخت رونے لگا حضرت نے
منبر سے اُتر کر اُس درخت کو گود مین لیا یہانتک کہ وہ چپ ہوا پس لوگون سے
فرمایا کہ اگر مین اسکو گود مین نہ لیتا تو یہ قیامت تک یونہین نالہ و فریاد کرتا رہتا
اسی سبب سے اُس درخت کو حنانہ کہتے ہین جب بنی اُمیہ کا زمانہ ہوا تو اُس درخت
کو کاٹ ڈالا مگر اُس جگہ کو ابھی تک لوگ اسطوانہ حنانہ کہتے ہین **نوان** منقول ہے
کہ پانچ شخص اشراف قریش سے یعنے ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل اور حارث
بن قیس اور اسود بن عبد یغوث اور اسود بن مطلب یہ سب انتہا سے زیادہ پیغمبر خدا

اذیت پہونچایا کرتے تھے اور برابر حضرت ؐ کے ساتھ استہزا و سخریہ کیا کرتے تھے
حضرت کو ناگوار گذرتا تھا مگر صبر کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت مسجد الحرام مین بیٹھے تھے
کہ یہ سب آئے اور استہزا کرنے لگے بعد اسکے طواف مین مشغول ہوے اتنے مین
حضرت جبرئیل ؑ نازل ہوے اور کہا ای رسول غم نہ کھاؤ مجھکو خداوند عالم نے بھیجا ہے
کہ مین انسے تمھارا عوض لون اور انکو سزا دون یہ کہکر جبرئیل ؑ نے ولید کی ساق پا
کیطرف اشارہ کیا جب وہ چلا تو ایک تیر والیکے پاس سے گذرا اتفاقاً ایک تیر اسکے
کپڑے مین لپٹ گیا اسنے بھی مارے غرور کے کچھ خیال نہ کیا اور بے پروائی سے
آگے بڑھا اتنے مین وہ تیر اُلجھکر اُسکی ایڑی کے پاس آمارا اور اُسمین چبھ گیا کہ
ایک رگ شریان مین سے کٹ گئی اُسکے صدمہ سے وہ مرگیا اور عاص کے ٹخنے
کیطرف اشارہ کیا پس اُسمین ایک کانٹا گڑ گیا کہ اُسکے سبب سے اُسکا پیر پھول کر بیل
جیسا ہو گیا اور اُسی صدمہ سے وہ مرگیا اور حارث کی ناک کیطرف اشارہ کیا کہ
اُسمین پیپ بھر گئی اور اُسیوقت وہ مرگیا اور اسود بن عبد یغوث کیطرف جو ایک
درخت کی جڑ کے اوپر بیٹھا ہوا تھا اشارہ کیا وہ اپنا سر اُس درخت کے اوپر دیدے
پٹکنے لگا اور اپنا منھ کانٹون سے نوچنے لگا یہانتک کہ مرگیا اور اسود بن مطلب کی
آنکھون کیطرف اشارہ کیا اُسیوقت وہ اندھا ہو گیا اور اس غصہ مین اُسنے سر
اپنا دیوار دیدے مارا یہانتک کہ مرگیا اسی بارے مین حق تعالے فرماتا ہے فاصدع
عن المشرکین انا کفیناک المستہزئین یعنی اے رسول تم مشرکین سے اعراض کرو اور اُنکی باتون کا
خیال نہ کرو تحقیق کہ ہمنے جو لوگ تمسے استہزا کرتے تھے اُنسے عوض لے لیا اور اُنکو
مبتلاے بلا اور ہلاک کیا دسوان نفیہ جو آزاد کیے ہوے رسول خدا تھے
وہ کہتے ہین ایکمرتبہ پیغمبر خدا نے میرے تئین ایک لڑائی پر بھیجا اور مین کشتی پر سوار
ہوا اتفاقاً وہ کشتی تباہ ہوئی جتنے لوگ تھے اور جتنا اسباب تھا وہ سب غرق ہو گیا

مگر مین ایک تختہ پر بیٹھ رہا وہ تختہ بہتے بہتے ایک پہاڑ کے نیچے جو دریا کے بیچ مین
واقع تھا جا لگا جب مین پہاڑ پر اترا ایک موج نے آکر مجھے تینون اٹھا کر
دریا مین ڈالدیا پھر مین کسی طرح پہاڑ کے کنارے آیا اور اوپر چڑھ گیا پھر موج
نے میرے تینون بہا دیا مگر ایسا ہی ہوا آخر مین ایک کنارے پر پہونچا شکر خدا بجا لایا
کنارے اُس دریا کے مین حیران و سرگردان پھرتا تھا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون
ناگاہ دیکھا مین نے کہ ایک شیر جنگل سے نکلا اور میری طرف چلا مین نے اپنی جان سے
صبر کیا اور خدا سے دعا کی خداوندا مین تیرا بندہ اور تیرے پیغمبر کا آزاد کردہ ہون
تو مجھے اس شیر سے بچا تو دی شیر نے بھی بچا بعد اسکے مین نے شیر سے کہا کہ ای شیر
مین سفینہ غلام رسول خدا کا ہون اُنکا لحاظ تجھکو ضرور ہی جسپر مین نے یہ کہا وہ
شیر شکل دمی کے میرے پاس آیا اور اپنے منھ کو کبھی میرے داہنے پانون پر کبھی
بائین پانو پر ملنے لگا اور میری طرف دیکھکر بیٹھ گیا اور اشارہ سوار ہونے کا کیا جب
مین اُسپر سوار ہوا تو وہ بہت جلد میرے تئین ایک جزیرہ مین لیگیا جہان درخت
اور میوے بہت تھے اور نہرین شیرین جاری تھین مین نے وہان اُترکر اُس نہر سے
پانی پیا اور اُن میوون سے کھایا اور چند پتے لیکر اپنے بدن کو چھپایا اور کپڑونکو
پانی مین بھگو کر پاس رکھ لیا کہ شاید پیاس معلوم ہو تو اسکو نچوڑ کر پی لینگے بعد اسکے
پھر اُسکے اشارے سے مین اُسپر سوار ہوا اُسنے دوسرے راستے سے مجھے دریا کے
کنارے پہونچایا دیکھا کہ دریا مین ایک کشتی چلی جا رہی ہی مین نے رومال ہلایا
جب اُن لوگون نے دیکھا تو قریب آئے اور میرے تئین شیر کے اوپر سوار دیکھکر
بہت تعجب کرنے لگے کہنے لگے تو انسان مین سے ہی یا جنات مین سے مین نے
کہا مین سفینہ ہون غلام رسول خدا کا یہ شیر انھین حضرتؐ کی برکت سے میرا
تابع ہے جب اُن لوگون نے حضرتؐ کا نام سنا تو کشتی کو لنگر کیا اور دو آدمیونکو

چھوٹی کشتی مین بٹھا کر کچھ کپڑے میرے پہنے کے واسطے بھیجے مین شیر سے اترا اور وہ لوگ دور کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مین کیا کرتا ہون اور کپڑون کو میرے پاس پھینکدیا مین نے پہن لیا انمین سے ایک شخص نے کہا تو میرے پاس آکہ مین کندھے پر سوار کرکے کشتی تک پہونچادون شیر تو رسول خدا کے حق کی رعایت کرے اور مین انکی امت سے ہوکر انکی رعایت نہ کرون پس مین شیر کے پاس گیا اور کہا مجھکو خدا جزاے خیر دے کہ تونے میرے ساتھ احسان کیا وہ شیر یہ سنکر رونے لگا اور جبتک مین کشتی پر سوار ہوا اور وہ کشتی دکھائی دیا کی وہ اسی جگہ بیٹھا رہا واضح ہو کہ معجزات پیغمبر آخرالزمان ص کے بہت ہین اور اکثر کتابون مین لکھے ہین مین نے بنظر اختصار یہ دس معجزے اس رسالہ مین لکھے۔

مسلک نہم

جاننا چاہیئے کہ منجملہ دلائل نبوت آنحضرت ص کے یہ ہی کہ وہ حضرت متصف تھے ساتھ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کے مثل صلاح و تقوے و صدق و امانت و عفاف و دیانت و خوف خدا و ترک دنیا وغیرہ کے پس کیونکر عقل گوارا کر سکتی ہی کہ ایسا شخص راست گو بیفائدہ اپنے اوپر تکلیف اٹھائے نوبت گوارا کرے لوگون سے جہاد کرے گھر بار چھوڑے اور کچھ نفع دین و دنیا کا اسکو مقصود نہو کیونکہ حضرت ص کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جب حضرت کا زمانہ ہوا اسلام کو شوکت ہوئی اموال کثیر و زرہاے خطیر جہاد وغیرہ سے جمع ہوے تو آپنے کبھی اسمین سے نفع نہ اٹھایا بلکہ ہمیشہ تکلیف کے ساتھ بسر کیے اور حضرت کے سچے ہونے کی دلیل اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ خود قریش جو دشمن حضرت ص کے تھے وہ سچے ہونے کے قائل تھے اور اپنی قوم مین آنحضرت کو امین کہا کرتے تھے ع والفضل ماشهدت به الاعداء چنانچہ ایک روز

حضرت نے کوہ صفا کے اوپر جاکر پکارا یا صباحاہ یہ سنکر لوگ ہر طرف سے
دوڑے اور حضرت کے پاس جمع ہوگئے تب آپنے فرمایا اے فرزندانِ عبد المطلب
واے اولاد فہر اگر مین تمکو خبر دون کہ اس پہاڑ کے دامن مین کچھ سوار ہمارے دشمن
آئے ہوے ہین تو تم مجھکو سچا جانوگے سبنے کہا البتہ ہم سب آپکو سچا سمجھتے ہین تب
حضرت نے فرمایا اسی طرح مجھکو دعوی نبوت مین بھی سچا سمجھو اور اس بات کا یقین
کرو کہ مین آیا ہون کہ تمکو روز قیامت اور عذاب دوزخ سے ڈراؤن ابولہب غصہ
ہوکر کہنے لگا بس اسیواسطے ہم لوگون کو بلایا تھا یہ کہکر چلا گیا علاوہ اسکے یہ خیال
کرنا چاہیے کہ آنحضرتؐ نے ایسے گروہ مین نشو ونما کی اور ایسی قوم مین مبعوث ہوے
جو بہائم سے بدتر تھی نہ علم رکھتے تھے نہ حکمت جانتی تھی نہ کوئی کتاب تھی نہ اخلاق درست
تھے بلکہ جاہل محض تھے کہ نج مین جانورون کی طرح ننگے ہوکر کعبہ کے گرد گھومتے تھے
اور تالیان بجاتے تھے اور سیٹی بجاتے تھے اور اچھلتے تھے یہ ان لوگونکی عبادت
تھی اور ابھی تک کہ تیرہ سو برس ہوے اس مقام پر جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ
کسقدر احکام شریعت و اخلاق حسنہ و اطوار حمیدہ سے یہ لوگ دور ہین جانورون سے
بدتر ہین جسطرف پاتے ہین استنجا کرتے ہین کچھ قبلہ کا خیال نہین کرتے بیحیائی
ایسی کہ ننگے نہاتے ہین پانی مین جانے کے وقت سبکے سامنے اپنی عبا بالکل
اٹھا لیتے ہین اور عبا کے نیچے کچھ نہین پہنتے ایسے لوگون مین آنحضرتؐ نے ایسے
صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور علم و حلم و حیا و کرم و عفت و سخاوت
و شجاعت و مروت سب صفات کمالیہ کے ساتھ بسر کی یہ سب باتین اول
دلیل آنحضرت کی نبوت کی ہین باین ہمہ ابتدا مین کسقدر حضرت نے تکلیفین
اٹھائین کفار برابر فکر مین قتل کی رہے مگر ہر جگہ تائید خدا شامل حال رہے
اگر نبی نہوتے تو خدا ہر مقام مین کیون انکی اعانت کرتا کہ اس سے اغراء الجہل

لازم آتا ہے جیسا کہ منقول ہی کہ ایک روز حضرت رسول خدا اسمعیل مین بیٹھے
تھے کہ قریش نے ایک بکری کی اوجھڑی آنحضرتؐ کے سر پر ڈالدی وہ حضرت
بہت غمگین ہوے اور اپنے چچا سے آکر شکایت کی ابو طالب رضہ نے جاکر تدارک
کیا اسیطرح ام جمیل جو ابو لہب کی جورو اور ابو سفیان کی بہن تھی وہ ملعونہ
کانٹے خار خسک کے راہ مین رات کو بچھا دیتی تھی کہ جب ادھر سے پیغمبر جائینگے
تو پانون مین گڑ جائینگے اور نیز منقول ہی کہ ایک مرتبہ کفار مکہ دار الندوہ مین
جمع ہوے اور ایک عہد نامہ لکھا اور آپسمین عہد و پیمان کیا کہ کوئی شخص
بنی ہاشم کے ساتھ کھانا نہ کھائے اور کلام نہ کرے اور شادی بیاہ نہ کرے
اور انکی محفلون مین شریک نہوا کرے جبتک کہ محمدؐ کو ہمارے حوالہ نکرین کہ ہم
انکو مار ڈالین جب یہ خبر ابو طالب رضہ کو پہونچی سب بنی ہاشم کو جو چالیس آدمی
تھے جمع کیا اور پہاڑ کے درہ مین سب کو لیگئے اور خانہ خدا اور رکن و مقام کی
قسم کھائی کہ اگر ایک کانٹا بھی آنحضرت صہ کے جسم مین چبھے گا تو مین تم سبکو قتل
کرڈالونگا پس درہ کو پہاڑ کے خوب مضبوط و مستحکم بنایا اور رات اور دن ابو طالب رضہ
حضرتؐ کی حفاظت مین رہا کرتے تھے جب رات ہوتی تھی تلوار لیکر سرہانے
کھڑے ہوتے تھے اور حضرتؐ آرام کرتے تھے اور ساعت بساعت آنحضرت
کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے تھے تمام شب اسی طرح سلاتے تھے اور
دن کو اپنے بیٹون اور بھتیجون کو متعین کرتے تھے کہ آن حضرت کی حفاظت
کیا کرین آخر کار قریش کیطرف سے اتنی سختی ہوئی کہ کوئی اہل مکہ سے بنی ہاشم
کے ساتھ کوئی چیز ڈر سے نہ بیچتا تھا اگر کوئی بیچتا تھا تو آسکے اسباب کو وہ لوگ
لوٹ لیتے تھے چونکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس مال بہت تھا وہی صرف بنی ہاشم
ہوتا رہا اور اس عہد نامہ پر چالیس آدمیون نے رئیسان قریش سے مہر کی تھی

اور اُسکو کعبہ مین لٹکایا تھا اور وہ حضرت ہر سال حج مین آتے تھے اور اُس قبیلہ سے کہتے تھے کہ ہماری مدد کرو کہ ہم تمکو خبر دین اُس سے جو تمھارے واسطے امور خیر کرنے سے بہشت مین ثواب مقرر ہین ابولہب بھی حضرت کے پیچھے پیچھے کہتا جاتا تھا کہ جو یہ کہتے ہین اُسکو ہرگز قبول نکرنا غرض اسیطرح چار برس ہوگئے کہ ان کفار قریش نے بنی ہاشم کو بہت تنگ کیا یہانتک کہ نوبت فاقہ کشی کی پہونچنے لگی اور کفار ہمیشہ درپے قتل رہا کیے اور امان نہ دیتے تھے مگر دو مرتبہ ایک موسم عمرہ یعنے ماہ رجب مین دوسرے موسم حج یعنے ماہ ذی الحجہ مین جب موسم حج آتا تھا بنی ہاشم درون سے باہر آتے تھے اور خرید و فروخت کرتے تھے بعد اسکے پھر دوسرے موسم مین اسی طرح نکلتے تھے یہانتک کہ یہ لوگ تکلیف سے بسر کرنے لگے اور برابر فاقہ کشی ہونے لگی ایک مرتبہ قریش نے ابوطالب رضہ کے پاس کسیکو بھیجا کہ تم کبتک تکلیف اُٹھاؤگے محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرو کہ ہم اُنکو مار ڈالین اور تمکو اپنا بادشاہ بنا وین ابوطالب نے ایک قصیدہ انشا کیا جسمین حضرت کی تعریف اور اپنے دینے سے انکار بیان کیا ہی جب یہ قصیدہ اُن لوگون نے سُنا تو مایوس ہوے ابوالعاص جو داماد رسول خدا کا کہلاتا تھا رات کو گدھے کے اوپر گیہون اور خرما لاد کر مخفی بنی ہاشم کے پاس پہونچایا کرتا تھا جب چار برس کامل اسی حال سے گذرے تو خداوند عالم نے ایک کیڑا زمین سے پیدا کیا کہ جو کچھ اُس عہد نامہ مین لکھا ہوا تھا مثل قطع رحم و ظلم و ستم وغیرہ کے سوائے نام خدا کے سب کو وہ چاٹ گیا جبرئیل نے آکر اس کیفیت سے آنحضرتؐ کو خبر دی آنحضرت نے ابوطالب رضہ سے بیان کیا ابوطالب رضہ اُٹھے اور کپڑے پہنکر باہر آئے اور مسجد مین قریش کے پاس کہ وہ سب وہان جمع تھے داخل ہوے جب ابوطالب رضہ کو

اُن سبنے آتے دیکھا آپسمین کہنے لگے آخر عاجز آکر ہمارے پاس آئے کہ
محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرین ابو طالب رضہ جب نزدیک آئے تو سب تعظیم کیواسطے
اُکھڑے ہوے اور کہنے لگے ہم آپکے مطلب کو سمجھے آپ آئے ہین کہ ہم لوگون کے
ساتھ ملجائے اور اپنے بھتیجے کو ہمارے حوالہ کیجیے ابو طالب رضہ نے کہا قسم خدا
کی مین اسواسطے نہین آیا ہون بلکہ میرے بھتیجے نے خبر دی ہی کہ خدا نے اُسکو
خبر بھیجی ہی کہ جو کاغذ تم لوگون نے قطع رحم کا لکھا تھا سبکو دیمک چاٹ گئی
فقط اللہ کا نام چھوڑ دیا ہی تم لوگ وہ کاغذ منگاؤ اگر سچ ہو تو خدا سے ڈرو اور ظلم کرو اور
اگر جھوٹ ہو تو مین اُنکو تمھارے حوالہ کرونگا جی چاہے مار ڈالو جی چاہے زندہ
رکھنا غرض ان لوگون نے کسیکو بھیجکر اُس کاغذ کو کعبہ کی چھت سے اُتروا منگوایا
اُسیطرح اُسکو سربمہر پایا جب مہرون کو خیال کیا تو سبکی مہرین درست
پائین جب اُسکو کھولا تو دیکھا کہ جتنے الفاظ باطل تھے وہ سب صاف اُڑے
ہوے ہین سوائے لفظ باسمک اللھم کے کسی حرف کا نشان تک باقی نہین ہی
پس ابو طالب رضہ نے کہا ای قوم خدا سے ڈرو اور اطوار جاہلیت سے باز آؤ
وہ سب چپ ہو رہے اور کچھ جواب نہ دیا ابو طالب رضہ نے اپنے گھر مین آکر

اس مضمون کا قصیدہ نظم کیا

مسلک دہم بیان مین معراج نبوی صہ کے

جاننا چاہیے کہ ہر مومن کو اس بات کا اعتقاد رکھنا ضرور ہی کہ آنحضرت کو معراج
ہوئی مع جسم کے نہ فقط روح کے اور بیداری مین نہ خواب مین اور اُسکا
اعتقاد کرنا منجملہ ضروریات دین کے ہی جو اِس سے انکار کرے وہ کافر ہے
اور جو لوگ اقوال مزخرفات حکما کو دیکھکر معراج جسمانی کا انکار کرتے ہین منشا
اُسکا عدم تدین اور عدم تدبر قدرت باری تعالے مین ہی اور ابطال اُسکا

کتب مبسوطہ مین بتفصیل مذکور ہی یہ رسالہ گنجایش اسکی نہین رکھتا اور تاریخ
مین معراج کی اختلاف ہی وجہ اسکی یہ ہو سکتی ہی کہ معراج آنحضرت کو کئی مرتبہ
واقع ہوئی بعضون نے اکیسوا بائیسوا مرتبہ لکھا ہی مگر اسمین اتفاق ہی کہ پہلی مرتبہ
معراج حضرت کو مکہ مین ہوئی اور عمدہ دلیل معراج کی کلام باری ہی خداوند حمید
قرآن مجید مین فرماتا ہی سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام
الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا انہ ہو السمیع البصیر
یعنے منزہ ہی وہ خدا جسنے سیر کرائی اپنے بندون کو شب کے وقت مسجد الحرام سے
طرف مسجد الاقصے کے (کہ وہ بیت المعمور ہی) ایسی مسجد کہ برکت دی ہمنے اسکے
گرد و نواح کو اسواسطے کہ دکھلادین ہم اس بندے کو اپنے آیات عظمت
و جلال کے تبین تحقیق کہ خدا سننے والا ہی اور دیکھنے والا ہی اور کیفیت معراج
کی حضرت کی اس طور سے ہی کہ جب خداوند عالم نے چاہا کہ اپنے حبیب کو اپنی
قدرت کا تماشا دکھلائے اور درجہ اعلی کو پہونچائے تو ایک شب حضرت جبرئیل ع
اور اسرافیل و میکائیل ع براق کو لیکر آنحضرت کے پاس آئے ایک نے لگام پکڑی
اور ایک نے رکاب تھامی اور ایک نے زین کو درست کیا وہ براق اسوقت
چست کرنے لگا جبرئیل ع نے اسکے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور کہا ٹھہر جا شرارت نکر
کہ تیری پیٹھ پر سوائے آنحضرت کے نہ کوئی سوار ہوا ہی نہ سوار ہوگا وہ حیا سے
ٹھہر گیا اور براق ایک جانور ہی جانوران بہشت سے نہ بہت بڑا ہی نہ بہت
چھوٹا جب وہ پہاڑ پر چڑھتا تھا تو دونون ہاتھ اسکے چھوٹے اور دونون پانو
اسکے بڑے ہو جاتے تھے اور جب وہ اترتا تھا تو دونون ہاتھ اسکے بڑے اور
دونون پانون اسکے چھوٹے ہو جاتے تھے الغرض حضرت رسول اسپر سوار ہوئے
اور وہ براق وہانسے اڑا اور تھوڑا اونچا ہوا حضرت جبرئیل ساتھ ساتھ تھے

آیات آسمان و زمین آنحضرت کو دکھلائے جاتے تھے حضرت فرماتے ہین میں
اسیطرح ہوا پر چلا جاتا تھا کہ ایک آواز داہنی طرف سے آئی کسی نے پکارا یا محمد
مین نے کچھ جواب نہ دیا پھر دوسرے شخص نے اسیطرح بائین طرف سے پکارا
مین نے کچھ توجہ نکی پھر ایک عورت دونون ہاتھ کھولے زینت دنیا سے اپنے تئین
آراستہ کیے سامنے سے دکھلائی وہ اُسنے بھی میرا نام لیکر پکارا اور کہا میری
طرف کیون نہین دیکھتے اور مجھ سے کیون نہین کلام کرتے مین نے کچھ التفات
نکیا پھر جب تھوڑی دور گیا تو ایک ایسی آواز آئی جسکو مین سنکر چین ہو گیا
اور گھبرا گیا پس جبرئیلؑ نے مجھکو ایک مقام پر اُتار دیا اور کہا یہان نماز پڑھو
مین نے نماز پڑھی جبرئیلؑ نے کہا تم جانتے ہو یہ کون جگہ ہی مین نے کہا نہین
اُنھون نے کہا یہ مدینہ ہی یہی آپکی ہجرت کی جگہ ہی پھر مین سوار ہوا اور کچھ راہ طی کی
پھر جبرئیلؑ نے مجھکو اُتارا اور مین نے وہان نماز پڑھی جبرئیلؑ نے پوچھا جانتے ہو
یہ کون مقام ہی مین نے کہا نہین اُنھون نے کہا یہ طور سینا ہی جہان موسےٰ سے خدا نے
کلام کیا کرتے تھے پھر مین سوار ہوا اور قطع مسافت کی پھر جبرئیلؑ نے اُتارا
اور نماز کے واسطے کہا مین نے نماز پڑھی مجھ سے اُس مقام کو پوچھا مین نے
کہا نہین جانتا ہون اُنھون نے کہا یہ خانہ لحم ہی جو بیت المقدس کے پاس تھا
اور عیسےٰ اسی مکان مین پیدا ہوے تھے پھر مین سوار ہوا تھوڑی دیر مین
بیت المقدس پہونچا اور بُراق کو جہان سب پیغمبر اپنے مرکب کو باندھتے تھے مین نے
بھی باندھا و بعد اُسکے مین مسجد مین گیا جبرئیلؑ ساتھ تھے وہان مین نے حضرت
ابراہیمؑ اور موسےٰؑ اور عیسےٰ اور بہت سے پیغمبرون کو دیکھا کہ سب وہان موجود
تھے بعد اُسکے اقامت ہوئی مین سمجھتا تھا کہ جبرئیلؑ نماز پڑھائینگے جب صف درست
ہوئی جبرئیلؑ نے میرا بازو پکڑکر صف کے آگے کھڑا کیا مین نے سبکو نماز پڑھائی

حاشیہ
بیت المقدس

اُوردن
بہ کار

بعد اسکے میرے پاس تین کاسہ ایک دودھ کا اور ایک شراب کا اور ایک پانی
کا حاضر کیا اُسوقت مین نے ایک آواز سنی کوئی کہتا ہے اگر تم پانی پیوگے تو
سب امت تمھاری غرق ہو جائیگی اور اگر شراب پیوگے تو ساری امت گمراہ ہوجائیگی
اگر دُودھ پیوگے تو امت تمھاری ہدایت پائیگی مین نے دودھ کا پیالہ اُٹھا کر
آسمین سے پیا پھر جبرئیل نے کہا اس راہ مین آپنے کیا دیکھا مین نے کہا کسی نے
داہنی جانب سے آواز دی تھی مین نے کچھ جواب نہ دیا جبرئیل نے کہا وہ داعی
یہود تھا اگر جواب دیتے تو سب امت آپکی یہودی ہوجاتی پھر کہا اور کیا دیکھا
مین نے کہا بائین جانب سے بھی کسی نے پکارا مین نے کچھ جواب نہ دیا جبرئیل نے
کہا وہ داعی نصارے تھا اگر جواب دیتے تو سب امت نصارے ہوجاتی پھر
پوچھا اور کیا دیکھا مین نے اُس عورت کا حال بیان کیا جبرئیل نے کہا وہ دنیا
تھی اگر اُس سے کلام کرتے تو ساری امت آپکی دنیادار ہوجاتی حضرت نے
فرمایا بعد اسکے مین نے ایک ایسی آواز سُنی جس سے مجھکو بہت خوف غالب ہوا
جبرئیل نے کہا شتر برس ہوے کہ ایک پتھر کو مین نے جہنم مین ڈالا تھا آج وہ
تہ مین پہونچا ہی اُسکی یہ آواز تھی منقول ہی کہ بعد اسکے حضرت کبھی نہ ہنسے یہانتک
کہ دنیا سے انتقال کیا الغرض حضرت فرماتے ہین کہ مین پھر جبرئیل کے ساتھ
دنیا کے آسمان پر گیا وہان ایک فرشتہ تھا کہ نام اُسکا اسمٰعیل تھا اور اُسکے اسمٰعیل
حکم مین ستر ہزار فرشتے تھے اور ہر فرشتہ کے ماتحت ستر ہزار فرشتے تھے اُسنے
جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہین اُنھون نے کہا یہ محمد ہین اور خدا کے پیغمبر ہین پس
اُسنے دروازہ کھولدیا مین نے سلام کیا اُسنے بھی سلام کیا مین نے اُسکے واسطے
استغفار کیا اُسنے بھی میرے واسطے استغفار کیا اور دُعائین دین جب
اسکے وہ فرشتے مجھکو بہت شوق سے آسمان دنیا پر تمام لیگئے اور سب نہایت خوش تھے

وہان ایک فرشتہ کو مین نے دیکھا کہ اُس سے بڑا کسیکو نہین دیکھا تھا اور صورت
اُسکی نہایت کریہہ تھی اور اُسکے چہرے سے غضب ظاہر تھا جسطرح اور فرشتون
نے میرے لیے دعا کی اُسنے بھی دعا کی مگر اُسکو ہنستے اور خوش ہوتے نہ پایا
جبرئیل ع سے مین نے پوچھا یہ کون ہی جس سے مجھکو خوف معلوم ہوتا ہی کہا اس سے
ڈرنا ہی چاہیے یہ مالک ہی خزینہ دار جہنم کا جسے خدا نے جہنم کو اسکے حوالہ کیا ہی
کبھی نہ ہنسا بلکہ ہمیشہ دشمنان خدا اور گنہگارون پر غضبناک رہتا ہی پس مین نے
اُسپر سلام کیا اُسنے بھی مجھپر سلام کیا اور بہشت کی بشارت دی چونکہ جبرئیل ع
سب فرشتون کے سردار اور سب فرشتے انکے فرمانبردار تھے اسلیئے مین نے
کہا مالک سے کہو جہنم کو مجھے دکھلا دے جبرئیل ع نے مالک سے کہا مالک نے
پردہ جہنم کا اُٹھایا اور ایک دروازہ کھولدیا پس جہنم سے ایک شعلہ ایسا آسمان
کیطرف بلند ہوا کہ مین بہت ڈرا جبرئیل ع سے کہا جلد دروازہ بند کرو مالک نے
دروازہ بند کردیا جب وہانسے مین آگے بڑھا تو ایک شخص گندم رنگ دیکھا
جبرئیل ع سے پوچھا یہ کون ہین اُنھون نے کہا یہ ابوالبشر آدم ع ہین پس مین نے
سلام کیا اور استغفار کیا اُنھون نے بھی سلام کیا اور میرے واسطے استغفار
کیا اور دعا کی بعد اسکے ایک فرشتہ کے پاس مین گذرا وہ ایک جگہ بیٹھا ہوا تھا
اور تمام دنیا اُسکے دونون زانو کے درمیان مین تھی اور ایک لوح نور اُسکے ہاتھ
مین تھی کہ آسمین نام لکھے ہوے تھے وہ فرشتہ اُس لوح کو برابر دیکھ رہا تھا اور
داہنے بائین کچھ ملتفت نہوتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہی جبرئیل ع نے کہا یہ ملک الموت
ہین جو قبض روح کیا کرتے ہین جب مین اُنکے پاس گیا تو سلام کیا اُنھون نے
جوابہ سلام دیا جبرئیل ع نے کہا یہ پیغمبر ہین خدا نے اُنکو بندونکی ہدایت کے واسطے
مبعوث کیا ہی پس اُسنے میری تعریف کی اور مجھسے نہایت محبت کی اور کہا تمکو

بشارت ہو کہ تمھاری امت مین ہم بہت نیر پاتے ہین یہ سنکر مین نے خدا کا شکر
کیا کہ یہ سب اسکا تفضل اور احسان ہی پھر مین نے کہا ای ملک الموت جو شخص
جہان ہو تم دیکھ لیتے ہو اور اسکے پاس پہونچ جاتے ہو انھون نے کہا ہان سب
دنیا کو خدا نے میرے اختیار مین دیا ہی تمام دنیا میرے سامنے اسطرح ہی جیسے
کسیکے ہاتھ مین ایک درہم ہو جسطرح چاہے اسکو الٹے پلٹے کوئی گھر ایسا نہین ہے
جسمین ہر شخص کو ہر روز پانچ مرتبہ مین نہ دیکھتا ہون جب کوئی کسی مردہ پر روتا ہی
تو مین کہتا ہون کیون روتے ہو مین کسیکو تم مین سے باقی نرکھونگا حضرت
فرماتے ہین مین نے کہا انسان کی عبرتا اور غم کے واسطے فقط موت ہی کافی ہی
جبرئیل نے کہا جو کچھ بعد موت کے ہونے والا ہی وہ اس سے بھی بڑھا ہوا ہی پھر مین
وہانسے بھی آگے بڑھا کچھ لوگونکو دیکھا کہ انکے پاس گوشت پاکیزہ اور گوشت مردار گندیدہ دونون
رکھا ہوا ہی مگر وہ اس سڑی ہوئے گوشت کو کھاتے ہین اور اچھا گوشت
نہین کھاتے مین نے پوچھا یہ سب کون ہین جبرئیل نے کہا یہ آپکی امت سے
وہ لوگ ہین جو مال حرام کھاتے ہین اور حلال کو ترک کرتے ہین پھر مین نے
ایک فرشتہ کو دیکھا کہ وہ بہت بڑا اور قوی الجثہ تھا آدھا بدن اسکا آگ کا تھا
اور آدھا بدن برف کا مگر نہ آگ برف کو گھلاتی تھی نہ برف آگ کو بجھاتی تھی اور
وہ فرشتہ خدا کی تسبیح کرتا تھا مین نے کہا یہ کون ہی جبرئیل نے کہا یہ بڑا خیر خواہ
بندگان مومنین کا ہی جسے خدا نے اسکو پیدا کیا برابر مومنین کے حق مین دعا
کرتا ہی پھر دو فرشتے اور دیکھے کہ آسمان مین یہ آواز دیتے تھے ایک کہتا تھا
اللھم اعط کل منفق خلفا پروردگارا جو شخص تیری راہ مین خرچ کرے
اسکا عوض دے اور اسکے مال کو کم نکر اور دوسرا کہتا تھا اللھم اعط کل ممسک تلفا
خداوندا جو تیری راہ مین خرچ نہ کرے اسکے مال کو تلف کر بعد اسکے مین کچھ

لوگون کے پاس پہونچا جنکے لب اونٹ کے ایسے لٹکتے تھے اور فرشتے اُنکے پہاڑ
گوشت کاٹکر اُنکے مُنھ مین دیتے تھے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا یہ وہ ہین کہ
جو مومنون کی عیب جوئی کیا کرتے تھے اور چشمک کیا کرتے تھے پھر مین ایک گروہ
کے پاس سے گذرا کہ فرشتے اُنکے سرون کو پتھرون سے ٹھونکتے تھے جبرئیلؑ سے
پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین جو سوتے رہا کرتے تھے اور عشا کی نماز نہ پڑھتے تھے
بعد اسکے پھر مین ایک گروہ کے پاس پہونچا کہ فرشتے اُنکے مُنھ مین آگ ڈالتے تھے
کہ وہ آگ نیچے سے اُنکے نکلتی تھی مین نے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ وہ لوگ ہین
جو ناحق یتیم کا مال کھاتے تھے پھر مین ایک گروہ کے پاس پہونچا کہ اُن سبکا پیٹ
اسقدر بھاری تھا کہ ہر چند اُٹھنے کو چاہتے تھے مگر اُٹھ نہ سکتے تھے مین نے پوچھا
یہ کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ لوگ ہین جو سود کھایا کرتے تھے پھر مین چند
عورتون کے پاس پہونچا کہ اُن سبکو چھاتیون کے بھل لٹکایا تھا مین نے کہا یہ کون
ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ عورتین ہین جو اپنے شوہرون کے گھر مین زنا کرتی تھین
اور جو اولاد ہوتی تھین اُسکو شوہر کے سر ٹھونک دیتی تھین پھر مین چند فرشتونکے
پاس گذرا جنکو خدا نے ہر قسم کا پیدا کیا تھا کہ ہر جزو بدن اُنکا آواز بلند و صدا
مختلف حمد و تسبیح خدا کرتا تھا اور خوف خدا سے وہ سب رو رہے تھے مین نے پوچھا
یہ سب کون ہین جبرئیلؑ نے کہا یہ وہ فرشتے ہین کہ جیسے پیدا ہوے ہین ایک
دوسرے کے پہلو مین ہین مگر کبھی کسی نے کسی سے کلام نہ کیا اور اوپر سر بلند نکیا
اور نہ پانون کیطرف نظر کی بسبب خشوع اور تذلل اور خوف خدا کے جب مین نے
اُن سب پر سلام کیا تو اشارے سے جواب دیا جبرئیلؑ نے اُنسے کہا یہ محمدؐ خدا کے
پیغمبر ہین خدا نے بندون کی ہدایت کے واسطے انکو بھیجا ہی یہ سب پیغمبرون سے
بہتر اور افضل ہین کیون نہین انسے بات کرتے اُن فرشتون نے جب یہ سنا مجھپر

سلام کیا اور میری تعظیم کی اور میرے واسطے اور میری امت کے لیے بشارت
دی پھر جبرئیل ؑ مجھکو دوسرے آسمان پر لیگئے وہان مین نے دو آدمی دیکھے جو
ایک دوسرے سے بہت مشابہ تھے مین نے پوچھا یہ کون ہین جبرئیل ؑ نے کہا یہ
دونون خالہ زاد بھائی یحییٰ و عیسےٰ ہین مین نے اُنپر سلام کیا اور استغفار کیا
اُن لوگون نے بھی جواب دیا اور استغفار کیا اور دعا دی اُس آسمان پر بھی مین نے
اُسیطرح فرشتون کو دیکھا کہ جسطرف حکم خدا تھا اُسیطرف متوجہ تھے دوسری طرف
رخ نہ کرتے تھے اور آوازہاے مختلف سے تسبیح و تقدیس خدا کرتے تھے پھر تیسرے
آسمان پر گیا وہان ایک شخص کو دیکھا جو نہایت حسین مثل ماہ شب چہاردہ کے
تھا جبرئیل ؑ سے پوچھا یہ کون ہین کہا یہ بھائی آپکے یوسف ہین مین نے اُن پر
سلام کیا اور استغفار کیا اُنھون نے بھی سلام کیا اور استغفار کیا اس آسمان پر
بھی مین نے اُسیطرح فرشتہاے خاشعین و خاضعین دیکھے جسطرح پہلے آسمان
اور دوسرے آسمان پر دیکھا تھا جب چوتھے آسمان پر گیا ایک شخص کو دیکھا پوچھا
یہ کون ہین کہا یہ ادریس ؑ ہین جنکو خدا نے فرمایا ہی ورفعناہ مکانا علیا
مین نے اُنپر سلام کیا اور استغفار کیا اُنھون نے جواب دیا اور میرے واسطے
استغفار کیا اُسیطرح اس آسمان پر بھی مین نے فرشتگان خشوع دیکھے
اُن سب نے میرے واسطے اور میری امت کے واسطے دعاے خیر کی پھر ایک
فرشتہ کو دیکھا کہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور ستر ہزار فرشتے اُسکے حکم مین ہین
اور ہر فرشتہ کے حکم مین ستر ہزار فرشتے ہین مین سمجھا کہ اس سے بڑا کوئی فرشتہ
نہوگا جبرئیل ؑ نے اُس سے کہا اُٹھکھڑا ہو وہ اُٹھکھڑا ہوا اور قیامت تک
کھڑا رہیگا جب وہانسے مین پانچوین آسمان پر پہنچا تو وہان ایک شخص مین
رسیدہ کو دیکھا کہ بہت سے لوگ اُسکے گرد تھے جبرئیل ؑ سے پوچھا یہ کون ہین

کہا یہ ہارون ہین اور یہ سب انکی امت ہی مین نے اُنپر سلام کیا اور وہان
ملائکہ دیکھے جسطرح اور آسمانون پر دیکھا تھا جب چھٹے آسمان پر گیا تو ایک شخص
بلند قامت گندم رنگ کو دیکھا کہ اُسکے بڑے بڑے بال تھے وہ کہہ رہا تھا کہ بنی ا
گمان کرتے ہین کہ مین بہترین فرزندان آدم سے ہون حالانکہ یہ شخص (اور
کیا میرے بہ تعریف) خدا کے نزدیک سب سے بہتر ہی مین نے جبرئیل ؑ سے پوچھا یہ کون ہے
کہا یہ موسیٰ ہین مین نے سلام کیا اُنھون نے بھی سلام کیا مین نے اُنکے واسطے
استغفار کیا اُنھون نے بھی میرے واسطے استغفار اور اُس آسمان پر بھی
ملائکہ فائضین کو دیکھا جسطرح اور آسمانون پر دیکھا تھا جب ساتوین
آسمان پر گیا تو وہان ایک بزرگ کو دیکھا کہ اُن کی ڈاڑھی اور
سر کے بال سفید تھے اور ایک کرسی پر بیٹھے ہوے تھے مین نے کہا یہ کون ہین
جو اس مرتبہ اور باین درجہ کو پہونچے ہین جبرئیل ؑ نے کہا یہ آپکے باپ ابراہیم
ہین پس مین نے سلام کیا اُنھون نے بھی سلام کیا اور دعا کی اور وہان بھی
مثل اور آسمانون کے ملائکہ خشوع دیکھے سبنے میرے واسطے اور میری امت کے
واسطے بشارت دی اور اُس آسمان پر مین نے نور کے دریا دیکھے کہ چمک رہے
تھے کہ اُسکی چمک سے آنکھ جھپکتی تھی اور بہت سے دریا ظلمت کے دیکھے اور
بہت سے دریا برف کے دیکھے جب ان عجائبات کے دیکھنے سے مجھے خوف طاری
ہوا تو جبرئیل ؑ نے تسکین دی اس سبب سے مجھکو اُن عجائبات کے دیکھنے کی
قوت ہوئی جبرئیل ؑ نے کہا ای محمد ؐ آپ اسی کو بہت سمجھتے ہین حالانکہ ابھی آپنے
کچھ نہین دیکھا ہی اسقدر تو اُسکی عظمت و جلال و قدرت و کمال کے سامنے کچھ
حقیقت نہین خدا کی عظمت و قدرت کہین اس سے بڑھی ہوئی ہی تحقیق کہ خدا اور
اُسکی مخلوقات کے درمیان بہتر نوے ہزار حجاب ہین حالانکہ درمیان محل صدر

وحی خدا اور ذوی العقول کے نوے ہزار حجاب ہین اور سب ملائق سے بڑھکر
نزدیک تر محل صدور وحی سے ہین ہون اور اسرافیل ؑ ہین اور میرے اور اسرافیل ؑ
کے درمیانمین بھی چار حجاب ہین ایک حجاب نور دوسرے حجاب ظلمت تیسرے
حجاب ابر چوتھے حجاب آب الغرض حضرت فرماتے ہین منجملہ حجابات کے ایک
مرتفع دیکھا جسکے پانون ساتوین طبقہ زمین پر تھے اور اسکا سر عرش پر تھا جب
دونون پرون کو وہ کھولتا تھا تو ایک مشرق مین اور دوسرا مغرب مین پہونچتا تھا
اور وہ تسبیح خدا کرتا تھا صبح کے وقت وہ اپنے پرون کو کھولدیتا ہی اور ہلا کرتا ہوا
بلند اسطرح تسبیح خدا کرتا ہی سبحان اللہ الملک القدوس سبحان اللہ
الکبیر المتعال لا الہ الا اللہ الحی القیوم جب اسکی آواز بلند ہوتی ہی تو زمین کے مرتفع
بھی پہاڑ کر آواز بلند تسبیح خدا کرتے ہین جب فرشتہ چپ ہوجاتا ہی تو یہ سب مرتفع
جی چپ ہوجاتے ہین اور اسکے اوپر کے پر سفید اور نیچے کے سبز ہین وہ پر عجیب
اور سبزی ملکر ایسے خوشنما معلوم ہوتے ہین جسکی نظیر نہین ہوسکتی پھر مین
جبرئیل ؑ کے ساتھ روانہ ہوا یہانتک کہ بیت المعمور مین داخل ہوا اور دو رکعت
نماز پڑھی جب وہانسے نکلا تو دو نہرین دیکھین ایک کو نہر کوثر کہتے ہین اور دوسری
کو نہر رحمت نہر کوثر سے مین نے پیا اور نہر رحمت سے غسل کیا اور یہ دونون نہرین
میرے ساتھ تھین یہانتک کہ مین بہشت مین داخل ہوا دونون کنارے پر
اُس نہر کے اپنے اور اپنے اہل بیت اور ازواج طاہرہ کے گھرون کو دیکھا
ایک لڑکی کو مین نے دیکھا کہ نہرہاے بہشت مین غوطہ مارتی ہی مین نے کہا
تو کسکے واسطے ہی اُسنے کہا زید بن حارثہ کے واسطے جب مین زمین پر آیا تو
زید کو بشارت دی اور مین نے بہشت کی چڑیون کو اونٹ کے برابر دیکھا
اور وہان کے انار کو ڈول کے برابر دیکھا اور بہشت مین ایک درخت کو

دیکھا اتنا بڑا تھا کہ اگر ایک مرغ کو اسکی جڑ کی پاس چھوڑ دین تو سات
برس مین بھی اسکے گرد نہین گھوم سکتا کر کی گھر بہشت مین ایسا نہین
جسمین اسکی شاخ نہ پہونچی ہو مین نے پوچھا یہ کون درخت ہی جبرئیل نے
کہا یہ طوبے ہی جسکو خدا فرماتا ہی طوبی لھم وحسن مآب حضرت فرماتے
ہین جب مین بہشت مین داخل ہوا تو جبرئیل سے پوچھا یہ دریا سب
کیسے تھے کہا وہ سب پردہ ہاے حجاب ہین اگر وہ دریا نہوتے تو عرش
کا نور ان چیزون کو جو اسکے نیچے ہین جلا دیتا پھر وہانسے مین سدرۃ المنتہے
پر پہونچا کہ ہر پتہ اسکا ایک بڑی جماعت کو سایہ کر سکتا ہی پھر وہانسے
درجۂ قرب معنوی خدا تک پہونچا اور مرتبۂ قاب قوسین او ادنے سے
سرفراز ہوا اور اپنے پروردگار کی مناجات کے قابل ہوا پس خدا کی
جانب سے آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ پس مین نے
اپنی طرف سے اور اپنی امت کیطرف سے جواب یا والمؤمنون کل اٰمن باللہ
وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ پھر مین نے کہا
سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر پھر خدا نے فرمایا لا یکلف
اللہ نفسا الا وسعھا لھا ما کسبت وعلیھا ما اکتسبت پس مین نے کہا
ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا خدا نے فرمایا مین نے واخذہ
نہ کرونگا تجھسے مین نے کہا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین
من قبلنا خدا نے فرمایا مین بار نکرونگا پس مین نے کہا ربنا ولا تحملنا
ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت
مولانا فانصرنا علی القوم الکافرین پس خدا نے فرمایا مین نے
دیا تجھکو جو تو نے اپنے واسطے اور اپنی امت کے واسطے طلب کیا

مسلک یازدہم بیان مین وفات آنحضرتؐ کے

واضح ہو کہ روز اور تاریخ وفات مین آنحضرتؐ کی بہت اختلاف ہی مشہور بنا بر مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے تاریخ وفات آنحضرتؐ کی اٹھائیسوین ماہ صفر روز دوشنبہ کا ہی جب حضرتؐ بیمار ہوے تو بروایت فریقین سب لوگون سے فرمایا انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی مین تم لوگون مین دو چیز گران قدر چھوڑے جاتا ہون ایک تو کتاب خدا دوسرے میرے اہلبیتؑ ہین جبتک ان دونون کا دامن پکڑے رہوگے کبھی گمراہ نہوگے اور بنا بر روایت صحیح مسلم بعد امر تمسک بہ ثقلین کے تین مرتبہ فرمایا اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی یعنے مین تم لوگون کو یاد خدا دلاتا ہون دربارہ رعایت حقوق اہلبیتؑ پھر فرمایا مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا غرق یعنے مثال میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کے ہی جو اوسپر سوار ہوا اسنے نجات پائی اور جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دریاے ضلالت مین غرق ہوا دیکھنا چاہئے کہ اہلبیتؑ کے بارے مین پیغمبر خدا نے لوگون سے کسقدر تاکید مین کی تھین مگر بعد حضرت رسول خدا کے کون کہے آنحضرتؐ کے سامنے ہی سے منافقین امت اہلبیتؑ سے منحرف ہوگئے یعنے جب حضرتؐ نے آخر وقت مین فرمایا ائتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ایک دوات اور کاغذ لاؤ تم لوگ دوات قرطاس کہ ہم لکھ دین ایک ایسا نوشتہ کہ پھر کبھی قیامت تک گمراہ نہوگے اسوقت عمر نے کہا انکو ہذیان ہوگیا ہی درد کا غلبہ ہوا ہی اس لکھنے کی کچھ ضرورت نہین ہمکو فقط قرآن کافی ہی اور بہت سے منافقین عمر کے کہنے مین شریک ہوگئے

صد ۴۲ ۴
تعاریف کلام

افسوس باوجودیکہ پیغمبر خدا نے بارہا اہلبیت کے عمر نے کچھ خیال نکیا حضرت
رسول کے سامنے ہی سے اہلبیت کا دامن چھوڑ دیا اور کہا فقط کتاب خدا
کافی ہے یعنے اہلبیت سے کچھ مطلب نہین جیسا اسکو انشاء اللہ ہم تفصیل مقام
مین لکھینگے کہ عمر نے خیال کیا کہ ایسا نہو کہین علی کیواسطے خلافت لکھدین اور
اسی خیال سے کہ ایسا نہو علی ہماری غیبت مین خلیفہ ہوجائین لشکر اسامہ
سے بھی تخلف کیا اور اسامہ کی حکایت یہ ہے کہ اسی زمانہ بیماری مین حضرت نے
خیال کیا کہ اگرچہ ہم اسقدر اہتمام علی کی خلافت کے واسطے کرتے ہین مگر یہ
منافقین جبتک یہان رہینگے علی کو خلیفہ نہونے دینگے ان سبکو یہان سے
کسیطرح نکالنا چاہیے پس حضرت نے اسامہ کو بلاکر فرمایا تم روم کی لڑائی
جاؤ مین نے تمکو سردار لشکر کیا پس حضرت نے بہت سے اصحاب کو جنمین
ابوبکر و عمر وغیرہ بھی تھے اور جن لوگونسے خائف تھے سبکو اسامہ کے ماتحت
کرکے حکم کوچ کا دیا منافقین کہنے لگے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک غلام زادہ
ہمارا سردار ہو اور ہم اسکی تحت حکومت ہوکے رہین پیغمبر خدا نے فرمایا جنگ
موتہ مین (جسمین جعفر طیار رضہ شہید ہوے تھے) مین نے اسامہ کے باپ کو
(یعنے زید کو) تم سب کا سردار کیا تھا وہان تم لوگون نے عذر نہین کیا کہ ہم
غلام کے ماتحت ہوکر نہین لڑینگے اب عذر کرتے ہو کہ اسکے بیٹے کی سرداری
ہمکو قبول نہین ہے پس بروایت ملل و نحل حضرت نے ان سب سے فرمایا
جهزوا جيش اسامه لعن الله من تخلف عنها ابھی تم سب اسامہ کے
ساتھ روانہ ہو جو شخص لشکر اسامہ سے جدا ہو خدا اسپر لعنت کرے غرض
جب وہ لوگ جبراً قہراً تھوڑی دور گئے تو بعض منافقین (جو جو منصوبے
پہلے سے باندھے تھے انکو خیال کرکے) بہانہ سے کہنے لگے رسول خدا بیمار ہین

ایسے وقت مین ہم انکو چھوڑکر لڑائی پر نہین جاسکتے یہ کہکر وہ سپاہ وہانسے پھرا لعنت خدا کا بھی کچھ خیال نہ کیا اور حکم رسول کو نہ مانا سمجھنا چاہیے اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے کہ اگر رسول خدا کو ابوبکر و عمر کا خلیفہ ہونا منظور ہوتا تو ایسے وقت مین کہ زمانہ وفات کا حضرت کی قریب تھا کیون لڑائی پر اتنی دور و دراز ان سبکو بھیجدیتے اور حضرت علیؑ کو اپنے پاس رکھ لیتے چونکہ حضرت ما فی الضمیر سے اُن لوگونکے مطلع تھے اس سبب سے انکو مدینہ سے باہر روانہ کردیا تھا اور حضرت امیرالمومنینؑ کو اپنے پاس رکھ لیا تھا تاکہ جو لوگ ارباب شعور ہین وہ سمجھ جائین کہ یہ تینون قابل خلافت کے نہین ہین اور یہ بھی انصافاً دیکھنا چاہیئے کہ اگر ابوبکر و عمر قابل درجہ خلافت کے رہتے تو پیغمبر خدا اُنکے اوپر اسامہ کو سردار اور امیر کرکے کبھی روانہ نہ کرتے بلکہ انہین سے کسیکو سردار لشکر کرتے کیونکہ جو ایسے مرتبہ خلافت کا کہ تالی مرتبہ نبوت ہی قابل ہو وہ کیونکر کسیکے ماتحت حکومت ہو سکتا ہی جیساکہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام کو کبھی پیغمبر خداؐ نے کسیکے ماتحت حکومت نکیا بلکہ ہر جگہ اُنھین کو سب کا سردار کیا اور چونکہ پیغمبر خدا نے اسامہ کو ابوبکر و عمر کا سردار کیا تھا اسی سبب سے اُسامہ نے ابوبکر سے بیعت نکی اور کہا کل کی بات ہی کہ پیغمبرؐ نے ہمکو انکا سردار انکو ہمارا تابع اور فرمان بردار کیا تھا آج یہ ہمارے سردار بینگے بلکہ انکو چاہیئے کہ ہماری بیعت کرین اور خلافت ہماری حوالہ کرین آور یہ امر بھی قابل غور ہے اور سمجھنے کی بات ہی کہ جو شخص چند آیات قرآنی کے حکم کے پہونچانیکی چند خصوصیت اوپر زمانہ رسول خدا مین قابلیت اور لیاقت نرکھتا ہو بلکہ خدا اور رسول کیطرف سے وہ سورہ اُس سے چھین لیا جائے اور دوسرے کو دیدیا جائے وہ شخص بالکل احکام شرع اور تمام امور دین و دنیا کو بعد رسول خدا کے

کل خلایق سے اوپر کہو نکر پہونچا سکتا ہی اور تمام احکام الہی و کل شرایع نبوی کیونکر الفاظ
کر سکتا ہی اکبر مفسرین و محدثین لکھتے ہین اور صحاح اہلسنت مین موجود ہے
کہ جب سورہ برات نازل ہوا پیغمبر خدا نے ابو بکر کو بلایا اور فرمایا کہ اس سورہ کو
(یعنے دس آیتین جو ما قبل کی ہین) لیکر جا اور اہل مکہ کے اوپر پڑھ غرض جب
ابو بکر نے تھوڑی راہ طے کی تو فوراً پیغمبر خدا نے قبلہ دنیا و دین جناب امیر المومنین
علیہ السلام کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ جلد جاؤ اور ابو بکر سے سورہ برات
کو لیلو اور تم جا کر اہل مکہ کے اوپر پڑھو غرض جناب امیر تشریف لیگئے
اور راہ مین ابو بکر سے اُس سورہ کو لے لیا ابو بکر نے غمگین ہو کر واپس
گھر کا راستہ لیا اور پیغمبر خدا کی خدمت مین آکر سبب پوچھا حضرت نے
فرمایا اسوقت جبرئیل مرخدا کی جانب سے نازل ہوے اور کہا کہ اسکو
کوئی نہین پہونچا سکتا مگر تو یا کوئی شخص تیرے اہلبیت مین سے آپ
ہم رجوع کرتے ہین اصل مطلب کی طرف ابن عباس رض سے منقول
ہی کہ جب حضرت رسول م بستر بیماری پر پڑے تھے تو سب اصحاب گرد
حضرت م کے جمع تھے عمار بن یاسر اُٹھکر کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر
فدا ہون یا رسول اللہ ص جب آپ دنیا سے تشریف لیجائینگے تو ہم مین سے
کون غسل دیگا فرمایا میرا غسل دینے والا علی ابن ابی طالب م ہی
ہر عضو کے دھونے مین ملائکہ اُسکی اعانت کرینگے پھر مین نے کہا
آپ پر نماز کون پڑھیگا فرمایا چپ ہو خدا تم پر رحم کرے پھر حضرت
امیر المومنین م کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ای علی م جب میری روح
یہان سے نکل جائے تو تم مجھکو غسل دینا اور ان دونون کپڑون سے
جسکو مین پہنے ہون یا بردیمانی سے میرا کفن کرنا اور اٹھا کر قبر کے

کنارے رکھنا پہلے جو شخص مجھپر نماز پڑھیگا اور درود بھیجیگا وہ خداوند عالم ہوگا بعد اسکے
جبرئیل ؑ افواج ملائکہ کے ساتھ مجھپر نماز پڑھینگے پھر وہ فرشتے جو عرش الٰہی کو احاطہ
کیئے ہوے ہین بعد اسکے ہر آسمان کے رہنے والے یکے بعد دیگرے مجھپر نماز پڑھینگے
بعد اسکے میرے اہلبیت ؑ مجھپر نماز پڑھینگے پھر فرمایا اے بلال لوگون سے کہو مسجد مین
جمع ہون جب لوگ جمع ہوے حضرت نے عمامہ باندھا اور گھر سے مسجد مین آئے
اور منبر پر تشریف لیگئے اور حمد و ثناے الٰہی بجا لاے اور فرمایا اے گروہ اصحاب
مین تمھارے واسطے کیسا پیغمبر تھا کیا مین نے جنس نفیس جہاد نہین کیے کیا میرے
دانت شکستہ نہین ہوے کیا میری پیشانی کو کفار نے خاک و خون مین آلودہ نکیا
کہ خون میرے چہرہ پر جاری ہوا اور ڈاڑھی رنگین ہوگئی کیا مین اپنی قوم سے متحمل
رنج و مشقت کا نہوا کیا مین نے پتھر کو بھوک سے اپنے شکم پر باندھا اور امت
کو سیر کیا سب نے کہا ہان یارسول اللہ ؐ آپنے رنج و مشقت مین صبر کیا اور بڑی چیز دینے
ہم لوگون کو منع کیا خدا آپکو جزاے خیر دے حضرت نے فرمایا خدا تمکو بھی جزاے
خیر دے اس بات کو جانو خدا نے قسم کھائی ہی کہ اس سے کوئی ظالم بچکر نہ جائیگا کسی کا
ظلم اسپر چھپ نہین سکتا اب مین تم سب لوگونکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ جس کسی کا
محمد ؐ کے اوپر مظلمہ ہو وہ اٹھ کھڑا ہو اور اپنا عوض لے کیونکہ دنیا کا قصاص میرے
نزدیک بہتر ہی کہ عقبے مین ملائکہ اور انبیا کے سامنے قصاص لیا جاے پس ایک
شخص ایک کنارے سے اٹھ کھڑا ہوا کہ نام اسکا سواد بن قیس تھا کہنے لگا
یارسول اللہ ؐ جب آپ طائف سے آتے تھے تو مین آپکے استقبال کو گیا تھا آپ اسوقت
ناقہ عضبا پر سوار تھے اور عصاے ممشوق ہاتھ مین تھا جب آپنے اسکو اونٹ کے
واسطے اٹھایا تو وہ میرے پیٹ پر لگا مین نہین جانتا کہ عمداً تھا یا خطاً فرمایا معاذ اللہ
عمداً ہو پھر فرمایا اے بلال خانۂ فاطمہ ؑ مین جاؤ اور وہی عصا لے آؤ جب بلال مسجد کے

باہر گئے تو بازار مدینہ مین پکارتے تھے کون ایسا ہی جو قبل قیامت کے اپنے نفس سے
قصاص ادا کرے کہ پیغمبر اسوقت اپنے سے قصاص ادا کرتے ہین غرض جب
وہ دروازہ پر جناب فاطمہ ع کے پہونچے تو دروازہ کھلوایا اور کہا ای فاطمہ ع تمھارے
باپ نے عصاے مشوق طلب کیا ہی جناب سیدہ ع نے فرمایا ای بلال رض آج
عصا کا کیا کام ہی بلال نے کہا ای فاطمہ ع کیا تم نہین جانتین کہ تمھارے باپ منبر پر
جاکر رخصت ہو رہے ہین جناب سیدہ ع نے جب وداع کا لفظ سنا ایک فریاد
کی اور رونے لگین غرض جب بلال عصا لیکر مسجد مین آئے تو حضرت نے سوادہ کو اپنے
پاس بلایا اور فرمایا اب تو مجھ سے اپنا عوض لے اسنے کہا یا رسول اللہ اسوقت
میرا پیٹ کھلا ہوا تھا حضرت نے بھی شکم مبارک کو کھولدیا تب اسنے عرض کی اگر اجازت
ہو تو مین اپنا منھ آپکے شکم پر رکھون حضرت نے اجازت دی اسنے دوڑکر شکم
مبارک کا بوسہ لیا اور کہنے لگا مین پناہ مانگتا ہون غضب خدا سے کیونکر ہوسکتا ہی
کہ رسول خدا ص سے مین عوض لون حضرت نے فرمایا ای سوادہ تو قصاص لیگا
یا معاف کریگا اسنے کہا مین نے معاف کیا حضرت نے فرمایا خدا بھی تیرے گناہ کو معاف
کرے بعد اسکے آپ منبر سے اترے اور ام سلمہ رض کے گھر گئے اور فرماتے تھے خدایا
میری امت کو آتش جہنم سے بچانا اور حساب کو اوپر آسان کرنا ام سلمہ رض نے کہا
یا حضرت آپکا رنگ مبارک متغیر کیون ہی آپ غمگین کیون ہین فرمایا اسوقت جبرئیل ع
میری موت کا پیام لیکر آئے تھے اب تمپر میرا سلام ہو کہ بعد اسکے پھر محمد کی آواز
نہ سنوگی ام سلمہ رض یہ سنکر باواز بلند رونے لگین حضرت ص نے فرمایا میری نور دیدہ
فاطمہ زہرا ع کو بلاؤ یہ کہکر بیہوش ہوگئے جب حضرت فاطمہ ع آئین اور اپنے باپ کو
اس حال سے دیکھا تو داڑھین مار کر رونے لگین اور کہتی تھین میری جان آپ پر
فدا ہو مین دیکھتی ہون کہ آپ سفر آخرت کا قصد رکھتے ہین اور موت کا لشکر ہر طرف

آپکو گھبرے ہوے ہی کیا ہی جو اپنی بیٹی سے کچھ بات بھی نہین کرتے کچھ تسلی و تسکین نہین دیتے جب حضرت نے اُنکی آواز سُنی غش سے آنکھین کھولدین اور فرمایا ای بیٹی اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون میرا سلام تمپر ہو جناب فاطمہؑ نے جو یہ سُنا دل بھر ایک آہ کھینچکر کہا ای بابا اب قیامت مین آپسے کس جگہ ملاقات ہوگی فرمایا اُس جگہ جہان خلائق کا حساب ہوتا ہوگا جناب فاطمہؑ نے کہا اگر وہان نہ پاؤن تو کہان ڈھونڈھونگی فرمایا مقام محمود مین جہان گنہگارون کی شفاعت کرونگا کہا اگر وہان بھی نہ پاؤن تو کیا کرونگی فرمایا پل صراط کے پاس تلاش کرنا کہ جسوقت میری اُمت صراط سے گذرتی ہوگی مین وہان کھڑا ہونگا جبرئیلؑ میری داہنی طرف اور میکائیلؑ بائین طرف اور سب فرشتے آگے اور پیچھے میرے کھڑے ہونگے اور سب درگاہ خدا مین دعا کرتے ہونگے کہ پروردگارا امت محمدؐ کو پل صراط سے سلامت لیجا اور حساب کو اُنپر آسان کر جناب سیدہؑ نے پوچھا میری ماں خدیجہؓ کہان ہین فرمایا ایک قصر مین ہین جسکے چار دانطرف بہشت ہی یہ کہکے حضرت پر بیہوش ہوگئے اور خدا سے لو لگائی جب بلال رضؓ نے اذان دی تو حضرت کو ہوش ہوا اور مسجد مین آئے اور نماز کو بتخفیف ادا کیا جب فارغ ہوے تو حضرت علیؑ کو بلا بھیجا اور فرمایا مجھکو فاطمہؑ کے گھر لیچلو جب حضرت وہان آئے تو اُنکی گود مین سر رکھکر آرام کیا جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے اپنے نانا کا یہ حال دیکھا تو زار زار رونے لگے اور فرمایا ہماری جان آپ پر فدا ہون یہ آپکا کیا حال ہی پس حضرتؐ نے اُن دونون فرزندون کو اپنے پاس بلا کر گلے سے لگا لیا اسی حالت مین ملک الموت نازل ہوے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ آپنے فرمایا علیک السلام پھر فرمایا ای ملک الموت تمسے ایک حاجت ہی ملک الموت نے کہا وہ کیا ہی فرمایا اتنا ٹھہر جاؤ کہ جبرئیلؑ میرے پاس آلین اور وہ مجھپر سلام کرین اور مین اُنپر سلام کرون وہ مجھسے رخصت ہولین اور مین

رخصت ہولون پس ملک الموت باہر آئے اتنے مین جبرئیل م بھی آسمان سے
پہونچے ملک الموت سے ملاقات دی پوچھا تمنے روح قبض کی اُنھون نے کہا ابھی نہین
اسلیئے کہ پیغمبر نے خواہش کی کہ تم آلو اور وہ تمسے رخصت ہولین تب روح قبض
ہو جبرئیل م نے کہا ای ملک الموت تم نہین دیکھتے کہ اُنکے اشتیاق مین آسمان کے
دروازے کھلے ہوے ہین بہشت مین حورین اپنے تئین آراستہ کیے ہوے ہین بعد
اسکے جبرئیل م حضرت کے پاس آے اور کہا السلام علیک یا ابا القاسم آپنے فرمایا
وعلیک السلام پھر فرمایا ای جبرئیل م ایسی حالتمین مجھکو تنہا چھوڑے جاتے ہو جبرئیل
نے کہا ای محمد م آپکو مرنا ضرور ہی اور سب کسیکے واسطے موت درپیش ہی اتنے مین
ملک الموت بھی آپہونچے جبرئیل م سے اُنسے کہا ای ملک الموت وصیت خدا دربارہ
قبض روح محمد کے خیال رکھنا پس جبرئیل م داہنی طرف کھڑے ہوے اور
میکائیل م بائین طرف اور ملک الموت سامنے روح قبض کرنے مین مشغول ہوے
ابن عباس رض کہتے ہین کہ وہ حضرت بار بار فرماتے تھے بلاؤ میرے حبیب کو جب
کوئی آتا تھا تو اُسکی طرف سے منھ پھیر لیتے تھے حضرت فاطمہ ع نے کہا مین سمجھتی
ہون کہ علی ع کو بلاتے ہین یہ کہکر حضرت گئین اور جناب امیر ع کو بلا لائین جب نظر
پیغمبر خدا ص کی حضرت امیر ع پر پڑی بہت خوش ہوے اور فرمایا ای علی ع ہمارے پاس
آؤ یہانتک کہ ہاتھ پکڑکے اپنے پاس بٹھالا اور پھر بیہوش ہوگئے اسی حال مین
امام حسن ع اور امام حسین ع نے بھی حضرت کو دیکھا تو وہ دونون شاہزادے
واجداہ واجداہ کی فریاد کرنے لگے اور اپنے تئین آنحضرت کے سینہ پر گرادیا حضرت
امیر ع نے چاہا کہ اُنکو ہٹا دین کہ رسول خدا ہوش مین آئے فرمایا ای علی چھوڑ دو
میرے ان دونون پھولون کو کہ مین اُنکی بو سونگھلون اور یہ میری بو سونگھ لین
مین اُنسے رخصت ہولون یہ مجھسے رخصت ہو لین کہ یہ سب بعد میرے مظلوم ہونگے

اور یہ دونون شہید ہونگے خدا لعنت کرے اُسپر جو آپپر ظلم کرے بعد اسکے جناب امیر المومنین ع کو اپنے پاس لحاف کے نیچے چھپا لیا اور منھ اپنا منھ پر آنحضرت کے رکھدیا اور بروایت دیگر اپنا منھ کان پر رکھدیا اور بہت سے اسرار الٰہی و علوم غیر متناہی تعلیم کیے یہانتک کہ حضرت ص نے انتقال کیا اور جناب امیر ع لحاف سے باہر آئے اور سبکو امر بصبر فرمایا اُسوقت اہلبیت ع مین آواز رونے اور پیٹنے کی بلند تھی اور کچھ لوگ جو مومنین مخلصین تھے وہ بھی اس مصیبت مین شریک تھے ابن عباس رض کہتے ہین کسی نے حضرت امیر ع سے پوچھا کہ آپسے رسول خدا ص نے لحاف کے نیچے کیا باتین کین فرمایا حضرت ص نے مجھکو ہزار باب علم کے تعلیم کیے کہ ہر باب سے ہزار باب ظاہر ہوتے ہین

سبیل چہارم امامت مین

اور اسمین ایک شعبہ اور نو مسلک ہین **شعبہ** تعریف امام مین امام وہ شخص ہے کہ جو منصوص من اللہ ہو اور مقتدا اور پیشوا سب کا کل امور دین اور دنیا مین ہو مثل پیغمبر کے یہ نیابت اُن پیغمبر کے نہ بسبیل استقلال

مسلک اول بیان مین وجوب نصب امام کے

جاننا چاہیئے کہ نظر بحکمت و مصلحت خدا کو امام کا مقرر کرنا ضرور ہے کئی دلیلونسے **اوّل** یہ کہ جو دلیلین وجوب بعثت پیغمبر پر دلالت کرتی ہین جیسا ہم مبحث نبوت اس مقام وجوب بعثت مین لکھ چکے ہین وہی دلیلین بعینہا یا مثل اُنکے وجوب نصب امام پر بھی دلالت کرتی ہین **دوسرے** یہ بات ظاہر ہے کہ پیغمبر خدا جو واسطے ادائے رسالت اور تبلیغ احکام شریعت کے مبعوث ہوے تو کچھ مخصوص اپنی ہی زمانہ تک کے واسطے مبعوث نہوے تھے بلکہ ہمیشہ کے واسطے نبی تھے اور حکم اُنکا قیامت تک باقی ہے اور وہ حضرت اسی مدت قلیل مین اپنی امت کے واسطے

ایک کتاب مجید بھی لاہئے کہ جسمین محکم و متشابہ مطلق و مقید عام و خاص سب ہی
ہین اور ایک شریعت تازہ مقرر کی جسمین ہر کام کے آداب و سنن و احکام متعلق
بامور دنیا و آخرت جیسے کھانا پینا طہارت خانہ جانا مباشرت و معاشرت کرنا اور میرا
و معاملات حدود و تعزیرات نماز روزہ حج و زکوۃ و خمس و جہاد سب ہی کچھ بیان
کیئے با این ہمہ اسی زمانہ مین بہت سے لوگون نے (جو منافق تھے) ان احکام کی
تصدیق نہین کی حضرت رسول ہم برابر درپے انفاذ و اجرا اِن احکام کے رہے
اور اپنے اوپر کیسی کیسی مشقت و رنج گوارا کیا پس کیونکر عقل اس بات کو قبول کرتی
ہے کہ ایسا شخص شفیق اُمت نواز اپنی اُمت کے درمیان مین ایک کتاب مجمل و عام
جس سے بہت سے مطلب نکلتے ہین ہر شخص اپنے طور پر اُسکا مطلب لگا سکے چھوڑ جائے او
کوئی اُسکا مفسر اور اصل معنی بتانے والا مقرر نکر جائے بلکہ اسیطرح مہمل چھوڑ دے
کہ سب دریائے حیرت و ضلالت مین پڑے غوطے کھایا کرین اور خود ایکبارگی سب
امت سے ہاتھ اٹھالے اور کسیکو سرپرست اور شفیق اپنی پیاری امت کے واسطے مقر
نکر جائے کہ وہ اُن لوگون کی سرپرستی کیا کرے اُن احکام شریعت کا (جنکے اجرا مین
پیغمبر نے کیسی کیسی مشقت اُٹھائی) حافظ و نگہبان رہے مسائل حلال و حرام کو بیان
کیا کرے جو امر مشکل اور معاملات دشوار درپیش ہون حل کیا کرے اور کل امت
کی رائے پر (جسمین موافق و منافق و دیندار و دنیادار فسّاق و فجار زاہد و ابرار سب
تھے) چھوڑ دے کہ وہ لوگ بموجب اپنی خواہش کے جسکو چاہین خلیفہ بنالین اگرچہ
وہ شخص جاہل محض ہو لکھنا پڑھنا کچھ نہ جانتا ہو مسائل حلال و حرام سے بھی واقف
نہو بلکہ جب کوئی مسئلہ غامض پوچھے تو منھ دیکھکر رہجائے اور غیر لوگون سے پوچھ
پوچھکر جواب دیا کرے حاشا و کلا کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون
الا کذبا تعالیٰ سے یہ بات ظاہر ہی کہ جتنے انبیا گذرے ہین جبتک کہ وہ لوگ

بحکم خدا اپنی زندگی مین خلیفہ مقرر نہین کرتے تھے تب تک دنیا سے انتقال نہین کرتے تھے جیسے حضرت آدمؑ کے وصی شیث تھے اور نوحؑ کے وصی سام اور موسیٰؑ کے وصی یوشع اور سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا اور عیسیٰؑ کے وصی شمعون بن فرخیا تھے وہکذا پس یہ کیونکر ہو سکتا ہی کہ پیغمبر آخرالزمان صلعم جو سب انبیا سے افضل و اکمل تھے وہ برخلاف ان سب کے کسیکو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر نہ کر جائین اور یہ نکتہ بھی قابل غور کے ہی کہ جس نبی کا جو کوئی وصی ہوا وہ اُسکے عزیز و قرین سے تھا نہ غیر کوئی فھضنا کذالک فتدبر چوتھے امامت مثل مرتبہ نبوت ہی پس جیسا امام لوگون کی رائے سے بنا لینا جائز ہو گیا تو چاہیے کہ نبی کو بھی لوگ اپنے اختیار سے مقرر کر لیا کرین حالانکہ یہ باطل ہی اسیطرح امام کو بھی چاہیے کہ خدا کی جانب سے منصوص ہو اور بحکم خدا پیشوائے خلائق اور ہادی امت ہو

مسلک دوم شرائط امامین

بحسب مشہور امام مین تین شرطین ہونی ضرور ہین پہلی یہ کہ امام کو چاہیے کہ سب باتون مین تمام امت سے افضل ہو مثل شجاعت و سخاوت و مروت و خلق و دیگر صفات کمالیہ خصوصاً علم کے والا تفضیل مفضول و ترجیح مرجوح لازم آئیگی اور یہ قبیح ہی حق تعالےٰ فرماتا ہی ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون آیا برابر ہو سکتے ہین وہ لوگ جو جانتے ہین اور وہ لوگ جو نہین جانتے پھر فرماتا ہی فمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امّن لا یھدی الا ان یھدیٰ فما لکم کیف تحکمون آیا جو شخص کہ ہدایت کرتا ہی راہ حق کیطرف وہ سزاوار تر ہو اس بات کا کہ پیروی کیا جاوے یا وہ شخص جو خود راہ ہدایت نہین پاتا مگر یہ ہدایت کیا جاوے کیا ہوا ہی تم لوگون کو کیونکر حکم کرتے ہو اس سے ثابت ہوا کہ عالم و ہادی کے ہوتے ہوئے شخص غیر عالم و غیر مستدی کبھی ترجیح نہین دیا جاتا

دوسری امام کو چاہیئے کہ معصوم ہو اور یہ بات اجماعیات امامیہ سے ہی او
دلائل عقلی و نقلی کتاب و سنت سے اس بارے مین بہت ہین منجملہ دلائل عقلیہ کے
یہ ہی کہ امام واسطے زجر اور روکنے خلائق کے افعال قبیحہ اور گناہون سے ہوتا
پس اگر معصوم نہو تو خود محتاج زاجر کا ہوگا اور اگر وہ زاجر بھی معصوم نہو تو خود محتاج
ہوگا کسی دوسرے زاجر کا وہلم جرًا اور مصداق خود فضیحت دیگرے بالبدیہت کے ہوگا
اور قرآن سے آیہ لا ینال عہدی الظالمین یعنے عہد امامت ظالمون کو نہین
پہونچتا اسکا شاہد ہی کیونکہ ہر فاسق ظالم لنفسہ ہی پس سزاوار عہد امامت نہین
ہو سکتا اور نیز آیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ہی یعنے اطاعت
کرو تمکو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور انکی جو صاحبان حکم تم لوگون مین
ہون اس سے بھی عصمت مفہوم ہوتی ہی کیونکہ اس سے اتحاد اطاعت خدا و رسول
اور اولی الامر ثابت ہوتا ہی اور اطاعت خدا اور رسول اطاعت مطلقہ ہی پس اطاعت
اولی الامر بھی اطاعت مطلقہ ہوگی ورنہ اطلاق ایک لفظ کا ایک ہی مقام پر دو
معنون مین لازم آویگا اور یہ بالبداہتہ باطل ہی اور صاحب اطاعت مطلقہ ضرور
ہی کہ معصوم ہو ورنہ اطاعت فی المعصیتہ لازم آویگی ولا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق
اور بھی آیہ تطہیر برہان مین اوپر عصمت کے ہی اور احادیث مین سے یدور الحق
مع علی حیث دار ہی یعنے حق علیؑ کے ساتھ پھرتا ہی جدھر وہ پھرتے ہین جیسا
کہ صحاح اہلسنت مین ہی اور دوران حق ساتھ کسیکے بدون عصمت محال ہے
اسلیے کہ خطا و معصیت حق نہین ہو سکتے بالجملہ اکثر وہ دلائل جو عصمت انبیا پر قائم
ہوے ہین بعینہا عصمت ائمہ مین بھی جاری ہین فلا تعقل مگر اہلسنت نے جب
دیکھا کہ اس شرط کے لگانے سے تو بڑی مشکل پڑیگی ہمارے امام اور خلفاء ثلثہ
کی خلافت تو بالکل باطل ہو جائیگی اس سبب سے وہ معصوم ہونے کے قائل نہین ہین

کیونکہ اونکے خلفاء زمانہ جاہلیت مین برابر بت پوجا کئے شراب پیا کئے ابوبکر نے چالیس برس کے سن مین اسلام قبول کیا بلکہ انکے یہان ثابت ہی کہ امام سے اگر فسق و فجور ظاہر ہو جیسے چوری زنا لواطہ وغیرہ تو بھی اوسکی خلافت نہین جائیگی وہ شخص امام مفترض الطاعۃ باقی رہیگا جیساکہ عقائد نسفی مین ہی لا ینعزل الامام بالفسق والجور یعنے امام سے اگر فسق اور ظلم ظہور مین آوے تو وہ معزول نہوگا حالانکہ حق تعالے فرماتا ہی واما الذین فسقوا فماوٰھم النار یہ لوگ فاسق ہین اونکی جگہ جہنم ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام کو ضرور ہی کہ اول سے آخر عمر تک گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک و پاکیزہ ہو اور بمعنی عصمت کے اور بعض دلائل اوسکے مبحث نبوت کے مسلک دوم مین بیان ہوے انشاء اللہ ھہنا مرۃ ثانیۃ تیسری یہ کہ امام کو چاہیے کہ سید ہاشمی ہو رسول غیر کے والا حسب عالی نسب ہو اور نیز اون عیوب سے جو باعث نفرت خلائق ہو مبرا ہو جیسے جذام و برص و بد خلقی و بخل وغیرہ جیساکہ مبحث نبوت مین بیان ہوا

مسلک سوم طریقہ امام کے پہچاننے کا کئی طرح سے ہی

ایک یہ کہ امام منصوص ہو یعنے رسول یا امام سابق لاحق کے واسطے نص کر جاے کہ یہ بعد ہمارے امام ہوگا جیساکہ بارھون امام مین پایا جاتا ہے **دوسری** یہ کہ امام افضل ہوتا ہے سب صفات کمالیہ مین تمام امت سے یعنے یہ کہ وقت ضرورت و مقابلہ کے اوس سے معجزہ ظاہر ہو جیسطرح محمد بن حنفیہ نے امام زین علیہ السلام سے درباره امامت کے گفتگو ہوئی اور دونون نے حجر اسود کو حکم قرار دیا تو اوسنے محمد بن حنفیہ کا کچھ جواب نہ دیا

اور امام زین العابدین کا جواب دیا اور کہا بیشک آپ امامہین مگر جب
اہل سنت نے دیکھا کہ یہ سب باتین تو ہمارے خلفاء مین پائی نہین جاتین
نہ تو کسیکو رسول نے ان ثلثہ مین سے اپنا خلیفہ مقرر کیا نہ کوئی انمین سے
فی الواقع جمیع امت سے افضل ہے نہ کوئی معجزہ ان لوگونسے ظاہر ہوا اس
سبب سے یہ لوگ ان سب باتونکے امام مین پائے جانیکے قائل نہین ہین بلکہ
کہتے ہین جسکو دس پانچ شخص ملکر خلیفہ بنادین وہی خلیفہ رسول ہی چاہے
وہ شخص کیسا ہی ہو بلکہ اگر ابتداء ایک شخص بھی کسیکو خلیفہ کرے تو وہ خلیفہ
رسول ہو جاویگا جسطرح سقیفہ بنی ساعدہ مین عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنا
پس وہ کل عالم پر مفترض الطاعۃ ہو گئے

مسلک چہارم اثبات امامت و خلافت حقہ قبلہ دنیا و دین جناب امیر المومنین مظہر العجائب والغرائب علی بن ابیطالب علیہ السلام مین

واضح ہو کہ بڑا امر اہم دین اسلام مین اور مسئلہ معرکۃ الاراء مسلمانون مین
امر خلافت ہی سنی کہتے ہین کہ خلیفہ رسول بعد پیغمبر آخر الزمان کے ابوبکر بعد ا
عمر بعد ازان عثمان بعدہ حضرت علی ہین اور شیعہ کہتے ہین ایسا نہین ہے بلکہ
خلیفہ رسول و افضل ترین خلائق بعد او بحضرت کے بلا فصل جناب امیر
علیہ السلام ہین اور حضرت علی کے ہوتے ہوئے (جنکو پیغمبر خدا نے
اشر مقام مین کنایۃً و صراحۃً ہر طرح سے اپنا جانشین قرار دیا تھا) ان اصحاب
ثلثہ کو کوئی عہدہ اور کسی قسم کا منصب خلیفہ نبی کا نہین پونہچتا ہے خلاصہ
مذہب شیعہ مین سیکڑون کتابین اس مطلب کے اثبات مین لکھی گئی
ہین منجملہ انکے ایک کتاب الفین ہے کہ جسمین دو ہزار دلیلین اس مطلب پر

بیان ہوئی ہین لیکن ہم نظر باختصار اولاً اثبات خلافت حقہ جناب امیرؑ مین صرف
ایک ہی آیت اور ایک ہی حدیث پر بمودای ما لایدرک کلہ لا یترک کلہ
کے اکتفا کرتے ہین اور ثانیاً کچھ مطاعن خلفاء ثلثہ جس سے عدم لیاقت خلافت
بلکہ نفاق و ارتداد انکا ثابت ہوتا ہی بطور مشتی نمونہ از خروارے انھین اہلسنت کے
کتابون سے لکھین گے کہ حق و باطل شخص منصف و عاقل پر صاف ظاہر ہو جائیگا
ومن لا یکفیہ الیسیر لا یکفیہ الکثیر اور دشمنان انصاف اور صاحبان عناد
کے لئے تو بیانات شافیہ اور آیات بینات وافیہ خدا اور رسول بکار آمد نہین
یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ الا الفاسقین نہ ایمان
لانا ابوجہل اور ابولہب کا باوجود سمجھانے اور معجزات دکھلانے جناب رسول خدا کے
عبرت کے لیے کافی اور وافی ہے ؎

فہم سخن چون نکند مستمع		قوت طبع از متکلم مجوے

ہدایہ جاننا چاہیے کہ مقام مناظرہ مین چند امور انکا رعایت نہایت ضروری ہے
پہلا امر مناظر کو خواہ کتابۃً ہو خواہ شفاہاً چاہیئے کہ طلب حق مقصود ہو اور ہر مقام سے
باہر ہو کر چار عصبیت پر قدم نہ رکھے مگر ہم حضرات اہلسنت و جماعت کو خصوصاً اون
کو لونکو جو شرح ملا پڑھکے چند حدیثین صحیح بخاری و مسلم کی یاد کر کے نیم ملا ہو گئے ہم دیکھتے ہین
کہ چند رسالے جو تعصب سے بھرے ہوے ہین زبان اردو مین تصنیف کر کے شایع کیے ہین
اور اونمین وہ وہ تدلیس اور تلبیس اور عام فہمی و بیباکی شاہصاحب کے ہر کہ بیانسے باہر ہے
اگر احقاق حق مد نظر ہوتا تو ہرگز تدلیس اور تلبیس عمل مین نہ لاتے تحفہ اور اوسکے جوابات کو
دیکھنے سے ہر فارسی فہم جان سکتا ہے کہ شاہصاحب نے کس قدر مضامین خلاف واقع سے
سخن سازیان فرمائی ہین خدا اسکے جزا اونکو ... ے وقد فعل اور یہ سب اہتمام سخن سازی
نہ تھا مگر اسلیے کہ عوام کالانعام اور ضعفاے شیعہ اونکے دام فریب مین آجائین اور راہ استقامت سے

چھوڑکر مسلک مسلک ضلالت اختیار کرین استغفر اللہ ع او خویشتن گم است کہ را رہبری کند

ایسے ہی لوگونکے نسبت مولوی روم نے کہا ہی ؎

اے بسا ابلیس آدم طلعت است	پس بہر دستے نباید داد دست

دوسرا امر یہ ہی کہ مناظر کو چاہیے کہ حلیم ہو نہ یہ کہ بعض صحابہ کیطرح جسکی صحیح البخاری لفظ وغلظ ہو کیونکہ نفسانیت اور غیظ و غضب کو راہ دینے سے اصل مقصود فوت ہو جاتا ہے خدا فرماتا ہے ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک یعنے ای رسول اگر تو درشت اور تند مزاج ہوتا تو لوگ تیرے پاس سے بھاگ جاتے اور سیرت انبیا سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب وعظ فرماتے تھے اور اثبات حق کرتے تھے تو کفار کسقدر غیظ و غضب مین آتے تھے اور درپے ایذا رسانی و آمادۂ قتل ہوتے تھے یہی حال ہم ان حضرات اہل سنت و جماعت کا دیکھتے ہین کہ جب شیعے وعظ کہتے ہین اور اثبات حق کرتے ہین یا احقاق حق مین کوئی کتاب لکھتے ہین تو یہ حضرات اوسکے جواب سے عاجز اگر بغیظ و غضب درپے ایذا رسانی و آمادۂ قتل ہوتے ہین اور اگر اسکا موقع ہاتھ نہ آیا تو بہ بیچارگی وزبونی واغوثاہ واغوثاہ پکارتے ہوئے کچھر کیطرف دوڑتے ہین اگر مرد میدان ہوتے تو بزبان قلم جواب دیتے نہ یہ مجسمہ صاحب کو اپنا غوث الاعظم بناتے تیسرا امر جسکا لحاظ بہت ضرور ہے یہ ہی کہ مناظر کو چاہیے کہ جس امر کو ثابت کرے اپنے مخالف ہی کی کتاب سے اوسکا ثبوت دے کہ جسکو خود مخالف بھی تسلیم کرے نہ یہ کہ اپنی کتابونسے اپنے دعوے پر ثبوت لائے جسطرح سے اہلسنت فضائل ثلثہ کو صحیح بخاری و مسلم وغیرہ سے ثابت کرتے ہین بھلا خصم اوسکا اس بات کو کب مانیگا واضح رہے کہ غلامان حیدر کرار و شیعیان اہلبیت اطہار کبھی فضائل اہلبیت اور نفاق و ارتداد بعض صحابہ کو مقام مناظرہ مین اپنی کتابونسے نہین ثابت کرتے ہین بلکہ کتب مخالفین ہی سے اپنا اثبات حق کرتے ہین اور جاننا چاہیے کہ اختیار کرنا کسی مذہب اور دین کا بطور سرسری نظر و تخمین بغیر حصول علم و یقین جائز نہین ہے بلکہ چاہیے

کہ جنبہ تعصب سے دور کرے اور انصاف اور حق پسند واختیار کرے اور بدلیل قطعی عقل و نقل متفق علیہ حقیقت مذہب پہچانے نہ یہ کہ بعود بالله آنا وجدنا آبائنا علی امة وانا علی اثارهم مقتدون کے مذہب آبائی پر چلا جاوے اسی سبب سے ہمکو ابتداے شوق کتب بینی مذہب فریقین کا رہا اس خیال سے کہ ان دونو مذہبون میں جو حق ہوگا اوسی کو اختیار کرینگے بعد سیر کتب فریقین کے ہمکو حقیت مذہب امامیہ اثنا عشریہ کے بخوبی ثابت ہوئی اور یہ بات کما حقہ متحقق ہوئی کہ حق جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا نہ خلفاے ثلثہ کے ساتھ اور جناب رسول خدا فرما چکے ہین الحق مع علی وعلی مع الحق حق علی کے ساتھ ہی اور علی حق کے ساتھ ہین وھا انا اشرع فی المقصود متوکلا علی الله الودود

دلیل اول اثبات خلافت حقہ جناب امیر من

ایہ تبلیغ ہی خداوند حمید قرآن مجید مین فرماتا ہی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس یعنے اے رسول جو تمکو خدا کیطرف سے حکم ہوا ہے اوسکو پہنچا دو اگر ایسا نکروگے تو تمنے اوسکی رسالت ہی نہین پہنچائی اور کچھ خوف نکرو خدا تمہاری حفاظت کریگا تفسیر نیشاپوری تفسیر ثعلبی تفسیر درمنثور سیوطی تفسیر اسباب النزول واحدی تفسیر ابن مردویہ تفسیر ابن ابی حاتم تفسیر شاہی کہ یہ سب تفاسیر معتبر اہل سنت سے ہین اور شاہ عبد العزیز دہلوی اور انکے شاگرد رشید الدین خان اور صاحب منتہی الکلام نے ان تفاسیر کے مشہور و معتبر ہونے کا جابجا اقرار کیا ہے ان تفسیرون مین بتفاوت یسیر منقول ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی علی بن ابی طالب ع کے بارے مین روز غدیر خم پس حکم ہوا خدا کا پیغمبر کو کہ درباره علی ع کے تبلیغ رسالت کرو پس رسول خدا نے ہاتھ علی کا پکڑا اور فرمایا من کنت مولاه فهذا علی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه جسکا مین مولے واقا ہون علی اوسکے مولی

واقعا ہین خداوندا دوست رکھ اوسکو جو علی کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علی کو دشمن رکھے اور قریب اسی مضمون کے بہت سے کتب معتبرہ اہلسنت مین بھی موجود ہین جیسے کتاب مودۃ القربی کتاب فصول مہمہ کتاب نور مضیء الدلائل کتاب مفتاح النجا کتاب مطالب السئول کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری وغیرہا اور تفسیر کبیر فخر الدین رازی مین ہے کہ ابن عباسؓ اور براء ابن عازب کہ یہ دونون صحابی جلیل القدر ہین اور اہلبیت طاہرینؑ سے امام محمد باقر علیہ السلام یقینا اور حتما و جزما اسکے قائل ہین کہ یہ آیہ وافی ہدایہ در بارہ تبلیغ حکم ولایت اور فضیلت علی بن ابیطالب علیہ السلام کے نازل ہوا بلکہ تفسیر ابن مردویہ مین جسکو شاہ عبد العزیز نے تحفہ مین بہت معتبر کہا ہے منقول ہے کہ زمانہ رسول خدا مین تلاوت اس آیت کی یون تھی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنے ای رسول پونہچاو اوس حکم کو جو نازل ہوا ہے تمہارے پروردگار کے جانب سے کہ علی آقا و سردار ہر مومنکے ہین اگر اس حکم کو نہ پونہچایا تو خدا کی پیغمبری ادا نہین اب ہم تفصیل ماجرائے غدیر انہین کے محدثین اور علما کی کتابون سے لکھتے ہین مشکوۃ شریف مین زید بن ارقم سے روایت ہے ان رسول اللہ لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون انی اولی بکل مومن من نفسہ قالوا بلی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ہنیئا لک یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنۃ یعنے جب رسول خدا غدیر خم مین آئے تو ہاتھ علی کا پکڑ کر فرمایا آیا تم لوگ نہین جانتے کہ مین سب مومنین کے لیے اونکے نفسونسے اولی بتصرف ہون (یعنے اونکا مالک اور صاحب اختیار و سردار ہون) سب نے بالاتفاق کہا ہان آپ ایسی ہی ہین

صہ ۵۵۷ حبیبیہ دہلی

پھر حضرت نے تاکیداً فرمایا تم لوگ نہین جانتے کہ مین ہر مومن کے لیے اوسکے نفس سے بہتر ہون
(اوسکے امور دینی اور دنیوی مین) سب نے کہا البتہ آپ ایسے ہی ہین تب حضرتؐ نے فرمایا
بار خدایا جسکا مین مولے و آقا ہون علیؑ بھی اوسکا مولے و آقا ہی خداوندا دوست رکھ اوسکو
جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اوسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے بعد اسکے عمر نے جناب امیر علیہ السلام
سے ملاقات کی اور کہا مبارک ہو ایکو ای ابن ابیطالبؑ صبح کی آپ نے اور شام کی آپ نے
درانحالیکہ مولا ہوے ہر مومن اور مومنہ کے اور صحیح ترمذی مین ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا
من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی در اثنائے
مراجعت چون بمنزل غدیر خم کہ از نواحی جحفہ است رسید نماز پیشین را در اول وقت گذارد
وبعد ازان روبسوی یاران کرد و فرمود الست اولی بالمومنین من انفسھم آیا نیستم
من اولی بمومنان از نفسہاے ایشان در روایتی آنکہ فرمود گویا مرا بعالم بقا خواندہ اند و من
اجابت نمودم بدانید کہ من در میان شما دو امر عظیم میگذارم یکے از دیگرے بزرگ تر است
قرآن و اہلبیتؑ من ببینید و احتیاط کنید بعد از من کہ بان دو امر چگونہ سلوک خواہید نمود
در رعایت حقوق آنہا چہ کیفیت خواہید کرد و آن دو امر از یکدیگر ہرگز جدا نخواہند شد
تا بر حوض کوثر من رسند آنگاہ فرمود بدرستیکہ خدای تعالی مولای من است و من مولاے
جمیع مومنان نم و بعد ازان دست علی را بگرفت و فرمود من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم
وال من والاہ و عاد من عاداہ واخذل من خذلہ وانصر من نصرہ وادر الحق معہ
حیث کان خلاصہ ان ست مراتب کے بعد حسان بن ثابت نے پیغمبر خداؐ سے
اجازت لیکر اس بارہ مین اشعار دلچسپ کہی ہین کہ جس سے خلیفہ بلافصل ہونا جناب امیرؑ کا
بخوبی سمجھا جاتا ہی اور ان اشعار کو سنکر جناب رسولخداؐ نے حسان کی تحسین کی اور اوسکے
حق مین دعاے خیر کے اور فرمایا یا حسان لا تزال مؤیدا بروح القدس مادمت
عنا بلسانک اور اسکو بہت سے علماے اہلسنت نے اپنی کتابون مین لکھا ہے

ص ۶۱۶ چھاپہ دہلی
ص ۵۳۵ ج اول چھاپہ لکھنؤ مطبع نول کشور

مثل سبط ابن جوزی کے کتاب تذکرہ خواص الامہ مین اور محمد
بن یوسف الگنجی شافعی کے کتاب کفایۃ الطالب مین اون
اشعار مین سے ہم فقط ایک ہی شعر پر اکتفا کرتے ہین ؎

فقال له قم یا علی فانهم	رضیتك من بعدی اماما وهادیا

یعنے پیغمبر خدا نے غدیر خم مین فرمایا ای علی اوٹھ کھڑے ہو کہ مین راضی ہوا
کہ تم میرے بعد امام اور ہادی انام ہو سنیو ذرا انصاف سے دیکھو اور پردہ
غفلت کو آنکھون سے اوٹھا دو اور تعصب نفسانیت کو راہ نہ دو اب اس سے
بڑھکر کونسی بات ہوگی جو خلافت علی پر دلالت کرتے ہو خیال کرو اول آنحضرت
علم تھا کہ اب رسولؐ ہمارے دو مہینے کے مہمان ہین اور آئندہ کو گویہ حجت
خدا باقی رہی جاتی ہو اور اسوقت جو لوگ ہر اطراف و دیار کے حج کے
واسطے جمع ہوے ہین اور بروایت ثقات صورتحین اہل سنت ایک لاکھ
سے زیادہ تھے متفرق ہو جائینگے اور ایسا مجمع پھر مدینہ مین نہوگا تو یہ تکلیف
کرنا پیغمبر کا تمام اطراف مین اس دو مہینے مین مشتہر بھی نہوگا کیونکہ اوس
زمانہ مین نہ تار برقی تھی نہ اخبار چھپتا تھا اور بعد رسول کے اگر خبر معلوم
بھی ہوگی تو بہت لوگونکو اوسکی تصدیق مین شک رہجائیگا اور پیغمبر کے ساتھ
سے خبر مشہور ہونیسے جسکو شبہہ ہوگا پوچھ لیگا جیسا کہ ثعلبی نے اپنی تفسیر مین
اور بہت سے علماے اہلسنت نے اپنی کتابون مین حارث بن نعمان کے
حکایت مین لکھی ہے "لما کان رسول الله بغدیر خم نادی الناس فاجتمعوا
فاخذ بید علی بن ابیطالب فقال من کنت مولاه فعلی مولاه فشاع
ذالك وطار فی البلاد فبلغ ذالك الحارث بن النعمان الفهری
فاتی رسول الله علی ناقة حتی اتی الابطح نزل عن ناقته فاناخها

وعفا بها ثم اتى النبي صوهوفى لاء من اصحابه فقال يا محمد امرتنا عن الله
ان نشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله فقبلنا ه منك وامرتنا
ان نصلي خمسا فقبلنا ه منك وامرتنا بالزكوة فقبلناه وامرتنا ان نصوم
شهر رمضان فقبلنا ه وامرتنا بالحج فقبلناه ثم لم ترض بهذا حتى
رفعت بضبعي ابن عمك ففضلته علينا وقلت من كنت مولاه فعلي
مولاه اهذا شيء منك ام من الله فقال م والذي لا اله الا هو ان
هذا من الله فولى الحارث بن النعمان يريد راحلته وهو يقول اللهم
ان كان ما قال محمد حقا فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا
بعذاب اليم فما وصل اليها حتى رماه الله بحجر فسقط
على هامته وخرج من دبره فقتله وانزل الله عز
وجل سأل سائل بعذاب واقع للكافرين ليس له دافع

یعنے جب رسول خدا صم غدیر خم مین پہونچے اور لوگون کو جمع کیا اور ہاتھ
علی کا پکڑکر فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو یہ بات بسبب متفرہونے
لوگون کے تمام بلاد مین مشہور ہوئی یعنے پیغمبر نے علی کو اپنا خلیفہ اور
جانشین کیا ہی یہ خبر حارث بن نعمان فہری کو پہونچی یہ سنکر وہ اونٹ پر
سوار ہوکر مدینہ مین پیغمبر خدا کے پاس آیا اور اونٹ سے اتر کر اسکو باندھ
دیا بعد اسکے حضرت کے پاس آکر بیٹھا اور اسوقت رسول خدا کے پاس
بہت سے اصحاب بیٹھے تھے کہنے لگا ای محمد آپنے حکم کیا کہ کلمہ پڑھو اور
شہادت دو کہ خدا ایک ہی اور آپ اسکے رسول ہین ہم لوگون نے قبول
کیا آپنے حکم کیا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو اسکو بھی قبول کیا آپنے حکم کیا
کہ زکوۃ دو یہ بھی قبول کیا آپنے حکم کیا کہ تمام مہینہ رمضان کا روزہ رکھو

اس حکم خاص کو نہ پہونچاؤ گے یعنے علی کو خلیفہ مقرر نہ کروگے تو تمنے گویا ہماری کوئی رسالت ہی نہ پہونچائی ہوگی **ثالثاً** رسولخدا کو بسبب نازل ہونے آیہ تبلیغ کے (جو نص صریح مولد بتاکید اکید ہی خلیفہ کرنے پر علیؑ کے) ایک قسم کا خوف منافقون کی جانب سے تھا کہ یہ لوگ علیؑ سے تو عداوت اور حسد رکھتے ہی ہین مبادا کہین بلوا کرین اس سبب سے خدا سے عرض کی خداوندا مین اس امر عظیم کی کیونکر تبلیغ کرون مجھے خوف ہی کہ یہ لوگ میری تکذیب کرین اور فساد کرین مین تجھ سے امیدوار ہون کہ مجھکو انکے شر سے بچا اور میری حفاظت کر پس واسطے تسکین رسولؐ کے خدا نے یہ فرمایا واللہ یعصمك من الناس تم خوف نکرو تمکو ان لوگونسے کچھ ضرر نہ پہونچیگا خدا تمھاری حفاظت کریگا **رابعاً** باہتمام رسولخدا کو خیال کرو کہ اس شدت گرمی مین کہ تپش اور زمین کے دہکنے کیوجہ سے بعض لوگ اپنی چادر تلوون کے نیچے رکھ لیتے تھے جیسا کہ مورخین نے لکھا ہی کسقدر اہتمام کیا اولاً لوگونکو جمع کیا اور منبر نہین تھا تو پالانہائے شتر کا منبر بنایا اور ہاتھ بھی علیؑ کا پکڑا اور بلند کیا کہ سب دیکھ لین کسیکو شبہ باقی نرہے ایسا نہو کہ اپنے گھرون پر پہونچکر کہین کیا معلوم آنھون نے کس علیؑ کو خلیفہ کہا تھا اس مجمع مین اس نام کے بہت سے لوگ تھے **خامساً** جب آنحضرتؐ نے پہلے سب لوگونسے اپنے بہتر اور اولے متصرف ہونیکا ساتھ قول اپنے الست اولی بکم من انفسکم کا اقرار لیا تو ساتھ ہی اسکے فرمایا جسکا مین مولے ہون اسکے علیؑ مولے ہین پس اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جسطرح نبیؐ کو امور مسلمین مین اختیار تھا اسیطرح علیؑ کو بھی ہر طرح کا اختیار تھا اور جسطرح نبی سبکے مالک اور مختار تھے اسیطرح علیؑ بھی سب لوگون کے مالک و مختار تھے **سادساً** واسطے ترغیب لوگونکے کہ طرف علی کے رجوع کرین اور اس استخلاف کو امر سہل سمجھکر بھول نہ جائین پیغمبر خدا نے علیؑ کے دوستون کے واسطے دعا اور دشمنون کے واسطے بددعا کی

خلاصہ ان سب باتونسے بعلم الیقین خلیفہ بلافصل ہونا جناب امیرؑ کا سمجھا جاتا ہی مگر افسو
حضرات اہلسنت مدارج نفس رسولکو بھولے اور اُنسے ہاتھ اُٹھایا اور می محبت ابوبکر
مین بمقتضائے واشربوا فی قلوبہم العجل ایسے سرشار ہوے کہ حب الشیٔ یعمی
ویُصم کی مصداق ہو گئے اور زمام انصاف کو بالکل ہاتھ سے چھوڑ دیا بھلا کوئی
عاقل تجویز کر سکتا ہی کہ جسکے واسطے یہ سب اہتمام منجانب خداوند جبار اور رسول
مختار ہون وہ تو خلیفہ نہو بلکہ اسکو خبر تک نہ کرین اور اُس سے راے تک نہ پوچھین او
غیر لوگ کمیٹی کر کے خلیفۂ رسول ہو جائین ع این خلافت نشد ظرافت شد۔ الخ
جب رسول خدا نے حضرت علی رضہ کو علی رؤس الاشہاد اپنا خلیفہ اور جانشین کر دیا
تو باتفاق ناگہانی خلیفۂ ثانی بلکہ وہ صاحب بھی جنکے یہ حضرت بانی مبانی تھے جناب امیر
پاس پہنچ گئے اور دیکھکر کہنے لگے بخ بخ لک یا ابن ابیطالب اصبحت مولای
ومولی کل مؤمن ومؤمنۃ جیسا کہ ابن معازنے شافعی نے کتاب مناقب مین (وغیرہ
نی غیرہ) لکھا ہی اور بنا بر روایت مشکوٰۃ و علامہ نیشاپوری ھنیئاً لک یا ابن ابیطالب
واقع ہی یعنے مبارک ہو مبارک ہو آپکو اے ابن ابیطالب کہ آج سے آپ ہمارے مولے
اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے بھی مولے ہوے اور معارج النبوۃ اور روضۃ الصفا
وحبیب السیر مین لکھا ہی کہ بعد ان سب مراتب کے جناب امیر المومنین اپنے خیمہ
مین اکر بیٹھے پس لوگ خیمے مین آ آکر مبارکباد دیتے تھے بعد ان لوگون کے ازواج
نبی نے بھی پیغمبر خدا سے اجازت لیکر خیمۂ جناب امیر مین آکر مبارکباد دی اور منجملہ
ان اصحاب کے عمر نے بھی مبارکباد دی مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ خلافت مآب
نے اس اپنے قول کو روز سقیفہ بھلا دیا اور نسیاً منسیاً کر دیا جس روز سب مہاجر و انصا
مین جھگڑا ہوتا تھا ایک کہتا تھا ہم مین سے امیر ہو دوسرا کہتا تھا نہین ہم مین سے
امیر ہو کوئی کہتا تھا یہ سب جانے دو آؤ ہم تم دونون صلح کر لین کسلیے لڑین جھگڑین

جلد دوم چاپہ بمبئی

ایک، میرے ہم میں سے ہوا ور ایک تم میں سے ہو پھر کوئی کہتا تھا ایسا نہیں ہوگا بلکہ ہم میں سے ایک امیر ہوا ور تم میں سے ایک وزیر ہو جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ میں ماجرائے روز سقیفہ میں بالتفصیل مذکور ہی آخر خلیفہ ثانی نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا و رکہا آؤ ہم تم بیعت کرین کہ تم سب میں بڑھے ہو اُس روز عمر نے یہ نہ کہا کہ تم لوگ کیون جھگڑتے ہو علی تو موجود ہین جنکو پیغمبر نے ہمیرا ور تم سب پر خلیفہ کیا ہی اور ہم مہاجر کہاو بھی دیچکے ہین ہماری مہاجر کہاو بلغو ہو جائیگی مگر وہان تو یہ خیال تھا کہ اگر ہم علی کو خلیفہ کر دینگے تو وہ کب ہمارے کہنے مین رہینگے اور اگر ہم خود خلیفہ ہو جائین تو لوگ نفسانیت اور خواہش دنیا کی طرف نسبت دے کہ ہمین سے رہنے نہ دینگے آؤ ابوبکر کو خلیفہ بنا دین اوّل تو یہ ہمارے کہنے سے باہر نہین ہونگے دوسرے یہ بڈھے مہمان چند روزہ ہین دو تین برس مین تمام ہو جائینگے پھر تو سوائے ہمارے اور کون ہو سکتا ہی اگر ابوبکر ہمارے واسطے وصیت نہ کرینگے تو ہم فوراً الزام دینگے کہ اگر ہم تمہارا ہاتھ نہ پکڑتے اور دستگیری نکرتے تو تم کبھی خلیفہ نہوتے اب تم ہمکو کیون محروم کیے جاتے ہو یہی سب خیال کرکے عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا یہ حال روز غدیر خم جب یہ سب مراتب طی ہو چکے اور علیؑ کو حضرت رسولؐ اپنا خلیفہ بنا چکے اور ابھی لوگ متفرق نہین ہوے تھے کہ (بروایت اخطب خوارزم و بنابر روایت مغازلی فی کتابی المناقب لعلی بن ابیطالب و بنابر روایت ابن مردویہ و حافظ ابو نعیم وغیرہم) یہ آیہ نازل ہوا الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا یعنے آجکے روز تم لوگونکے واسطے مین نے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمہارے اوپر تمام اور پورا کر دیا بسبب آقائی اور سرداری امیر المومنینؑ کے میں راضی ہوا مین اور پسند کیا مین نے تم لوگونسے دین اسلام کو بعد اسکے رسول خدا نے یہ خطبہ پڑھا اللہ اکبر اللہ اکبر علی اکمال الدین و اتمام النعمہ و رضی الرب

برسالتی و الولایۃ لعلی ابن ابیطالب بعدی یعنے شکر کرتے ہین ہم خدا کا اور وہ سب سے
تم ہی کہ ہمارے دین کو اُسنے کامل کیا اور نعمت کو اپنی تمام کیا اور ہماری رسالت سے
راضی ہوا اور اس بات سے کہ علی کو بعد میرے ولایت ہوئی خوش ہوا اس سے ظاہر
ہوا کہ یہ تبلیغ نہین تھی مگر واسطے کسی امر جلیل و عظیم کے جسکے سبب سے دین خدا کامل
ہوا اور اللہ نے اپنی نعمت کو پورا کیا اور وہ نہین ہی مگر امامت و خلافت جناب
امیر المومنین علیہ السلام کے لیے اور پیغمبر خدا نے تو خطبہ مین بتصریح فرمادیا والولایۃ
لعلی بن ابیطالب بعدی یعنے ولایت و امامت سے علی بن ابیطالب ع کی جو بعد
میرے اُنکو ہوئی ہی خدا خوش ہوا خلاصہ خدا نے خلائق پر اُس روز اپنی حجت تمام
کردی اور دین نبی کو ناقص اور مہمل نہین چھوڑا بلکہ کامل کر دیا اب اگر بعد اسکے
بسبب ہوا جس نفسانی اور اغوائے شیطانی یہ لوگ حجت خدا کو بھلا دین تو خدا

پر الزام نہین آسکتا

گر نہ بیند بروز شب پرہ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

واضح ہو کہ حدیث غدیر خم بہت مشہور اور متواتر ہی کہ کوئی صاحب دیانت انکار
نہین کر سکتا ہمنے بنظر اختصار دو تین راویون سے لکھا ہی والا راوی اس
حدیث کے سیکڑون ہین چنانچہ ابن مغازلی نے کتاب مناقب مین لکھا ہی کہ حدیث
غدیر خم کو قریب سو صحابیون نے روایت کیا ہی کہ اُنمین سے عشرہ مبشرہ بھی ہین اور
وہ حدیث ایسی ہی کہ ثابت ہی اور کوئی علت و نقص ہم اُسمین نہین دیکھتے ہین اور
علی اس فضیلت مین متفرد ہین اور کوئی اُنکا شریک نہین ہی

تنبیہ اس مقام پر اکثر اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس حدیث سے تو بڑی
قباحت لازم آتی ہی سارا کھیل مٹا جاتا ہی بالکل حمل اجماع سقیفہ کہ انعقاد اُسکا
کبھی بوجہ شرعی نہ تھا ساقط ہوا جاتا ہی ساری خلافت خلفائے ثلثہ کی درہم و برہم

ہوئی جاتی ہی تو اس حدیث مین نقص لگانے لگے اور آفتاب پر خاک ڈالنے لگے پہلے تو
کہا کہ یہ حدیث متواتر نہین ہی حالانکہ ہمنے اوپر بیان کیا کہ اس حدیث کو نئو صحابہ سے
زیادہ نے روایت کیا ہی اگر اُن سب روایتون کو ہم لکھین تو ایک بڑی مجلد کتاب
اسی مین ہو جائے چنانچہ ابن عقدہ نے ایک کتاب مخصوص اس حدیث غدیر مین
لکھی ہی اور شیخ ابن کثیر شامی شافعی نے اپنی تاریخ مین محمد بن جریر طبری کے حالمین
لکھا ہی کہ وہ ابو المعالی جوینی شیخ اہلسنت سے نقل کرتے ہین کہ وہ تعجب کرتے تھے
کہ مین نے بغداد مین ایک جلد کتاب صحاف کے یہان دیکھی اُسکی پشت پر لکھا تھا
یہ اٹھانیسوین ۲۸ جلد ہی حدیث غدیر خم کی ایسی حدیث کو غیر متواتر کہنا آفتاب پر خاک
ڈالنا ہی بعض مقامات مین ہمنے روایت صلوٰۃ ابو بکر کو جسکو آٹھ صحابہ نے روایت
کیا ہی اُنکے علما کے اُسکو متواتر کہا ہی بلکہ ایک حدیث کو چار ہی صحابہ نے روایت کیا
ہی اُسکو بھی متواتر کہا ہی پس تعجب ہی کہ نئو صحابی کی روایت تو متواتر نہو اور آٹھ اور
چار کی متواتر ہو جائے بجز تعصب و عناد اور بغض دلدادہ کے اور کس امر پر محمول
ہو دوسرے یہ اعتراض کرنے لگے کہ ہمنے مانا کہ یہ حدیث صحیح بھی ہو تو کہین مولےٰ کے
معنے اولےٰ کے نہین آئے ہین بلکہ یہان دوست کے معنے مراد ہین یعنے حضرت نے
فرمایا جسکا مین دوست ہون اُسکے علی دوست ہین سبحان اللہ کشتی نجات سے تخلف
کرکے دریاے محبت ثلثہ مین ایسے غرق ہوے کہ ناقۂ عشوار کیطرح ہاتھ پانون
مارنے لگے اور حدیث غدیر خم مین جو قامع بناء خلافت ثلثہ ہی تاویلات بارده کرنے
لگے یہ کیا حق پوشی اور ناحق کوشی ہی ذرا انصاف سے دیکھو کہ خداوند جبار کا تاکید کرنا
اور رسول مختار کا اُس دھوپ مین لوگون کو جمع کرنا یہانتک کہ جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے
اُنکو پھیر بلایا اور جو لوگ پیچھے رہگئے تھے اُنکا انتظار کیا تا اینکہ ایک لاکھ بیس ہزار
آدمی جمع ہوے کیا یہ سب اہتمام فقط اسواسطے تھا کہ حضرت کہین جسکا مین دوست ہو

اُسکے علی دوست ہین اور حضرت عمر اور سب اصحاب اور امہات مؤمنین اسی کی مبارکباد
دین کہ آج سے آپ ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے دوست ہوے یعنے ابتک تو
آپکے سب مسلمانون کے پورے دشمن تھے آج سے سبکے دوست ہوگئے اس بات پر
علیؑ کو مبارکباد نہ دینی تھی بلکہ سب مسلمانون کو مبارکباد دینی تھی کہ علیؑ ایسا شخص جو ہمیشہ
تمھارا دشمن تھا وہ آج سے دوست ہوگیا حاشا وکلا ایسا نہین ہی بلکہ خدا کا تبلیغ رسالت
مین تاکید کرنا اور پہلے حضرت کا یہ کہنا کہ مین تم لوگون کی جانون سے اولی نہین ہون
اور سب لوگون کا اقرار کرنا کہ ہان آپ ہم سبکے نفسون سے اولی ہین بعد اسکے
فوراً حضرت کا فرمانا پس جان رکھو کہ جسکا مین مولی ہون اُسکے علی مولی ہین اور
بعد اسکے عمر کا بلکہ سب لوگون کا مبارکباد دینا کہ آج سے آپ ہمارے اور سب
مومن اور سب مؤمنہ کے مولے ہوے ان سب باتونسے صاف ظاہر ہی کہ مولی
بمعنی اولی بلکہ اولی بتصرف کے ہین کیونکہ اولویت کے ساتھ کوئی قید نہین ہی اور جب
مقید نہین ہوا تو محمول علی العام ہوگا اور جب محمول علی العام ہوا تو تصرف بھی اسمین
داخل ہوگا فثبت المطلوب اور دوستی مین ایک کی ساتھ دوسرے کی کیا
فخر ہی ایک مومن دوسرے مؤمن کا دوست ہوتا ہی حق تعالے فرماتا ہی و
المؤمنون والمؤمنات بعضهم اولیاء بعض یعنے مؤمنین اور مؤمنات بعض اُنکے
دوست ہین بعض کے اب ہم مولی کو بمعنے اولے بتصرف کے انھین کی کتابونسے
بلکہ صحیح مسلم سے بلکہ صحیح بخاری سے جسکو یہ لوگ بعد کتاب باری سمجھتے ہین ثابت
کرتے ہین اور ان لوگون کے اعتراضات واہیہ کو مبارز منشور اکر دیتے ہین صحیح
بخاری مین ہی عن ابی هریرة ان النبی ص قال ما من مؤمن الا وانا
اولی به فی الدنیا والاخرة اقرؤا ان شئتم النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم
فایما مؤمن مات وترک مالا فلیرثه عصبة من کان ومن ترک دینا

اثنا عشریہ
اہلسنت والجماعت
از
محمد یحیی

حاشیہ ۳۲۳
کتاب الاستئذان
باب اول حدیث ۲۰۰

او ضیاعا فلیاتنی فانا مولاہ یعنے ابو ہریرہ سے منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کوئی مومن نہین ہے مگر یہ کہ مین اوسے ہون ساتھ اسکے دنیا اور آخرت مین اگر تمکو شک ہو تو اس آیت کو پڑھو النبی اولی بالمومنین من انفسہم پس جو مومن مرے اور کچھ مال چھوڑے چاہیے کہ اسکا قرابت دار وارث ہو جو کوئی ہو اور اگر دین چھوڑے یا اہل و عیال محتاج کو چھوڑے پس چاہیے کہ وہ میرے پاس آوے کہ مین اسکا مولے ہون قسطلانی نے ارشاد الساری مین وانا مولاہ کی تفسیر مین لکھا ہی ای ولی المیت اتولی عنہ امورہ اس سے ظاہر ہوا کہ مراد مولی سے ولی یعنے متولی امور کے ہی اور جو شخص متولی امور کسیکا ہوگا تو بیشک اولی بتصرف اسکے امور مین ہوگا اور سیاق و سباق حدیث سے ذکر پیغمبر خدا نے پہلے تو اپنا اولی ہونا بیان فرمایا اور اسپر آیت قرانی سے استدلال کیا بعد اسکے فرمایا جو شخص چھوڑے دین یا اہل و عیال محتاج کو اسکو چاہیے میرے پاس آوے کہ مین اسکا مولی ہون) صاف ظاہر ہی کہ مولی یعنے اولی بلکہ اولی بتصرف کے ہی اور تفسیر بیضاوی مین اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے ماوکم النار ھی مولیکم ھی اولی بکم کقول لبید ؎

فغدت کلا الفرجین تحسب انہ		مولی المخافۃ خلفہا و امامہا

دیکھو یہان مولی کے معنے اولے کے مفسرین نے مراد لیے ہین اور اسپر قول لبید کے استدلال کیا ہی اور عبد الرحیم نے اس شعر کی شرح مین لکھا ہی الفرج موضع المخافۃ واراد بالمولے الاولے اور ابن اثیر نے نہایہ مین لکھا ہی وقد تکرر ذکر المولی فی الحدیث وھو اسم یقع علی جماعۃ کثیرۃ فھو الرب والمالک والسید یعنے ذکر مولی کا حدیث مین اکثر آیا ہی اور اسکے معنے بہت ہین یعنے پرورش کنندہ اور مالک اور سردار کے اور بھی بہت سے لوگون نے مولی کے معنے مالک اور سردار کے لکھے ہین اس سے ثابت ہوا کہ مولے کے معنی اولی بتصرف اور متولی امور اور مالک اور سردار کے سب ہین

شرح سبع معلقہ چھاپہ دہلی صفحہ لغت ولی چھاپہ طہران

والحمد للہ علے ذالک اب خیال کرو کہ جو شخص پیغمبر ہووے رسول خدا کے سب لوگون پر
اور اوسے تصرف اور مالک اور سردار اور متولی امور مسلمین ہووے کیونکر بعد نبی خلیفہ
بلا فصل نہین ہو سکتا ہی حالانکہ خود جناب امیر وقت استشہاد منبر رسول پر جاکر اپنی
خلافت پر اس حدیث غدیر کو دلیل لائے ہین اور لوگون سے قسم دے دے کر
حدیث کو پوچھا ہی پس بارہ شخص اُٹھے اور گواہی دی کہ یہ حدیث صحیح ہی مگر انس نے
گواہی نہ دی حضرت نے اُسکے حق مین بد دعا کی کہ سفیدی درمیان دونون ابرو
اُسکے ظاہر ہووی کہ کسیطرح چھپ نہین سکتی تھی اور اس حدیث کو ابن کثیر نے اپنی تاریخ
مین اور جامی نے شواہد النبوۃ مین اور ابن مغازلی نے کتاب مناقب مین اور جمال الدین
عطاء السید شیرازی نے کتاب اربعین مین لکھا ہی اور زید بن ارقم نے بھی بروایت
شواہد النبوۃ اور براء ابن عازب نے بروایت اربعین گواہی نہین دی حضرت کی
بد دعا سے وہ دونون اندھے ہوگئے اُس سے صاف ظاہر ہوا کہ جناب امیر المومنین
بعد رسول خدا کے خلیفہ بلا فصل تھے اور اِنکے ہوتے ہوے کوئی منصب ثلثہ کو
خلیفہ ہونے کا نہ تھا خصوصاً اس صورت مین کہ خود عمر نے بلکہ ابو بکر نے بھی بروایت
کتاب صواعق و زین الفتی مبارکباد دی اور اپنا آقا اور سردار اور
رئیس اور متولی امور کے ہوتے ہوے جو اُسکا ماتحت ہی وہ کب خلیفہ اور حاکم
ہو سکتا ہی اور بعض متعصبین نے جب دیکھا کہ یہ سب تاویلین تمامی کچھ خوب ٹھیک نہین
بنتین اور خلافت خلفاے ثلثہ کی بالکل درہم و برہم ہوئی جاتی ہی تو ہار کر کہنے لگے
ہمنے مانا کہ علی خلیفہ ہین تو اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ حضرت علی پہلے درجہ کے خلیفہ
ہین کیون نہین ہو سکتا کہ یہ خلیفہ کرنا پیغمبر کا غدیر خم مین چوتھے درجہ کی خلافت
مقصود ہو جیسا کہ ناصب دہلوی نے بھی لکھا ہی پس یہ بات ایسی ہی کہ ایک لڑکا بھی
سنکر ہنسنے لگے کیونکہ جسکو ذرا بھی عقل ہوگی وہ کبھی قبول نہ کریگا کہ پیغمبر نے اتنا

اہتمام کرکے اہل گرمی مین لوگون کو جمع کرکے چوتھے درجے کی خلافت تو یان کی
اور تین درجے اوپر کے اگر ادسے کچھ ذکر تک نہ کیا اگر کوئی بادشاہ کسی اپنے عزیز و
قریب کو علی رؤس الاشہاد خلیفہ کرے اور کہے کہ یہ ہمارے بعد ہمارا خلیفہ اور
لوگون کا سردار اور مالک ہی تو بعد مرنے اُس بادشاہ کے کیا لوگ یہی سمجھینگے کہ اسکو
چوتھے درجے مین بادشاہ ہونا چاہیے پہلے تین درجے مین مصاحب ملازم رفیق
لوگون کو تخت پر بیٹھنا چاہیے ع براین عقل و دانش بباید گریست ؛ علاوہ اسکے
اس قول سے تمہارے عین مطلب ہمارا ثابت ہوا اور خلافت خلفاے ثلثہ کی بالکل
ہوا پر گئی کیونکہ جناب امیرؑ کے واسطے خلافت کے بارے مین نص ثابت ہوئی اور
حضرات ثلثہ کے واسطے کوئی نص پیغمبرؐ نے نہین کی جیسا کہ حالات شوری و سقیفہ
سے ظاہر ہی پس منصوص علیہ کے ہوتے ہوے غیر منصوص علیہ کب مقدم ہو سکتا
ہی علی الخصوص جب کہ پیغمبر خداؐ نے ابوبکر و عمر کی خلافت سے اپنی زندگی مین انکار
بھی کیا ہو اور ان دونون کا نام سنکر منھ پھیر لیا ہو جیسا کہ بدر الدین شبلی حنفی نے
کتاب اکام المرجان فی احکام الجان مین اور شہاب الدین احمد نے کتاب توضیح
الدلائل مین ابن مسعود سے روایت کی ہی قال استتبعنی رسول اللہ ص لیلۃ الجن
فانطلقت حتی بلغنا اعلی مکۃ فخط علی خطا و قال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرایت
الرجال ینحدرون علیہ من رؤس الجبال حتی حالوا بینی و بینہ فاخترطت
السیف و قلت لاضربن حتی استنقذ رسول اللہ ص ثم ذکر قولہ لا تبرح
حتی اتیک قال فلم ازل کذلک حتی اضاء الفجر فجاء النبی ص وانا قائم فقال
ما زلت علی حالک قلت لو مکثت شہرا ما برحت حتی تاتینی ثم اخبرتہ
بما اردت ان اصنع فقال لو خرجت ما التقیت انا و انت الی یوم القیامۃ
ثم شیک اصابعہ فی اصابعی و قال انی وعدت ان تومن بی الجن

والانس فاما الانس فقد امنت واما الجن فقد رابت وما اظن ان
الا وقد اقترب قلت یارسول اللہ ص الا تستخلف ابا بکر فاعرض
عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یارسول اللہ ص الا تستخلف عمر
فاعرض عنی فرایت انہ لم یوافقہ قلت یارسول اللہ ص الا تستخلف علیا
قال ذلک والذی لا الہ غیرہ لو بایعتموہ واطعتموہ لادخلکم الجنۃ عبد اللہ بن مسعود
کہتے ہین مجھکو رسولخدا نے اُس شب جس رات کو جنون سے ملاقات ہوئی ہی اپنے
ساتھ لیا یہانتک کہ ہم ایک مقام بلند پر مکہ کے پہونچے پس حضرت نے گرد میرے ایک نشان
کیدیا اور فرمایا تو یہانسے آگے نہ بڑھنا یہ کہکر آپ پہاڑ مین چلے گئے اُسوقت کچھ لوگون
کو مین نے دیکھا کہ پہاڑ سے اُترے یہانتک کہ میرے اور حضرت کے درمیان مین
حائل ہوگئے پس مین نے تلوار کھینچی اور دلمین سوچا کہ جاؤن ان لوگون کو مار کر
رسولخدا کو چھڑالاؤن ساتھ ہی اسکے خیال آیا کہ حضرت نے یہانسے ہٹنے کو منع فرمایا
ہی ابن مسعود کہتے ہین یہ خیال کرکے مین برابر وہین کھڑا رہا یہانتک کہ صبح ہوئی اور
حضرت تشریف لائے فرمانے لگے تو برابر اسیطرح کھڑا ہی مین نے کہا اگر آپ ایک
مہینے تک تشریف نہ لاتے تو بھی مین یہانسے نہ ٹلتا بعد اسکے جو میرے دلمین گذرا تھا
بیان کیا حضرت نے فرمایا اگر تو یہانسے ٹلتا تو پھر مجھسے اور تجھسے قیامت ہی مین
ملاقات ہوتی بعد اسکے حضرت نے اپنی انگلیون کو میری انگلیون مین دے کر فرمایا
مین وعدہ کیا گیا تھا کہ میرے ساتھ جن وانس دونون ایمان لائینگے انسان تو ایمان
لائے اور جنات کو بھی تو نے دیکھا اب مین گمان کرتا ہون کہ میری موت قریب ہوچکی
ابن مسعود کہتے ہین مین نے کہا یارسول اللہ ص پھر آپ ابو بکر کو خلیفہ کیون نہین کر جاتے
یہ سنکر حضرت نے منھ پھیر لیا مین سمجھا کہ حضرت کو ابو بکر کا خلیفہ ہونا منظور نہین ہی
تب مین نے کہا عمر کو خلیفہ مقرر کیجیے پھر حضرت نے منھ پھیر لیا تب مین سمجھا کہ عمر کا بھی

خلیفہ ہونا حضرت کے موافق مرضی نہین ہی تب مین نے کہا علیؑ کو خلیفہ کیجیے فرمایا ان
یہ ہو سکتا ہی قسم خدا کی اگر تم لوگ علیؑ کی بیعت کروگے اور اُنکی اطاعت کروگے تو تم
لوگون کو بہشت مین داخل کریگا اور اخطب خارزم نے کتاب مناقب جناب امیرؑ مین
عبداللہ بن مسعود سے اسطرح روایت کی ہی کہ ایک روز مین رسول خداؐ کے ساتھ
ایک میدان مین موجود تھا دیکھا مین نے کہ رسولخداؐ نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی
مین نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کیون ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین فرمایا ای ابن مسعود میری
موت کا پیام آگیا مین نے کہا یا رسول اللہؐ اب آپ کسیکو خلیفہ مقرر کر جائیے حضرتؐ
نے فرمایا تو نے کسکو تجویز کیا ہی مین نے جواب دیا ابو بکر کو یہ سنکر حضرت چپ ہو رہے
بعد اسکے پھر ٹھنڈی سانس کھینچی مین نے کہا کیا ہی جو آپ ٹھنڈی سانس کھینچتے ہین
فرمایا میری موت کا پیام آگیا مین نے کہا کسیکو خلیفہ کر جائیے فرمایا کسکو خلیفہ کرون مین نے
کہا عمر بن الخطاب کو یہ سنکر حضرت چپ ہو رہے بعد اسکے پھر ٹھنڈی سانس کھینچی مین نے
کہا یہ کیا سبب ہی جو آپ بار بار آہ سرد کھینچتے ہین فرمایا چونکہ موت کا پیام آگیا مین نے
کہا آپ ضرور کسیکو اپنا خلیفہ کر جائیے فرمایا کسکو خلیفہ کرون مین نے کہا علی بن ابیطالب
کو فرمایا ہان مگر تم لوگ ہرگز اسپر عمل نہ کروگے قسم خدا کی اگر تم لوگ اسپر عمل کرو تو خدا
تم سب کو بہشت مین داخل کریگا اور اس روایت کو اور بھی محدثین اہلسنت نے اپنی
کتابون مین لکھا ہی بہرکیف یہ ثابت ہوا کہ پیغمبر خداؐ کرا ابو بکر اور عمر کا خلیفہ ہونا ہرگز منظور
نہین تھا اور حضرت علیؑ کا خلیفہ ہونا بدل و جان منظور تھا کہ حضرت نے فرمایا اگر تم
لوگ علیؑ کی بیعت اور اُنکی اطاعت کروگے تو تم سبکو خدا بہشت مین داخل کریگا۔
جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یہانپر اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ جب
پیغمبر خداؐ نے علیؑ کو سب لوگون کے سامنے اپنا خلیفہ اور جانشین کر دیا اور خلیفہ
بنی نے مبارکباد بھی دی اور ابو بکر و عمر کی خلافت پر پیغمبر خداؐ راضی بھی نہ تھے تو پھر کیا

تو پھر کیا وجہ ہی کہ اصحاب ثلاثہ خلافت علیؑ سے منحرف ہو گئے اور خود خلیفہ بنگئے اسکی
وجہ ہم انھین کی کتاب سے لکھتے ہین غزالی نے اپنی کتاب سرّ العالمین وکشف ما فی
الدارین مین لکھا ہی واجمعت الجماھیر علے متن الحدیث فی یوم غدیر خم
باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بن الخطاب
بخ بخ لک یا ابا الحسن اصبحت مولای ومولی کل مؤمن ومؤمنۃ فھذا
تسلیم ورضیٰ والتکلیم تخریج ذلک غلب الھوی لحب الریاسۃ وحمل عموم
الخلافۃ وعقود النبوۃ وخفقان الھواء فی قعقعۃ الرایات واشتباک
ازدحام الخیول ونتح الامصار وسقاھم کاس الھوی فحملھم الی الخلافۃ فعادو
الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمناً قلیلاً یعنے جمہور نے اس حدیث
غدیر خم کے صحیح ہونے پر اجماع کیا ہی اور سبکا اسپر اتفاق ہی کہ رسولخدا نے فرمایا جو
مین مولی ہون اُسکے علی مولی ہین پس عمر بن الخطاب نے کہا مبارک ہو مبارک ہو آپکو
اے ابو الحسن کہ آپ کو صبح ہوئی در آنحالیکہ آپ ہمارے اور کل مؤمن اور مؤمنہ کے
مولے ہوے بعد اسکے غزالی کہتا ہی کہ یہ کہنا عمر کا خلافت علیؑ کو مان لینا ہی اور اس
استخلاف پر راضی ہونا ہی اور حضرت علی کو حاکم سمجھنا ہی مگر بعد اس سمجھنے کے خواہش
نفسانی نے واسطے حاصل کرنے ریاست اور حکومت فانی کے غلبہ کیا ایک ریاست
عظمیٰ کا ہاتھ آنا اور جھنڈا خلافت کا ہر دیار و امصار مین گڑ جانا اور پھر ہر ونکا علم کے
ہوا پر اڑنا اور ہوا کا بیرقونسے لپٹنا اور سوار ونکا دو طرفہ جلوس مین چلنا اور گھوڑون
کی ٹاپونکا مثل جال کے معلوم ہونا اور ملکون اور شہرون کا فتح ہونا ان سب خیالات
نے اُن لوگون کو حمام خواہش نفسانی بلاکر مخمور کر دیا اور اسی مدہوشی نے اُنکو خلیفہ
کر دیا اور جیسے قبل اسلام کے تھے ویسے ہی پھر ہو گئے اور اس عہد مبارک کو
اُن لوگون نے پس پشت ڈالدیا اور اس عہد شکنی کے ساتھ اونے چیز کو کہ خلافت

سرّ العالمین وکشف ما فی الدارین

چند روزہ دنیا ہی خرید کیا پس کیا بری چیز اُن لوگون نے مول لی اِس قول سے غزالی کے
صاف حق و باطل ظاہر ہو گیا ع والحق ما شهدت به الاعداء ؛ **دلیل دوم**
بہانت خلافت حقہ جناب امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام مین حدیث منزلت ہے
صحیح بخاری مین ہی قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لعلی اما ترضی ان تکون منی
بمنزلة هارون من موسیٰ یعنے رسولخدا نے حضرت علی سے فرمایا آیا تم راضی نہین ہو
کہ تم میری جگہ ہو جسطرح ہارون موسےٰ کے جگہ تھے اور صحیح مسلم مین عامر بن سعد سے
منقول ہی امر معاویة بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعك ان تسب ابا تراب
فقال اما ما ذكرت ثلثا قالهن رسول الله صفلن اسبه لان تكون لی واحدة
منهن احب الی من حمر النعم سمعت رسول الله یقول له خلفه فی بعض
مغازیه فقال له علی یا رسول الله خلفتنی مع النساء والصبیان فقال له
رسول الله ص اما ترضی ان تكون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا
نبوة بعدی وسمعته یقول یوم خیبر لاعطین الرایة رجلا یحب الله ورسوله
یحبه الله ورسوله قال فتطاولنا لها فقال ادعوا لی علیا فاتی به ارمد فبصق
فی عینیه ودفع الرایة الیه ففتح الله علیه ولما نزلت هذه الآیة ندع
ابنائنا وابنائكم ونسائنا ونسائكم الآیة دعا رسول الله ص علیا و
فاطمة وحسنا وحسینا فقال اللهم هؤلاء اهلی یعنے معاویہ بن ابی سفیان نے سعد سے
کہا کیا سبب ہی کہ تو ابو تراب کو برا نہین کہتا سعد نے کہا جب تو نے پوچھا تو مین بیان
کرتا ہون تین فضیلتین ہین جنکو رسول خدا نے علی کے حق مین بیان کیا ہی اِس
سبب سے مین اُنکو برا نہین کہہ سکتا ہر آئینہ اگر اُن فضیلتون مین سے میرے واسطے
ایک بھی ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا ناقہ ہائے سُرخ سے جو نفیس ترین بضائعت
عرب ہی ہین تمام دنیا و مافیہا سے سعد کہتا ہی مین نے سُنا رسول خدا کو جبکہ علی کو اپنی

صد ۵۲۶
چھاپہ میر اللہ
جلد دوم

صد ۴۹
چھاپہ کلکتہ
جلد دوم

جگہ پر چھوڑ کر بعض لڑائیون مین تشریف لیگئے تھے اور علیؑ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھ
عورتون اور لڑکون کے ساتھ کیون چھوڑے جاتے ہین تو حضرتؐ نے جواب دیا
کیا تم راضی نہین ہو کہ تم میری جگہ پر ہو جسطرح ہارون موسی کی جگہ پر تھے مگر یہ کہ تمکو
میرے بعد نبوت نہو گی اور دوسرے یہ کہ مین نے سنا رسولخداؐ کو روز خیبر فرماتے تھے
مین علم دونگا اس شخص کو جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسول اُسکو دوست
رکھتے ہین سعد کہتا ہی یہ خبر سنکر ہم سب متمنی تھے کہ رایت فتح حضرت ہمکو عنایت کرین
بعد اسکے فرمایا بلاؤ علیؑ کو پس علیؑ آئے اور آنکھون مین اُنکی آشوب چشم ہوگیا تھا
پیغمبر خدا نے آب دہن آنکھون مین لگادیا فوراً اچھا ہو گیا اور وہ علم ظفر شیم
حضرت امیرؑ کو دیا اور خدا نے اُنکے ہاتھ پر فتح بھی دی اور تیسری فضیلت جب
یہ آیت نازل ہوئی ابنآئنا وابنآئکم ونسآئنا ونسآئکم تو پیغمبر خدا نے
ساتھ لیا علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو اور فرمایا خداوندا یہی میرے اہلبیت مین ہین
واضح ہو کہ اس حدیث منزلت کو بہت سے راویون نے روایت کیا ہی اور سنیونے
بہت سے علما اور محدثین نے اپنی کتابون مین لکھا ہی ہم فقط انھین دو کتابون کی
حدیثون پر کہ معتمد علیہ اور معمول بہ سنیونکی ہین اکتفا کرتے ہین ومن لم یقنع
بالیسیر لم یشبع من الکثیر آپ دیکھو اور سمجھو اس بیان سعد کو پہلے تو خلافت جناب امیرؑ کو
ثابت کیا مقصود یہ تھا کہ جسکو رسولخداؐ اپنا خلیفہ کر جائین وہ خلیفہ برحق ہی نہ
غیر کوئی اور خلیفہ برحق کو کیونکر بُرا کہہ سکتے ہین پھر بعد اسکے منزلت و قدر اور محبت
خدا اور رسولؐ ساتھ جناب امیرؑ کے بیان کی مطلب یہ تھا کہ جسکو خدا اور رسولؐ دوست
رکھین اُسکو کب بُرا کہنا چاہیے بعد اسکے منجملہ اہلبیت ہونا علیؑ کا آیت قرآنی سے
ثابت کیا غرض یہ تھی کہ جنکے بارے مین رسولخداؐ فرماگئے ہون کہ دو چیز گران
قدر تم لوگون مین مین چھوڑے جاتا ہون اگر انکے ساتھ متمسک ہوگے تو ہرگز

مراد نہو گے تو ایک کتاب خدا اور دوسرے میرے اہلبیت ہین جیسا کہ صحاح
اہلسنت مین موجود ہے تو جسکا یہ مرتبہ ہو اُسکو بڑا کہنا کب روا ہے دیکھنا چاہیے
کہ سہنے پہلے تو خلافت امیرؑ بعد اسکے محبت خداوند قدیر پھر منجملہ اہل بیت
بشیر و نذیر ہونا جناب امیرؑ کا پیش معاویہ ثابت کیا مگر ان حضرات اہل سنت کو
خیال کیجیے کہ خلافت جناب امیرؑ کو تو اسطرح مٹایا کہ باوجود نص کے اور پیغمبر خدا
کے خلیفہ کرجانیکے حضرت علیؑ کی خلافت کے قائل نہین ہین، ہم پوچھتے
ہین کہ اگر جناب امیرؑ بعد پیغمبر خداؐ کے خلافت کے قابل نہ تھے تو پھر جو
درجہ کی خلافت کے قابل کیونکر ہو گئے اور اگر خلافت کے قابل اور سب سے
اولےٰ تھے نص نبی اور فضائل مین تمام صحابہ سے افضل تھے باقرار
محدثین اہلسنت اور معصوم اور تمام رجس سے بری تھے بشہادت آیہ تطہیر
تو پھر منصوص علیہ کے ہوتے ہوے غیر منصوص علیہ اور فاضل کے ہوتے
ہوے مفضول اور معصوم کے ہوتے ہوے جائز الخطا اور غیر معصوم
کب خلیفہ ہو سکتا ہی اب رہا دوسرا امر یعنے محبت جناب امیرؑ کی پس خلافت
مرتبہ رابعہ سے ظاہر ہی کہ حضرات ثلاثہ انکے نزدیک اول واقدام محبت
ہین جسکی محبت کے خدا اور رسولؐ کے نزدیک منصوص ہون بلکہ احب
خلق الی اللہ والی الرسولؐ ہو جیسا کہ حدیث طیر وغیرہ سے بھی ظاہر ہے
جسکی شان مین رسولخداؐ نے بسبب اتحاد کے فرمایا ہے علیؑ منی وانا
من علیؑ ولا یؤدی عنی الا انا وعلی علیؑ مجھ سے ہی اور مجھ مین علیؑ ہے
ہون نہین ادا کر سکتا میرے کام کوئی مگر مین اور علیؑ ایسے بزرگوار کی خطاؤ کو
واسطے چھپانے خطاہاے ثلاثہ کے محض کذب وافترا ثابت کرین جیسا
کہ ناصب دہلوی نے اپنے تحفہ مسروقہ مین در پردہ تقریر نصاب لکھا ہے

تو کیا یہی معنی محبت کے ہین اور زمانہ معاویہ ہین تو علانیہ منبر پر جناب امیر کو
معاویہ (جسکو اہلسنت خلیفۂ رسول جانتے ہین) لوگ برا کہتے تھے جیساکہ حدیث
مسلم سے بھی ظاہر ہوا بلکہ بنی امیہ و عباسیہ کے زمانے ہین تو فضائل اہل بیت کو جو
کرتا تھا اسکو قتل کروا لیتے تھے جیساکہ حالات سادات کشی اور سیر و تواریخ سے ظاہر
اور جو فضائل دشمنان دین کے بیان کرتا تھا اسکو انعام دیتے تھے یہی وجہ ہے
فضائل بعض صحابہ منافقین کے جابجا مشتہر ہوے جسپر آجتک بناے اکثر مذاہب
ہے اور فضائل اہلبیت ع باوجود چھپانے کے بموجب اے الحق یعلوا ولا یعلی
اسقدر رہگئے جسپر مدار مذہب امامیہ اثنا عشریہ کا ہے اب رہی تیسری بات یعنے قرابت
اور اہلبیت ع تو قرآن کے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اسکو جلا دیا جیسا ہم مطاعن ثالث میں
لکھینگے اور اہلبیت ع کے ساتھ جو سلوک کیے ظاہر ہے برابر درپے ایذا رسانی کے
رہے آخر کار نام و نشان تک مٹا دیا ایک امام زین العابدین علیہ السلام بچے
جنکے سبب سے نسل نبی باقی رہگئی انکے ساتھ بھی جو جو سلوک کیے ظاہر ہے کہ پا بزنجیر
کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک لیگئے باوجودیکہ رسولخدا ص تاکید فرما گئے
تھے اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی
یعنے کر رہا تھا کہ میں درباره اپنے اہلبیت ع کے تم لوگون کو خدا کو یاد دلاتا ہون
کہ خدا سے خوف کرنا اور میرے اہلبیت ع سے دشمنی نہ کرنا ابتدا خلافت جو بسبب
عمر کے اہلبیت ع کے ہاتھ سے نکل گئی تو اسنے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ شہادت حضرت
امام حسین علیہ السلام تک پہونچا دیا ؎

ہر کردن شمر ہم ز بد کردن اوست	خون شہید تمام بر گردن اوست

چنانچہ تاریخ بلادری مین لکھا ہے لما قتل ذبیح اللہ الحسین بن علی کتب

ص ۴۶۹ صحیح سوداگر کلکتہ جلد دوم

ص ۴۶۲

عبد اللہ بن عمر الی یزید بن معاویۃ امّا بعد فقد عظمت الرزیۃ وجلّت المصیبۃ وحدث فی الاسلام حدث عظیم وکان یوم کیوم الحسین فکتب الیہ یزید امّا بعد یا احمق فانا جئنا الی بیوت متخذۃ وفرش ممہدۃ ووسائد منضدۃ فقاتلنا عنا فان یکن الحق لغیرنا فابوک اوّل من اسس ہذا وابتز واستأثر بالحق علی اہلہ ومن ہہنا قیل قتل الحسین یوم السقیفۃ یعنے جب ذبیح راہ ظلم کربلا حسین بن علی شہید ہوے تو خلیفہ زادہ عبد اللہ بن عمر نے یزید کو ایک خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا اما بعد اے یزید معلوم کر کہ تیرے سبب سے بہت بڑی مصیبت عالم مین پیدا ہوئی اور بہت بڑا واقعہ جانکاہ مرد ہوا اور اسلام مین بسبب شہادت حسین ابن علی کے بڑا امر عظیم حادث ہوا اور دین مین رخنہ پڑگیا یہ خط دیکھکر یزید نے عبد اللہ بن عمر کو جواب لکھا اما بعد معلوم کر اے احمق بیوقوف کہ تو ہمارے تئین کیا نصیحت کرتا ہی ہمکو تو گھر بنے ہوے اور فرش بچھے ہوے اور تکیے لگے لگاے ہوے ملگئے اگر یہ حق غیر تھا تو تجھکو چاہیے کہ پہلے اپنے باپ کے تئین نصیحت کر کیونکہ پہلے اُسی نے یہ بنا ڈالی ہی اور بزور و غلبہ حق کو غیر کے لیا انتہی اسی سبب سے لوگ کہتے ہین کہ امام حسین اُسی روز شہید ہوے جس روز سقیفہ بنی ساعدہ مین شوری ہوا اور عمر نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا اور اہلبیت رسول کو جو اُسکے مستحق تھے محروم رکھا ؎

چہ خوش گفتہ است شخصے این لطیفہ	کہ کشتہ شد حسین اندر سقیفہ

فائدہ برین ابتک یہ حال ہی کہ کوئی اہلسنت سے کسی ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے حکم پر نہ تو اصول مین نہ فروع مین عمل کرتا ہی بلکہ اصول مین تو ابو الحسن اشعری اور ابو المنصوری ماتریدی کے قول پر عمل کرتے ہین اور فروع مین

ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد بن حنبل اور مالک وغیرہ کے قول پر چلتے ہین بلکہ کوئی
اور کوئی محدث انکا کسی ائمہ اثنا عشر سے اعتقاداً روایت نہین کرتا انکی روایت
کو قابل اعتبار نہین سمجھتا ہی صحیح بخاری موجود ہی ایک روایت بھی بخاری نے
جعفر صادق علیہ السلام سے نقل نہین کی ہی حالانکہ آن حضرت سے چار ہزار
راویون نے احذ حدیث کیا ہی بلکہ استاد بخاری کما فی میزان الاعتدال
کہتا ہی کہ ہمکو انکی طرف سے شک پایا جاتا ہی طرفہ یہ ہی کہ اسے بخاری نے اپنی صحیح
خوارج اور منافقین سے روایت کی ہی مگر امام جعفر صادق علیہ السلام کو قابل
روایت نہین سمجھا ہی اور نیز میزان الاعتدال مین ہی کہ ابو طاہر نے کہا ہی کہ ا
رضا اپنے باپ سے عجیب عجیب باتین نقل کرتے ہین اور علی بن محمد عراق
نے کتاب تنزیہ الشریعہ مین امام حسن عسکری علیہ السلام کو لیس بشئی لکھا ہی
معاذ اللہ وہ کچھ نہین ہین اور عقیلی نے کتاب الضعفا مین امام موسی کاظم علیہ
کو ضعفاے رواۃ مین لکھا ہی اور شارح منہاج نے لکھا ہی کہ قیاس نہ کرنا
دینیہ مین مذہب اہل بیت ع ہی اور عمل کرنا قیاس پر مذہب ابو حنیفہ و شافعی و غ
کا ہی ملا جامی نے نفحات مین سمنانی سے نقل کی ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلا
حرگوش کو حرام جانتے تھے حالانکہ بفتواے ابو حنیفہ اہلسنت سب نوشجان کر
تو کیا متمسک باہلبیت ع ہونے سے (جو باعث نجات دوزخ سے ہی) یہی مرا
اور کیا انکی اطاعت اور پیروی کے یہی معنی ہین کہ انکے قول پر عمل نکرین بلکہ بر
انکے قول کے عمل کرین بلکہ انکی شان مین فرمائین کہ یہ کچھ نہین ہین اب
رجوع کرتے ہین اصل مطلب کیطرف واضح ہو کہ پیغمبر خدا نے جناب امیر ع کو بنسبت
اپنے بمنزلہ حضرت ہارون فرمایا اور کہا کہ ہارون مین اور تم مین سواے نبو
کے کچھ فرق نہین ہی تو اس سے ظاہر ہوا کہ جو باتین حضرت ہارون کے وا

تھیں وہ سب حضرت علیؑ کے واسطے بھی ہونی چاہئیں الا النبوۃ وخصائصھا
جیسا کہ استثنا سے ظاہر ہوتا ہی کیونکہ استثنا عام سے ہوتا ہی اسی سبب سے حضرتؐ نے
نبوت کو جناب امیرؑ سے استثنا کیا یعنے تم ہمارے بعد نبی البتہ نہوگے پس اگر کچھ
اور بھی فرق ہوتا تو چاہیے تھا کہ ضرور مثل نبوت کے اسکو بھی استثنا فرماتے اور
جب کسی اور چیز کو مستثنے نہ کیا تو عام اپنے عموم پر باقی رہگیا اور یہ ظاہر ہی کہ حضرت
ہارونؑ حضرت موسےٰ کے خلیفہ و نائب تھے جیسا کہ اخلفنی فی قومی سے ظاہر ہے
اور مفترض الطاعۃ بھی تھے ساری امت کو اُنکی اطاعت و پیروی واجب تھی کیونکہ
اطاعت نائب و خلیفہ رسول واجب ہی اسیطرح جناب امیرؑ بھی خلیفہ و نائب رسول
ہوے اور ساری امت پر اُنکی اطاعت واجب ہوئی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ حضرت
ہارون سب امت موسےٰؑ سے افضل تھے جیسا کہ محمد بن یوسف الگنجی نے کفایۃ الطالب
میں بعد ذکر حدیث منزلت کے لکھا ہی وکان ھارون افضل امۃ موسیٰ فوجب ان
یکون علیؑ افضل من کل امۃ محمدؐ اور نیز حضرت ہارون معصوم تھے کیونکہ وہ قابل نبوت
اور شریک موسےٰ فی اداء الرسالۃ تھے اور جو ایسا ہوا اُسکو معصوم ہونا ضرور ہے
پس اسیطرح جناب امیرؑ بھی سب امت محمدی سے افضل ہوے اور معصوم ٹھہرے
پس خلیفہ و رئیس کے ہوے رعایا و مرؤس اور مفترض الطاعۃ و مُطاع کے ہوتے
ہوے مطیع و فرمان بردار اور افضل کے ہوتے ہوے مفضول اور معصوم کے
ہوتے ہوے غیر معصوم کب خلیفہ اور امام ہو سکتا ہی وذلک واضح کالنور علی شاھق
الطور ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ من نور اور واضح ہو کہ یہ روایت منجملہ احادیث
واٰلہ علی الخلافۃ کے واسطے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے ہی جس سے خلیفہ
بلافصل ہونا جناب امیرؑ کا نص نبوی ثابت ہی مگر اہلسنت نے جب دیکھا کہ اس سے
تو خلافت ثلاثہ اجنبیہ بالکل باطل ہوئی جاتی ہی سارا قصر مشید جو باجماع اہلکاران

تفیقہ قائم ہوا ہی منہدم ہوا جاتا ہی سوچے کہ اس حدیث مین بھی کچھ بات بنانا چاہیے اور اسکو بھی کسی طرح غلط کر دینا چاہیے تاکہ خلافت ثلاثہ ہاتھ سے نہ جانے پائے آخر کہنے لگے کہ پیغمبر خدا نے حضرت امیرؑ کو اسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جبتک کہ لڑائی سے واپس آوین تو خلافت بعض وقت سے خلافت کل وقت کی کہان ثابت ہوئی پس یہ کہنا انکا محض تدلیس اور تلبیس ہی اولاً جواب اسکا یہ ہی کہ جتنی حدیثین اس مضمون کی ہین سب مطلق ہین کسی مین یہ قید نہین ہی کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا ہو کہ تم میرے خلیفہ ہو جبتک مین لڑائی سے واپس آؤن معترض نے یہ تقیید کہان سے ایجاد کی بلکہ استصحاب مقتضی اسیکا ہی کہ جبتک کوئی حکم مخالف نہ پایا جاوے تب تک حکم سابق اپنے حال پر باقی رہے اور عدم خلافت کو کسی حدیث سے اہلسنت ثابت نہین کر سکتے پس خلافت حضرت امیرؑ کی بلاشبہ موافق اس حدیث کے قائم و باقی رہیگی اگر کوئی کہے کہ حضرتؐ نے جناب امیرؑ کو ہارونؑ کے ساتھ تشبیہ دی اور ہارون کو حضرت موسےؑ نے اسی زمانہ تک خلیفہ کیا تھا جبتک کوہ طور سے واپس آئین تو ہم کہینگے کہ یہ قول بھی محض بے دلیل ہی کیونکہ حضرت موسےؑ کا کلام مطلق ہی مقید الی زمان الرجوع نہین ہے جیساکہ فرمایا یاھارون اخلفنی فی قومی ظاہر ہے کہ یہ کلام مطلق ہی مقید نہین ہی اور نہ مفسرین نے کوئی قید ذکر کی ہی اگر مقید ہوتا تو حضرت موسےؑ فرما دیتے یاھارون اخلفنی فی قومی الی ان ارجع **ثانیاً**

حدیث منزلت دلالت کرتی ہی اس بات پر کہ ماعدا النبوۃ کل منازل ہارونی جناب امیرؑ مین پائے گئے اگر ایسا نہو تو خصوصیت استثنا نبوت بیکار ہو جائیگی اور بنص قرآن ثابت ہی کہ منزلتہاے ہارونی سے وزارت یعنے نیابت اور شراکت فی امر الرسالت بھی ہی جیساکہ سوال حضرت موسےؑ واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری اور قبول کرنا جناب باری کا قد اوتیت سؤلک یا موسی

ثابت ہی پس سوال سوئے وزارت و شراکت کافی وقتِ دون وقت نہ تھا اسطرح
وزارت و نیابت جناب امیرؑ بھی مخصوص فی وقت دونِ وقت ہوگی پس یہ کہنا کہ
کہ استخلاف فی وقتِ خاص مراد ہی غلط ہوگیا **ثالثاً** اس حدیث سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ جناب امیر مثل حضرت ہارونؑ کے معصوم اور افضل خلائق اور مفترض
الطاعۃ تھے جیسا کہ استثنا سے ظاہر ہے پس اسی سے ہمارا مطلب ثابت ہی کہ جب
حضرت امیر المومنین معصوم اور افضل خلائق اور مفترض الطاعۃ تھے تو بیشک وقت
حیات اور بعد وفات سرور کائنات ہر حال میں یہی خلیفہ تھے تخصیص کسی وقت کی
بلا مخصص بعید از عقل ہی **رابعاً** اس حدیث سے جناب امیرؑ نے روز شوریٰ اپنی خلافت
پر استدلال کیا ہے جیسا کہ ابن مغازلی نے اور اخطب خوارزم نے اپنی کتابوں میں
لکھا ہی پس اگر یہ حدیث مخصوص بوقت خاص ہوتی تو اس سے استدلال صحیح نہ ہوتا
اور صحابہ اسپر سکوت نہ کرتے بلکہ رد کرتے اور کہتے کہ اس سے تو خلافت منقطعہ
ایک وقت خاص میں پائی جاتی ہی آپنے خلافت تامہ کہاں سے نکالی **خامساً**
کنز العمال میں کہ نہایت کتاب معتبر اہلسنت کی ہی مذکور ہی عن عمر قال لن تنالوا
علیا فانی سمعت رسول اللہ ص یقول ثلثۃ لان یکن لی واحدۃ منھن احب
الی مما طلعت علیہ الشمس کنت عند النبیؐ وعندہ ابوبکر وابوعبیدۃ
بن الجراح والجماعۃ من اصحاب النبی فضرب بیدہ علی منکب علی فقال
انت اول الناس اسلاماً واول الناس ایماناً وانت منی بمنزلۃ ھارون
من موسیٰؑ یعنے عمر نے کہا تم لوگ علیؑ کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتے میں نے تین
باتوں کو رسولخداؐ سے علیؑ کے حق میں سنا کاش انمیں سے ایک بات بھی میرے
واسطے ہوتی تو میرے نزدیک بہتر تھا اس چیز سے جسپر آفتاب پڑتا ہی (یعنے تمام دنیا
وما فیہا سے) میں ایک روز رسولخداؐ کے پاس موجود تھا اور بھی چند اصحاب مثل ابوبکر

وابو عبید وغیرہ کے حضرت پاس موجود تھے پس پیغمبر خدا نے اپنا ہاتھ علیؑ کے
کندھے پر رکھا اور فرمایا تم اول شخص ہو از روے اسلام کے اور اول ناس ہو از روے
ایمان کے اور تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسےٰ سے اور اس روایت کو اخطب خوا
خوارزم نے کتاب مناقب مین اور ابن صباغ نے فصول مہمہ مین اور بھی بہت سے
علماے اہلسنت نے اپنی کتابون مین لکھا ہی پس خلیفہ ثانی کا تمنا کرنا اور اسعد ابن
سعد بن ابی وقاص کا بھی آرزو کرنا (کما ذکر قبل) اور یہ کہنا کہ اگر ہمکو یہ فضیلت ہوتی
تو تمام دنیا و مافیہا سے بہتر تھا درصورت ارادہ خلافت منقطعہ لغو ہوجاتا ہی کیونکہ سیاق
عبارت اسیکا مقتضی ہی کہ دس پانچ رونکی خلافت اور حکومت کی تمنا کرنا اور اُسکو
تمام دنیا و مافیہا سے بہتر قرار دینا ان سبکا مقصود نہ تھا بلکہ وہی منزلت ہارونی جو عبارت
وزارت وخلافت تامہ سے ہی مراد تھی **سادساً** ہم ثابت کیے دیتے ہین کہ پیغمبر خدا
نے بعد فرمانے حدیث منزلت کے جناب امیرؑ سے بتصریح فرمایا ہی کہ تم میرے خلیفہ ہو
ہر مومن کے لیے بعد میرے نسائی نے کتاب الخصائص مین لکھا ہی فقال اما
ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الّا انك لست بنبی تو
قال انت خلیفتی یعنی فی کل مؤمن بعدی یعنے پیغمبر خدا نے حضرت امیرؑ سے
فرمایا تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسےٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہین ہو بعد اسکے فرمایا
کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنے بعد میرے ہر مومن کے لیے تم خلیفہ اور امام ہو یہ حدیث
ایسی ہی کہ جس سے خلیفہ بلافصل ہونا جناب امیرؑ کا بخوبی ثابت ہوا اور خلافت
ثلاثہ اجنبیہ باطل ہوگئی **سابعاً** یہ حدیث کچھ مخصوص حضرت نے عزوا بتوک ہی
مین نہین فرمائی ہے بلکہ اوقات متعددہ مین مقامات مختلفہ مین حضرت نے فرمایا
ہی علیؑ منی بمنزلة هارون من موسیٰ جیسا کہ بعض حدیث صحیح بخاری و مسلم و ترمذی
و مشکوٰۃ وغیرہ کی بھی مطلق ہی کچھ ذکر اسمین غزوہ تبوک کا نہین ہی کتاب ریاض النضرۃ

ہین لکھا ہی جبکہ رسول خدا نے جناب امیر علیہ السلام کو کسی سے مواخات نہین کی اور
حضرت امیر ع کو اسکا خیال ہوا تو پیغمبر خدا نے فرمایا والذی بعثنی بالحق ما اخرتک
الا لنفسی وانت منی بمنزلہ ہارون من موسی غیر انہ لا نبی بعدی قسم خدا کی
جسنے مجھکو مبعوث کیا مین نے توقف نہین کیا تمھاری مواخات مین مگر اپنے لیے (یعنی
تم میرے بھائی ہو) اور تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسے سے مگر یہ کہ میرے بعد
کوئی نبی نہوگا اور یہ مواخات ابتدا زمانہ تشریف آوری رسولخدا مدینہ مین قبل جنگ
احد کے واقع ہوئی تھی کیونکہ اسی حدیث کے آخر مین ہی وکان رسول اللہ وعلی
اخوین وکان حمزۃ بن عبد المطلب وزید بن حارثۃ مولی رسول اللہ اخوین الحدیث
یعنی پس رسولخدا اور علی یہ دونون بھائی ہوے اور حمزہ بن عبد المطلب اور زید بن
حارثہ (جو رسول خدا کے غلام تھے) یہ دونون آپسمین بھائی ہوے وھکذا اور
جنگ احد کے قبل غزوۂ بنوک کے واقع ہوئی تھی بالجملہ حدیث منزلت کو جناب
خاتم النبیین نے شان مین حضرت امیر المومنین کے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا ہی مثل مواخات
کے جیسا ابھی بیان ہوا اور بھی بہت سے علماء اہلسنت نے جیسے ملا علی متقی
نے کنز العمال مین اور شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین اور اخطب خوارزم
نے کتاب مناقب مین اسکو لکھا ہے اور نیز وقت ولادت باسعادت امام حسن اور
اسی طرح وقت ولادت امام حسین ع کے جبرئیل امین نے جناب خاتم المرسلین کو مبارکباد
دی اور امیر المومنین ع کی شان مین رب العالمین کیطرف سے حدیث منزلت کو بیان
کیا شہاب الدین دولت آبادی نے ہدایۃ السعداء مین اور قاضی حسین مالکی نے تاریخ
الخمیس مین اور محب الدین طبری نے ذخائر العقبی مین لکھا ہی جسکا ماحصل یہ ہے کہ
جب امام حسن پیدا ہوے تو جناب فاطمہ نے حضرت امیر سے فرمایا اس مولود کا کچھ نام
رکھو جناب امیر نے فرمایا یہ نہین ہو سکتا کہ مین رسولخدا پر سبقت کرون جب پیغمبر خدا کو

یہ بات معلوم ہوئی تو حضرت نے بھی فرمایا یہ نہین ہو سکتا کہ مین پروردگار عالم
سبقت کرون پس اسوقت حکم خدا ہوا ای جبرئیل میرے دوست کے یہان
پیدا ہوا ہے تم جاؤ اور میری طرف سے مبارکباد دو اور کہو کہ پروردگار عالم کہتا
ای حبیب میرے علی تمسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے پس چاہیے کہ تم
اس مولود کا باسم فرزند ہارون کے رکھو جب جبرئیل نے پیام خدا پہونچایا تو حضرت
نے فرمایا فرزند ہارون کا کیا نام تہا جبرئیل نے کہا شبیر حضرت نے فرمایا ہماری زبان
تو عربی ہے تب جبرئیل نے حسنؑ نام رکھے حضرت نے حسنؑ نام رکہا اور اسی طرح
امام حسینؑ کی ولادت کے وقت بھی ایسا ہی ہوا کہ جبرئیل نے بعد پیام خدا پہونچانے کے
کہا اس مولود کا نام شبیر باسم فرزند ہارون رکھئے حضرت نے فرمایا ہماری زبان
عربی ہے جبرئیل نے کہا حسینؑ نام رکہئے پیغمبر خدا نے حسین نام رکہا اس روایت
سے نہایت قدر و منزلت اس حدیث کی ثابت ہوئی کہ یہ حدیث احادیث قدسیہ مین سے
ہے جسکو پروردگار عالم نے خود شامین جناب امیر المومنین قبلہ دنیا و دین کی ارشاد فرمایا
ہے وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء اسیطرح حدیث منزلت کو جناب رسالتمآب
نے شان مین شاہ خیبر گیر حضرت امیر کی روز خیبر ارشاد فرمایا ہی جیسا کہ مغازلی نے اور
اخطب خوارزم نے کتاب المناقب مین اور محمد بن یوسف گنجی نے کفایۃ الطالب مین
(وغیرہم فی غیرہا) لکھا ہے اسیطرح اس حدیث کو رسول خدا نے وقت سد ابواب صحابہ
سوای باب مدینۃ العلم کے ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ اسکو بھی ابن مغازلی نے اور اخطب
خوارزم نے کتاب مناقب مین لکھا ہے الغرض اسی طرح بہت سے مقامات مین حضرت نے
فرمایا ہے علی منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ اس وجیزہ مین اسکا لکھنا مناسب نہین ہے
چنانچہ سید علی ہمدانی نے کتاب مودۃ القربیٰ مین لکھا ہے عن الصادق عن آبائہ قال النبی
لعلی فی عشرۃ مواضع انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ یعنی جناب امام

جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے اباء طاہرین سے روایت کی ہی کہ رسولخدا نے دس مقام مین
حضرت علی کی شان مین فرمایا ہے انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اب شاہ جیصا
تحفہ کا اس حدیث کو مخصوص غزوہ تبوک سے کرنا غلط ہوگیا اور انکا مکر و فریب اور سخن سازیان
ظاہر ہوگئین بعض اہل سنت اعتراض کرتے ہین کہ اگر خلافت ہارون مراد ہوتی تو پیغمبر خدا
کیون محمد بن مسلمہ یا سباع بن عرفطہ کو مدینہ کا خلیفہ کر جاتے اور ابن ام مکتوم کو پیشنمازی
کے واسطے مقرر کر جاتے پس جواب اسکا اولاً یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ یا سباع بن عرفطہ
کو خلیفہ کرنا پیغمبر خدا کا غزوہ تبوک مین یا اور کبھی محض غلط ہے یہ بات نواصب و دشمنان
امیر المومنین نے محض واسطے مٹانے فضائل نفس رسول کے دل سے بنا کر لکھی ہے
چنانچہ محمد بن یوسف شامی نے کتاب سبل الہدیٰ والرشاد مین بعد اس اختلاف کے
(یعنی رسول خدا غزوہ تبوک مین کسکو مدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے) لکھا ہے کہ عبد البر نے
اور ابن دحیہ نے اسکو ترجیح دی ہی اور صحیح یہی ہے کہ علی کو مدینہ کا خلیفہ کر گئے تھے
نہ محمد بن مسلمہ وغیرہ کو اور یہی بہت سے علماء اہلسنت نے لکھا ہے کہ جناب امیر ہی کو پیغمبر
نے خلیفہ کیا تھا ثانیاً ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ اس حدیث کو پیغمبر خدا نے مخصوص غزوہ
تبوک مین ہی نہین فرمایا تھا بلکہ اوقات متعددہ مین مقامات مختلفہ مین فرمایا تھا
کہ علی مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہے موسے سے اب رہی پیشنمازی ابن ام مکتوم کی پس تو
بھی مثل سابق کے فاسد و دور از واقعیت ہے اولاً ثبوت اسکا ہمارے کتب سے چاہیے
قول مخالف ہمارے واسطے حجت نہین ہوسکتا ثانیاً بنا بر مذہب تمہارے اس پیشنمازی
مین تو کوئی فضیلت نہین ہے تمہارے یہان کی حدیث مین ہے صلوا خلف کل بر و فاجر
جیساکہ شرح عقاید نسفی مین ہی تو جب ہر فاسق و فاجر کے پیچھے نماز درست ہوئی تو ایسی پیشنمازی مین کوئی
کونسی فضیلت ہے اور جناب امیر کو اگر پیشنمازی کیواسطے نصب فرمایا تو انکی خلافت کیونکر خلیفگی
ثالثاً بفرض تسلیم پیغمبر خدا انکو فقط پیشنمازی کیواسطے چھوڑ گئے تھے کچھ خلیفہ اپنا نہین مقرر

کیا تہا اہل مدینہ کو انکا مطیع و فرمان بردار ہونیمین قرار دیا تہا اور جناب امیر کو تو بعض صحا
فرمایا تہا انت خلیفتی ع ہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اور بعض روایت
سے جو خلاف اس مدعا مکتوم کا پایا جاتا ہے وہ باطل ہے جیسا کہ بیان سابق سے ظاہر ہو
اور انکا نابینا ہونا بھی دلیل عدم لیاقت مرتبہ خلافت کی ہے بعض اہل سنت نے یہ بات
نکالی کہ بالفرض اگر خلافت تامہ اس حدیث سے مراد ہو تو چونکہ حضرت ہارون نے حضرت موسی
کے سامنے انتقال کیا اور انکی خلافت جاتی رہی اسیطرح حضرت امیر کی بھی خلافت
منقض ہوگئی اور جاتی رہی سبحان اللہ خلفای ثلاثہ کی محبت مین ایسے از خود رفتہ ہوگئے
کہ خلافت جناب امیر کو بالکلیہ شانے لگے حالانکہ خود خلیفہ چہارم ہونیکے قائل ہین -
ہم کہتے ہین کہ حضرت موسی کو اگر حضرت ہارون پر اعتماد نہتا اور قابل خلافت تامہ کے حضرت
ہارون پر اعتماد نہتا اور قابل خلافت تامہ کے حضرت ہارون تہے تو کیون انکو اپنی قوم پر
مبدل اخلفنی فی قومی کے خلیفہ کرکے چلے گئے تہے اور یہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت موسی
کوہ طور پر سے نہ آتے تو حضرت ہارون برابر انکے خلیفہ رہتے کیونکہ حضرت موسی کو ہارون پر
اتنا اعتماد تہا کہ خدا سے فرمایا اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری پشت کو میری انکے
سبب سے قوی کر اور انکو میرے کام مین (یعنی ادای رسالت مین) شریک کر پس اسیطرح
پیغمبر خدا بھی جب غزوہ تبوک مین بقول تمہاری تشریف لیگئے تو جناب امیر کو اپنا قائم مقام
کر گئے اس سے ظاہر ہے کہ اگر رسول خدا اس جنگ سے تشریف نہ لاتے تو جناب امیر برابر
قائم مقام اور خلیفہ رسول کے باقی رہتے کیونکہ پیغمبر خدا کو بھی حضرت علی پر ایسا ہی اعتماد
تہا کہ مثل حضرت موسی کے فرمایا فاشرح لی صدری ویسر لی امری واجعل لی
وزیرا من اہلی علیا اشدد بہ ظہری خداوندا کشادہ کر تو سینہ میرا اور آسان کر تو امر میرا اور
اور گردان تو وزیر امیر میرا پسر سے اہل بیت سے علی کو جسکے سبب سے پشت میری قوی ہو جیسا
کہ تفسیر ثعلبی اور تفسیر کبیر وغیرہ مین موجود ہے اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر کوئی بادشاہ یا شاہان

اولی العزم سے اپنے کسی بھائی کو جس سے نہایت اختصاص اور اتحاد اور قرابت قریبہ رکھتا ہو اپنا جانشین کرے اور سب رعایا کو اوسکا مطیع و فرمانبردار قرار دے اور اپنی حکومت و ریاست اسکو سپرد بھی کرے مگر قضاء الٰہی سے وہ جانشین اسکے سامنے مرجائے اور یہ ایک زمانہ کے وہ سلطان بادشاہ بنی بھائی کو جیسے نہایت اتحاد اور قرابت قریبہ کہتا ہو اور سید علی رئیس الاشہاد اپنا خلیفہ اور جانشین کرے تو وہ کیا یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اپنے بھائی کو وصی کیا جسطرح فلان بادشاہ نے اپنے بھائی کو وصی کیا تھا اور بعض اہلسنت کی جب دیکھا کہ یہ سب اعتراضات ہمارے کچھ قوی نہیں ہیں تو یہ بات نکالی کہ یہ حدیث اخبار احاد سے ہی معارض اجماع کے (جو ابوبکر کی خلافت پر ہوا) نہیں ہو سکتی سبحان اللہ فضیلت ثلثہ میں جو حدیث باب لوگ صحیح بخاری مسلم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں وہ تو بہت صحیح ہے اور جناب امیر کی فضیلت میں جو حدیث اس کتاب میں ہو وہ اخبار احاد میں سے ہو جائے پایہ اعتبار سے ساقط ہو یہ کیا انصاف ہے اور قطع پوشی اور یہ حدیث جسے تم نے صحیح بخاری سے جو بزعم تمہارے اصح الکتب بعد کتاب باری ہے لکھی ہے تو پھر یہ کتاب اصح الکتب کہاں رہی حالانکہ اس حدیث کو بیس صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہے مثلاً سعد بن ابی وقاص اور ابوسعید خدری اور ابن عمر اور ابن عباس و جابر و زید بن ارقم و ابوہریرہ و معاویہ وغیرہم کے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اور ابن حجر مکی نے صواعق میں لکھا ہے نہایت عجب کی بات ہے کہ روایت پیشنمازی ابوبکر جسکو بزعم اپنے یہ لوگ آٹھ صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور اسکو متواتر سمجھتے ہیں جیسا کہ ابن حجر نے صواعق میں لکھا ہے کہ چونکہ اتنے صحابہ نے اسکو روایت کیا ہے اس سبب سے یہ حدیث متواتر ہے حالانکہ یہ حدیث شیعوں کی بیان ہر گز ثابت نہیں ہے وہ تو متواتر قرار پائے اور حدیث منزلت جو متفق علیہ بین الفریقین ہے اور جسکو بیس صحابہ سے زیادہ نے روایت کیا ہے وہ اخبار احاد میں سے ہو جائے آگے حب الشی یعمی و یصم البتہ بعض نے خوف خدا کر کے لکھا بھی ہے کہ یہ حدیث متواتر ہے

باب مناقب

چنانچہ محمد بن یوسف گنجی نے کفایۃ الطالب فی مناقب علی ابن ابیطالب مین لکھا ہے ھذا
حدیث دخل فی حد التواتر اور سیوطی نے بھی اس حدیث کو متواترات مین سے شمار کیا ہی
اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین لکھا ہے فمن ملمتواتر حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون
من موسیٰ اور یہ جو لکھا ہے کہ اجماع کو یہ حدیث باطل نہین کر سکتی تو ہم اس اجماع کو خود
باطل سمجھتے ہین باطل چیز کو کوئی کیا باطل کریگا کیونکہ اجماع جب صحیح ہوتا کہ اسمین اہل بیت
اور بنی ہاشم بھی شریک ہوتے حالانکہ نہ بنی ہاشم شریک تھے اور نہ خباب امیر
اسمین شریک تھے بلکہ جناب امیر کو تو ان حضرات نے خبر تک نہ کی اور نہ اُنسے رائے
پوچھی اور اگر مطلق اجماع سے خلافت ثابت ہوتو چاہئے کہ یزید سب سے بڑا خلیفہ ہو۔
کیونکہ غالب اجماع یزید کی طرف تھا ویسا اجماع تو خلیفہ اول کو بھی نصیب نہوا بلکہ شرائط
امامت مین انکے علما نے لکھا ہی کہ تین باتونسے ایک بھی اگر کسی مین پائی جاتی تو وہ امام ہی یا تو قہر و غلبہ سے وہ تمام
اور امیر ہو جایا اوسکو خلیفہ مقدم خلیفہ اپنا کر جایا یا اوسکی طرف سب لوگونکا اجماع ہو جیسا کہ شارح مقاصد نے لکھا ہے
پس یزید مین تو تینون باتین یکجا پائی گئین قہر و غلبہ تو بدیہی ہی کہ خاندان سلطنت کا بظاہر تمام دنیا ن تک
سادیا اور استخلاف بھی ظاہر ہی کہ معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین خلیفہ کیا تھا جیسا کہ عبدالبر نے استیعاب
مین اور سیوطی نے تاریخ الخلفا مین لکھا ہے اور اجماع کا حال تو سب جانتے ہین کہ
لاکھون آدمی اسکی خلافت کے قائل تھے بلکہ امام حسین کو اسیواسطے شہید کیا کہ وہ سب
کہتے تھے یزید کی بیعت کر دو پس بنا بر اصول کے چاہئے کہ یزید کی خلافت اول درجہ کی ہو۔
اور وہ ملعون سب نیکون کا امام برحق اور خلیفہ مطلق ہو جیسا کہ بعض اہلسنت اسکی حقیقت خلافت
کے قائل بھی ہوگئے ہین بلکہ اسکے مقابلہ مین امام حسنین علیہ السلام کو خاک بدہانش باغی
اور خارجی ٹہرایا ہے آخر درجہ شاہ صاحب نے اس حدیث منزلت کا جواب یہ لکھا ہے کہ در
صورتیکہ اس حدیث سے خلیفہ ہونا حضرت امیر کا ثابت ہوتا ہے تو اس سے یہ کہان نکلا کہ
ابوبکر و عمر و عثمان خلیفہ نہونگے سبحان اللہ باین معقولیت و باین محدثیت اتنا نہ سمجھے کہ
جب خلافت جناب امیر کی بنص نبوی ثابت ہوئی تو پھر دوسرے کو کیا استحقاق باقی رہا

منصوص علیہ کے ہوتے ہوئے غیر منصوص علیہ کب خلیفہ ہو سکتا ہے یہ کلام شاہ صاحب کا ایسا ہی ہے کہ معتقدین مسیلمہ کذاب جب قائل ہوں تو کہیں کہ ہمنے مانا کہ محمدؐ پیغمبر برحق ہیں مگر اس سے یہ کہاں نکلا کہ مسیلمہ نبی نہیں ہے اور الطاف بانیہ سے یہ بات ہے کہ جسطرح سے مشابہت جناب امیر علیہ السلام کی از روی حدیث منزلت کے ساتھ حضرت ہارون کے (جو خلیفہ اول حضرت موسی کے تھے ثابت ہے اسی طرح مشابہت جناب امیر کی ساتھ حضرت یوشع کی بھی) جو خلیفہ اور وصی ثانی اونحضرت کی تھے) حدیث اور آیت قرانی سے ثابت ہے دیکھو جسطرح حضرت یوشع کو واسطے رد شمس ہوا اسیطرح جناب امیر کیواسطے بھی رد شمس ہوا جیساکہ ازالۃ الخفا و جامع التواریخ وغیرہ میں ہے، اور جسطرح حضرت یوشع کو خدا نے فتی کہا ہے اوسیطرح جناب امیر کو بھی فتا کہا ہے قرآنمین یوشع کی بہ نسبت حقتعالی فرماتا ہے واذ قال موسی لفتاہ اور غزوہ احد میں جناب امیر کی شانمین آیا ہے لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار وفی ہذا کفایۃ لطالب الحق والیقین واز عام لاناف الجاہدین والمنکرین یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

مسلک پنجم مطاعن میں اور اسمیں چار طریق ہیں **طریق اول مشتمل** اوپر طعن ابوبکر کے سا واضح ہو کہ جب جناب فاطمہ نے بعد انتقال اپنے پدر بزرگوار کے سنا کہ ابوبکر نے باغ فدک پر قبضہ کیا تو حضرت تشریف لائیں اور کہا ای ابوبکر یہ باغ ہمارا حق ہے پیغمبر خدا ہمکو دے گئے ہیں ابوبکر نے جناب سیدہ سے گواہ طلب کئے تب حضرت علی اور حسنین اور ام ایمن کو جناب فاطمہ گواہ لائیں اور ان حضرات نے گواہی دی کہ بیشک پیغمبر خدا فاطمہ کو باغ فدک دیگئے ہیں ابوبکر نے گواہی کو ان برگزیدگان خدا کی رد کر دیا اور جناب سیدہ کو کچھ نہ دیا جیساکہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اور سمہودی نے کتاب جواہر العقدین میں اسکا اقرار کیا ہے قال سمہودی فاتتہ فاطمۃ فقالت لہ ان رسول اللہ اعطانی فدک فقال ھل لک علی ذلک بینۃ فجائت بعلی فشھد لھا ثم جائت بام ایمن فقالت الست تشھد انی من اھل الجنۃ قال بلی

قالت فاشهد ان النبی اعطاها فدک فقال ابوبکر برجل وامراۃ تستحقہا
انتی موضع الحاجۃ یعنی فاطمہ ابوبکر کے پاس آئین اور فرمایا یہ باغ فدک ہمارے پیغمبر خدا نے مجھ
دیدیے ہین تب ابوبکر نے کہا تمہارے پاس گواہ ہے جناب سیدہ حضرت امیر کو گواہ لے
آئین پس حضرت علی نے جیسا جناب فاطمہ نے کہا تھا ویسی ہی گواہی دی بعد اسکے ام ایمن کو
گواہ لے آئین اسوقت ام ایمن نے کہا ای ابوبکر تم گواہی دیتے ہو کہ مین اہل بہشت سے
ہون ابوبکر نے کہا ہان تب ام ایمن نے کہا مین گواہی دیتی ہون کہ پیغمبر خدا نے جناب فاطمہ
کو فدک عطا کیا ہے اسوقت ابوبکر نے فاطمہ سے کہا کہ تم ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی
پر چاہتے ہو کہ فدک لیلو اور صاحب کتاب مفتاح الفتوح نے (علی ما نقل عنہ) لکھا ہے
ان فاطمۃ ادعت ان رسول اللہ ایاھا نحلھا فدک فطلب منھا البینۃ فجاءت
بعلی والحسن والحسین وام ایمن فرد بعضھم لجر النفع وبعضھم لعدم
بلوغ نصاب الشہادۃ یعنی فاطمہ نے دعوی کیا کہ رسول خدا نے فدک مجھکو دیدیے ہین ابوبکر
نے گواہ طلب کیے پس علی اور حسن اور حسین اور ام ایمن کو فاطمہ گواہ لائین پس ابوبکر
نے بعض کی گواہی تو بگمان کشش نفع کی اور بعض کی گواہی بسبب نہ پہونچنے حد نصاب کے رد کردی
اور صاحب مواقف اور شارح مواقف نے لکھا ہے فان قیل ادعت فاطمۃ انہ نحلھا
ای اعطاھا فدک نحلۃ وعطیۃ وشھد علیہ علی والحسن والحسین
وام کلثوم والصحیح ام ایمن وھی امراۃ اعتقھا رسول اللہ وکانت حاضنۃ
اولادہ فزوجھا من زید فولدت لہ اسامۃ فرد ابوبکر شہادتھم فیکون ظالما قلنا
اما الحسن والحسین فللفرعیۃ لان الشہادۃ الولد لا تقبل لاحد ابویہ
واجدادہ عند اکثر اھل العلم وایضا ھما کانا صغیرین فی ذلک الوقت
واما علی وام ایمن فلقصورھما عن نصاب البینۃ وھو رجلان او
رجل وامراتان یعنی اگر کوئی اعتراض کرے کہ جب فاطمہ نے فدک کا دعوہ کیا اور کہا

اور کہا کہ یہ پیمبر خدا ہمکو دیکھے ہین اور اسبات پر علی اور حسن اور حسین اور ام کلثوم بلکہ
ام ایمن کی گواہی بھی دی (اور یہ وہ عورت ہین جنکو پیمبر خدا نے آزاد کر دیا تھا
اور زید سے نکاح کر دیا کہ اُسنے اُسامہ پیدا ہوئے اور یہ ام ایمن برابر اولاد رسول
کی دیکھتی رہین) تو پسر ابوبکر نے انکو گونگی گواہی کیون رد کر دی تو ہم جواب دینگے کہ حسن اور
حسین کی گواہی تو اسواسطے ابوبکر نے رد کی کہ یہ دونون اُنہین فاطمہ کے لڑکے تھے
اور گواہی اولاد کی ابوین اور اجداد کے حق مین اکثر کے نزدیک مقبول نہین ہے علاوہ
اسکے یہ دونون اُسوقت کم سن بچے تھے اور علی اور ام ایمن کی شہادت اسواسطے رد کی کہ یہ
دونون مدعین سے گواہی کے کم تھے اور گواہی مین دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کا
ہونا ضرور ہے اب صاحبان انصاف فرمائین اور دیکھین کہ ابوبکر نے اس دعوی
فاطمہ کو (جو حضرت نے فرمایا نحلتنیہا و اعطانیہا رسول اللہ یعنی فدک ہمکو پیمبر خدا
نے دیا ہے) کسطرح رد کیا پہلے تو کہا اس دعوی پر اپنے گواہ لاؤ حالانکہ جناب فاطمہ
مقبض ایہ تطہیر معصومہ تھین اور اہل بیت نبوت سے تھین اُنپر احتمال کذب کرنا محض
بیجا تھا اور جب جناب سیدہ حضرت علی و حسنین اور ام ایمن کو گواہ بھی لائین تو بعد
گواہی اِن حضرات کے ابوبکر نے کچھ خیال نکیا اور یہ سمجھکر ٹال دیا کہ علی انکے شوہر ہیں وہ
حسنین کی سی کہین گے اور حسنین بھی انہی کی لڑکے ہین وہ بھی انہی کی ایسے
حسنین کے ام ایمن ایک عورت ہین ایک عورت کی گواہی سند نہین اب
اس سمجھ کو ابوبکر کے باطل کرتے ہین اولا تو ابوبکر کا گواہ طلب کرنا محض لغو تھا
کہ گواہی جب چاہیے کہ شی مدعی بہ پر قبضہ نہو اور باغ فدک حضرت فاطمہ کے قبضہ
تھا والقبض دلیل الملک پس خلاف حکم شرع ہے کہ قابض سے گواہ طلب ہون
دلیل سپر قطع نظر اجماع امامیہ کے روایت شیخ علی متقی کی کنز العمال اور سیوطی کی
دُر منثور مین ہے حیث قال عن ابی سعید الخدری لما نزلت وات ذا القربیٰ
حقہ دعا رسول اللہ ﷺ فاطمۃ فاعطاہا فدک یعنی ابو سعید خدری سے منقول ہے

باب صلہ رحم

چاپہ پہلی

جب یہ آیہ نازل ہوئی ای رسول جو تمہارا قرابت دار ہے اسکو حق اسکا دیدو تو پیغمبر خدا نے
فاطمہ کو بلایا اور اُن کو فدک عطا کیا اور صاحب روضۃ الصفا نے لکھا ہے بعضی میگویند کہ
حضرت رسالت پسوے فدک امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بدست امیر واقع شد
بران نہج کہ امیر قصد خون ایشان نکند و حوائط خاص از ان رسول اللہ باشد پس جبرئیل فرود آمد
و گفت کہ حق تعالی میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول اللہ گفت کہ خویش کیانند و حق
ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط فدک را باو بدہ و انچہ ازان خدا و رسول را
در فدک ہم بدو بدہ پیغمبر فاطمہ را بخواند و برای او حجتی نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد از
وفات رسول اللہ پیش ابو بکر آوردہ و گفت این کتاب رسولخدا است برای من و حسن
و حسین نوشتہ است اس سے ثابت ہوا کہ باغ فدک قبضہ مین جناب فاطمہ کے تھا۔
اسواسطیکہ کہ اعطاء بدون اقباض باوجود حکم خدا کے اور لکھنے وثیقہ کے بعید از عقل
ہے کیونکہ خدا نے کہا کہ فدک فاطمہ کو دیدو تو اگر رسولخدا نے نہین دیا دیا اور قبضہ
نہین کرایا تو معاذ اللہ خدا کے حکم کی تعمیل حضرت نے نہین کی کان الھبۃ
بدون الاقباض کالھبۃ اور در صورتیکہ ابو بکر نے گواہ بھی طلب کر لیتو دو
حال سے خالی نہین یا ابو بکر کے نزدیک یہ حضرات شاہدین سچے تھے یا سچے نہین تھے
در صورت اولی ابو بکر کو موافق اپنے علم کے عمل کرنا لازم تہا کما ھو مسلم بین الفریقین
اور در صورت ثانیہ یعنی ابو بکر کے نزدیک یہ حضرات سچے نہین تہے تو یہ گمان باطل ابو بکر
کا محض خیال خام تہا اولا جناب سیدہ کو خیال کیجئے جو بضعہ رسولؐ اور عدیل مریم اور
سیدۃ النساء ہون کما فی کتبہم صحاح اور معصوم اور بری از رجس ہون بشہادت آیہ تطہیر اور
جنکی شہادت رد نہین ہو سکتی ہین ثانیا جناب امیر کو خیال کیجئے جو اہلبیت مین داخل ہون اور تمسک
کا انکے ساتھ پیغمبر خدا نے حکم دیا ہو اور نفس پیغمبر ہون بشہادت آیہ مباہلہ اور معصوم ہونے بفاد آیہ تطہیر اور جب خلق
اللہ ہون اور مدینہ علم ہون اور بمنزلہ ہارون کے ہون اور مصداق علی مع الحق بھی ہون

اور باقرار شاہ صاحب سچی بھی ہون کما قال فی تحفۃ المسروقۃ واز جملہ انہا علی مرتضی است
کہ باجماع شیعہ معصوم و باجماع اہلسنت محفوظ و صادق ست پس عقل کب گوارا
کر سکتی ہے کہ ایسا شخص محض دنیا کیواسطے جھوٹی گواہی دی اور سب مسلمین کا حق کو
چاہے کہ ہمین کو ملجائے حاشا وکلا خصوصا اس صورت مین کہ جب احکم الحاکمین نے
خود گواہی کو جناب امیر کی قبول کیا ہو تو پھر ابوبکر کو گواہی مولای انس و جان کے رد کرنیکا
کیا منصب تہا میبذی نے فواتح مین اور نظیری نے خصائص علویہ مین اور ثعلبی نے اپنی
تفسیر مین اور محمد صالح کشفی نے مناقب مرتضوی مین روایت کی ہے کہ قل کفی باللہ شہیدا
بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب یعنی کہ ای رسول کہ کافی ہے واسطی گواہی
کے درمیان ہمارے اور تمہارے اللہ اور وہ شخص جسکی پاس علم کتاب اور اسم اعظم ہے ہمین
مقصود اس شخص سے علی ابن ابیطالب ہین اب خیال کیجئے حال حسنین کو جو کہ
آل عبا مین داخل ہون اور مصداق آیہ تطہیر اور حدیث تمسک اور حدیث سفینہ ہون اور
جنکے واسطے رسولخدا فرماتے ہون اللہم انی احبہما فاحبہما اور جنکی شان
مین اکثر فرمایا ہو الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ پس جن بزرگوار کو
خدا اور رسول دوست رکہین اور جو سردار جوانان اہل بہشت ہون کیا انکا یہی کام ہے
کہ جھوٹی گواہی دین اب خیال کیجئے ام ایمن کو جنکی ملاقات کو رسولخدا اور انکے گھر جایا
کرتے ہون اور جو بشارت دی گئے ہون ساتہ بہشت کے کب عقل گوارا کرتی ہے
کہ ایسی عورت جھوٹی گواہی دے اور عذر صغر سن حسنین (جیسا کہ شارح مواقف
نے کیا ہی) بہ نسبت ایسی دوستان خدا کے مستبعد ہے اوپر قیاس حال اولیاء اللہ
کے اپنے شیوخ ثلثہ پر جنکا مرتبہ علم و عقل و عرفان یہ تہا کہ چالیس چالیس برس تک بت پرست
اور شراب خواری مین مبتلا رہے حالانکہ بدیہی ہے کہ حال انبیاء و اوصیاء و اولیاء کا
مثل حال سائر ناس کے نہین ہی اسلئے کہ یہ لوگ مؤید اور مسدد من اللہ من بدو الفطرۃ

ص ۴۷۷ صحیح مسلم جلد دوم چاپہ کلکتہ
ص ۵۳۰ صحیح بخاری چاپہ میرٹھ
ص ۶۲۳ صحیح ترمذی چاپہ لکھنؤ
ص ۶۲۴ زلۃ القدم

اور صغیر و کبیر انکی کمال عقل و دانش و عرفان مین یکسان ہین مثل سورہای خورد و بزرگ قرآن عزت و شان مین ساوی ہین جیساکہ اتیناہ الحکم صبیا اور اما فی الکتاب و جعلنی نبیا قصہ حضرت یحیی و عیسی مین اسپر شاہد ہے اور کافی ہی خصوصا اس مقام کیلئی جو روایت کی ہے بخاری نے کہ جب ایام رضاعت مین امام حسن علیہ السلام نے بعض تمرات صدقہ کو اٹھالیا تو جناب رسولخدا نے فرمایا کخ کخ اما تعرف انا لا ناکل الصدقة ابن حجر عسقلانی نے اپنی شرح مین لکہا ہے کہ یہ اعتراض جناب رسول خدا کا امام حسن پر جای استبعاد نہین ہی کہ حال امام حسن کا دوسرے کے حال پر قیاس نکرنا چاہیے لان الحسن فی تلک الحال کان یطالع اللوح المحفوظ یعنی امام حسن علیہ السلام اسی سن مین مطالعہ لوح محفوظ کرتے تھے اور بہت مناسب اس مقام کے ہی حال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا جو سن طفولیت مین گفتگو بہلول سے کی ہے جیساکہ صاحب صواعق محرقہ نے نقل کی ہی اور بھی اسی کتاب صواعق مین کہ کتب معتبرہ اہلسنت سے ہے حال حضرت امام محمد تقی علیہ السلام مین لکہا ہوا ہے کہ ایکروز مامون خلیفہ عباسی کا آنحضرت کی طرف گذر ہوا اور وہ حضرت درمیان لڑکون کے کھڑے ہوئے تھے اور لڑکے کھیل رہی تہی اور سب آنحضرت کا نوکر ہی کا تہا غرض سب لڑکے موکب اور دبدبہ سواری خلیفہ دیکہکر بہاگ گئے مگر وہ حضرت جیسے کھڑے تہی سی طرح کھڑے رہگئے جب مامون قریب ہوا تو اسنے کہا ای لڑکے تو بہی سب لڑکون کی طرح سے کیون نہ بہاگا آنحضرت نے فورا بزبان فصیح و ملیح جواب دیا کہ راہ تنگ تہی کہ مین تیرے لیے وسعت دیتا اور مہ جاتا اور میری تیرا کچہ گناہ بہی نہین کیا تہا کہ تجھسے ڈرتا جب جانا اور تجھسے گمان بد بہی نہ کہتا تہا کہ بلا جرم تو کیسکو آزار دیگا بہاگ جاتا یہ سنکر مامون آنحضرت کے حسن کلام اور حسن صورت سے نہایت متعجب ہوا اور پوچہا کہ تمہارا اور تمہارے باپ کا کیا نام ہی آنحضرت نے فرمایا محمد بن علی الرضا پس اسنے کہا رحمك الله ابا ك اور گہوڑا

تو گے بڑھا یا جب عمارات سے باہر گیا تو اپنے باز شکاری کو شکار پر چھوڑا وہ باز نظر وں سے غائب ہو گیا اور بعد تھوڑی دیر کے جانب بالا سے پھرا تو اُسکے منقار مین ایک چھوٹی مچھلی تھی یہ دیکھکر مامون کو نہایت تعجب ہوا اور اپنے لشکر کیطرف پھرا جب اسمقام پر پہونچا جہان سب لڑکے جمع تھے تو دیکھا کہ سب لڑکے بھاگ گئے مگر امام محمد تقی علیہ السلام اپنی جگہہ پر کھڑے ہین مامون نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے تم کیا ہے فرمایا کہ دریای قدرت خدا مین بہت سے جیو چھوٹے بڑے ہین کہ بادشاہون کے باز انکا شکار کرتے ہین اور وہ بادشاہ اُس سے سلامتی جان ہونے کا امتحان کرتے ہین یہ سنکر مامون نے کہا انت ابن الرضا حقا اور آنحضرت کو اپنے ساتھ لایا اور چونکہ اُس پر کمال علم و فضل اور عقل و دانش آنحضرت کی باوجود اس صغر سن کے ظاہر ہوئی تھی اس سبب سے نہایت اعزاز و اکرام کرتا تھا اور ارادہ کیا کہ اپنی بیٹی کو نکاح مین آنحضرت کے دے اگر عباسیون نے سد منع کیا (اس خوف سے کہ ایسا نہو کہ مثل انکے باپ کے انکو بھی اپنا ولیعہد کرے) تب مامون نے کہا کہ مثل اس لڑکے کی علم و حلم و معرفت مین کوئی دنیا مین نہین ہے عباسیون نے اسکا انکار کیا اور کہا یہ لڑکا علما کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے اور بلایا یحیی بن اکثم کو کہ اس زمانہ مین سرآمد علمای روزگار تھا اور اس سے کہا کہ ہم تجھکو بہت مال و زر دینگے اگر اس لڑکے کو نیست کر دے غرض علما اور ارکین دولت سب جمع ہوئے اور مامون نے امام محمد تقی علیہ السلام کیواسطے ایک عمارت بلند بچھوائی پس یحیی نے اپنی دانست مین بہت بہت مشکل سوالات کرنے شروع کئے اور وہ حضرت بلا تامل جوابھای شافی دیتے جاتے تھے کہ ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ یہ بلند تھی آخر الامر خلیفہ نے اصرار کیا کہ کوئی ایک سوال آپ بھی یحیی سے کرین پس حضرت نے فرمایا ای یحیی کیا کہتا ہے تو درباره اس عورت کی کہ نظر کی اُسنے ایک عورت کی

طرف ابتدای روز زمین تو وہ حرام تھی بعد اسکے دن چڑہے وہ حلال ہوئی پھر
ظہر کے وقت حرام ہوئی پھر عصر کیوقت وہ حلال ہوگئی پھر مغرب کے وقت حرام
پھر عشا کے وقت حلال ہوگئی پھر آدہی رات کو حرام ہوئی پھر صبح کو حلال ہوگئی
یحیی نے کہا مین نہین جانتا فرمایا وہ ایک لونڈی جنمیہ تھی کہ ابتدای یوم مین اُسپر
نظر بشہوت کی تھی تو وہ حرام تھی پھر دن چڑہے اسکو مول لے لیا تو وہ حلال ہو گئی
پھر ظہر کو اُسکو آزاد کر دیا پھر عصر کو اس سے تزویج کی پھر مغرب کو اس سے ظہا
کیا پھر عشا کو کفارہ دیا پھر نصف شب کو طلاق رجعی دی پھر صبح کو مراجعت کی
مامون نے عباسیون سے کہا دیکھا تمنے اسکو جسکو انکار کرتے تھے پس اُسی جلسے
مین اپنی بیٹی ام الفضل کر ساتھہ نکاح کر دیا انتہی ما اردنا نقلہ الحاصل
حسنین علیہما السلام امام محمد تقی اور امام حسن عسکری سے بیشک افضل تھی پس
کیسا انکا ابوبکر سے قم من مقام ابینا ازراہ طفولیت نہین ہو سکتا ہی جیسا کہ شاہ
عبدالعزیز صاحب تحفہ نے اسکو محمول لڑکپن پر کیا ہے اور کھا ہے الصبی صبی
ولو کان نبیا یہ کہنا انکا محض غلط ہے کوئی سند اسپر قائم نکی اور حال اولیاء اللہ اور
کل اطفال کا ایک کر دیا اسی طرح سے شارح مواقف کا عذر صغر سن اور عدم
تکمیل نصاب نسبت معصومین کے غیر معقول اور قابل سماعت ارباب عقول نہین ہے سکتا
ہے اس ہمارے لکھنے سے بخوبی ثابت ہوا کہ ابوبکر نے محض نفسانیت اور نادانی
اور طمع دنیای فانی اور ایذا رسانی اہل بیت رسول نیروانی کے خیال سے اس دعوی کو
جناب فاطمہ کے نہ سنا اور ایسی بزرگوار ونکی گواہی کو قبول نکیا کیونکہ ابوبکر کو اسمین اگر
لحاظ حکم شرع مقصود ہوتا تو ہر جگہہ اُسپر عمل کرتے حالانکہ ہم ثابت کئے دیتے
ہین کہ ابوبکر نے فقط ایک شخص کے دعوی کو بدون سنے گواہ کی ناقدر کہا ہے مشکوۃ
مین ہے عن ابی بکر قال لما مات رسول اللہ وجاء ابابکر مال من قبل العلاء بن

تصدیق کے کچھ حصہ اوپر ظاہر ہوگئی اور مثل عوام الناس کے بھیلسازی ٹال دیا ۱۲

بن خضرمی فقال ابوبکر من کان له علی النبی دین او کانت له قبله عدة
فلیاتنا قال جابر فقلت وعدنی رسول الله یعطینی هکذا وهکذا وهکذا فبسط
یدیه ثلاث مرات قال جابر فحثی لی حثیة فعددتها فاذا هی خمسمائة وقال خذ
مثلیها یعنی حاشیہ کتے ہین جب رسولخدا نے انتقال کیا اور ابوبکر کے پاس علاء بن خضرمی کے
جانب سے مال آیا اسوقت ابوبکر نے کہا جس شخص کا نبی کے اوپر دین ہو یا پیغمبر نے کچھ اس
سے وعدہ کیا ہو وہ ہمارے پاس آوے جابر کہتے ہین مین نے ابوبکر سے کہا مجھ سے
رسول خدا نے وعدہ کیا تھا کہ ہم تمکو اتنا مال دینگے پس ابوبکر نے تین مرتبہ دونو ہاتھ بڑھاکر
سر لیطرف پھینکا جب مین نے اسکو گنا تو وہ پانسو درہم تھے بعد اسکے ابوبکر نے کہا اسکی دوگنا اور لے
لو یہان پر انکے علماء خود حیران ہین کہ ابوبکر نے دعوی کو ایک شخص کی بدون سنی گواہ
کے کیون قبول کیا جیسا کہ بعض حواشی صحیح بخاری مین بھی موجود ہے سبحان اللہ جابر
نے جو کہ صحابہ مین سے تھے) جب آکر مانگا تو انسے ابوبکر نے گواہ طلب کئے اور ڈیڑھ ڈیڑھ
ہزار درہم بموجب مال مفت دل بیرحم دیدئے اور فاطمہ پارہ جگر رسول نے جب اپنی چیز
مانگی اور دعوی کیا تو انسے گواہ طلب کئے اور بعد گواہی کے بھی کچھ نہ دیا مرحبا بھی چاہئے
ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ❊ واضح ہو کہ اولا جناب سیدہ نے دعوی ہبہ
کا کیا اسپر ابوبکر نے گواہ طلب کئے جب حضرت علیؑ اور حسنین اور ام ایمن نے گواہی دی
تو ابوبکر نے گواہی کو ان حضرات کی بلطائف الحیل رد کر دیا تب جناب سیدہ نے مجبور
ہوکر دعوی میراث کا کیا اس خیال سے کہ اسمین تو ابوبکر کو کچھ عذر نہ ہوگا کیونکہ مین نبی
رسول کی ہون سوائے میرے اور کون وارث ہے اسطرح سے بھی فدک میرا ہی
مال ہے اسکو بھی ابوبکر نے ایک حدیث اپنے دل سے بنا کر اوڑا دیا جیسا کہ صحیح بخاری
مین عائشہ سے منقول ہے ان فاطمة بنت رسول الله سالت ابا بکر الصدیق
بعد وفات رسول الله ان یقسم لها میراثها مما ترک رسول الله مما افاء

الله علیه فقال لهما ابوبکر ان رسول الله ص قال لا نورث ما ترکنا صدقة فغضبت
فاطمة بنت رسول الله ص وهجرت ابابکر فلم تزل مهاجرته حتی توفیت وعاشت
بعد رسول الله ص ستة اشهر یعنی فاطمہ دختر رسولخدا نے بعد وفات پیغمبر خدا کی
ابوبکر سے سوال کیا کہ جو میرے باپ کا ترکہ ہے اوس چیز مین سے جو
خدا نے ان کو عنایت فرمایا تھا وہ میراث میری ہے مجکو دے
ابوبکر نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو چیز ہم چھوڑ جائین
وہ سب صدقہ ہے یہ سنکر جناب فاطمہ دختر رسول غضبناک ہوئین اور وہان سے چلی آئین اور
پھر ابوبکر سے ملاقات نکی اور ہمیشہ کنارہ کش رہین یہانتک کہ انتقال کیا حالانکہ بعد
رسولخدا ص کے چھ مہینے تک زندہ رہین اور پھر صحیح بخاری مین عائشہ سے منقول ہے
ان فاطمة والعباس اتیا ابابکر یلتمسان میراثهما من رسول الله ص وهما یومئذ
یطلبان ارضیهما من فدك وسهمه من خیبر فقال لهما ابوبکر
سمعت رسول الله یقول لا نورث ما ترکنا صدقة انما یاکل آل محمد من
هذا المال قال ابابکر والله لا ادع امرا رایت رسول الله ص یصنعه الا صنعته قال فهجرته فاطمة فلم تکلمه حتی ماتت یعنی فاطمہ و عباس دونون ابوبکر کے پاس آئے
اور اپنی میراث کو جو رسولخدا چھوڑ آئے تھے طلب کیا اور دونون اُس روز اپنی زمین یعنی فدک
اور عباس اپنا حصہ مال خیبر مین سے بھی ابوبکر سے مانگ رہے تھے ابوبکر نے جواب دیا
کہ پیغمبر خدا سے سنا ہے وہ فرماتے تھے ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چھوڑ جائین
وہ سب صدقہ ہے ہان آل رسول کو کچھ تھوڑا سا اسمین سے کھانیکو دینا چاہیے
بعد اسکے ابوبکر نے کہا قسم خدا کی جس امر کو مینے رسولخدا کو کرتے دیکھا اسیطرح مین بھی کرونگا
راضی نہوا ہے فاطمہ یہ سنکر ابوبکر کے سامنے سے چلی آئین اور پھر ابوبکر سے کلام نکیا
یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا اور صحیح مسلم مین ہے ان فاطمة بنت رسول الله ا

الی ابی بکر الصدیق تسأله میراثها من رسول الله صلعم مما افاء الله علیه بالمدینة
وفدك وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول الله صلعم قال لا نورث
ما ترکنا صدقة انما یاکل ال محمد فی هذا المال واني والله لا اغیر شیئا من صدقة
رسول الله صلعم عن حالها التی کانت علیها فی عهد رسول الله ولا عملن فیها
بما عمل رسول الله صلعم فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمة شیئا فوجدت فاطمة
علی ابی بکر فی ذلك فهجرته ولم یکلمه حتی توفیت وعاشت بعد رسول الله
ستة اشهر فلما توفیت دفنها زوجها علی بن ابیطالب لیلا ولم یؤذن بها ابابکر
وصلی علیها علی انتهی موضع الحاجة یعنی فاطمہ دختر رسولخدا نے ابوبکر سے میراث طلب کی
جو جو چیزیں خدا نے اپنے رسول کو مدینہ میں دی تھیں اور باغ فدک کو بھی طلب کیا اور وہ چیز کہ
باقی تھی خمس سے خیبر کے اسکو بھی مانگا ابوبکر نے جواب دیا رسولخدا کہہ گئے ہیں کہ ہمارا کوئی وارث نہیں
ہوتا جو چیز ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے البتہ اولاد رسول کو کچھ تھوڑا سا کھانیکو اسمیں سے ملنا
چاہئے اور اب ہم جو صدقہ رسول کا ہے اور جسطرح رسول کے زمانہ میں ہم اسمیں تغیر نہیں دیتے
اور جسطرح رسول نے عمل کیا ہے اسیطرح ہم بھی عمل کرینگے پس ابوبکر نے انکار کیا اور کچھ بھی فاطمہ
کو نہ دیا اسوقت فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور پھر کلام نکیا یہانتک کہ انتقال کیا اور بعد رسول
چھ مہینے تک زندہ رہیں جب فاطمہ نے انتقال کیا تو انکے شوہر علی بن ابیطالب نے شب کے وقت دفن کیا اور
ابوبکر کو جنازہ پر آنیکی اجازت نہ دی اور خود حضرت علی نے فاطمہ پر نماز پڑہی **اب**
صاحبان انصاف اور منصفان دوراندیش اعتساف ذرا غور کرین اور دیکھین اس ظلم کو
وہ باغ جو خاص رسولخدا کا تھا مال غنیمت سے نہ تھا کسی کے لڑنے سے ہاتھ نہیں آیا
تھا اور اسکو پروردگار عالم نے اپنے حکم سے فاطمہ کو دلایا تھا اس حق کو ابوبکر نے غصب
کر لیا ہزار حیف ان فاطمہ کو ابوبکر نے حق سے محروم کیا اور رنج دیا جنکی تعظیم کیواسطے
پیغمبر خدا اوٹھ کہڑے ہوتے تھے اور وہ فاطمہ جو معصومہ ہیں بشہادت آیہ تطہیر اور جنکی

شائین پیمبر خدا فرماتے تھے فاطمہ سیدۃ نساء اھل الجنۃ فاطمہ سردار ہی زنان بہشت
کی اور فرماتے تھے فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی فاطمہ پارہ جگر میری ہی
جسنے اوسکو غضبناک کیا اوسنے مجکو غضبناک کیا اور یہی فرماتے تھے فاطمۃ بضعۃ منی
یوذینی ما اذاھا فاطمہ پارہ جگر میری ہی پس سبب اوسکو اذیت ہوتی ہے اوس
سے مجکو بھی اذیت ہوتی ہے اب ہم کہتے ہین اس کلام سے ابوبکر کے جناب
فاطمہ غضبناک ہوئین جیسا کہ غضبت فاطمہ سے ظاہر ہے اور یہ غضبناک ہونا جناب
سیدہ کا ابوبکر کی وجہ سے تھا تو ابوبکر نے فقط فاطمہ غضبناک نہین کیا بلکہ پیغمبر خدا
کو بھی غضبناک کیا و اغضاب النبی ﷺ علی حد الشرک اور پھر ہم کہتے ہین کہ جناب
سیدہ کا ابوبکر پر غضبناک ہونا اور مرتے دم تک کلام نکرنا اور جنازہ پر آنیکے واسطے منع
کرنا اور نماز پر جنیکے روادار نہونا بلکہ ابوبکر پر بد دعا کرنا ان سب باتون سے بخوبی
ظاہر ہے کہ جناب فاطمہ کو بڑا صدمہ ہوا اور نہایت رنج پہونچا اور جب کسی کو صدمہ
پہونچیگا تو ضرور روح و قلب کو ایذا ہوگی اور پیغمبر خدا فرما چکے ہین یوذینی ما اذاھا
تو اس ایذای جناب فاطمہ سے بیشک پیغمبر خدا کو بھی ایذا پہونچی ہوگی اور خداوند جبار
فرماتا ہے ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ
یعنی جو لوگ خدا کو اور اسکے رسول کو ایذا پہونچاتے ہین اونپر خدا لعنت کرتا ہے دنیا و
آخرت مین اس سے جو نتیجہ نکلا وہ ظاہر ہے خیال کرو جسکے سبب سے بضعہ رسول کو بلکہ خود
رسول کو ایذا پہونچے اور دختر رسول اس سے بسبب انکی حق نہ دینے کے دنیا سے
ناراض جائین اور مرتے دم تک بسبب رنج کے اس سے کلام نکرین و جنازہ پر آنے
دینے کی روادار نہون تو ایسا شخص کب دین پیغمبر پر باقی رہ سکتا ہے ؎

ہرگز دم باور نمے آید ز روی اعتقاد ❊ حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن

اس مقام پر خود انکے اکثر علماء کی عقل دنگ ہے دریای حیرت مین غوطہ زن ہورہے ہین

صحیح بخاری ص ۵۳۱

صفحہ ۴۲۳
چاپہ نولکشور

در زلہ ہا کشتین پڑے ہاتھ پاؤن مار رہے ہین کچہ بات بنائی نہین بنتی چنانچہ
شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین لکہا ہے مشکل ترین قضیہا یا قضیہ فاطمہ زہرا
است بر ابوبکر اگر بگوئیم کہ او جاہل بود باین سنت یعنی حدیثی کہ ابوبکر نقل کردہ یعنی ما
معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ از فاطمہ واگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد او را بسماع این حدیث ازان حضرت
مشکل میشود کہ بعد از استماع از ابی بکر و شہادت سائر صحابہ برآن چرا قبول نکرد واگر غضب
او پیش از سمع حدیث بود چرا برنگشت از غضب تا آنکہ استمرار کشید و تا زندہ بود ہجرت
کرد انچہ ہر کیف جب اہل سنت نے دیکہا کہ کوئی بات بنائے نہین بنتی ہے اور
خلافت شاہدین نقص لگا جاتا ہے تو آخر مجبور ہوکر یہ بات بنائی کہ ابوبکر نے فاطمہ کو
قصداً غضبناک نہین کیا بلکہ وہ خود غضبناک ہوئین جیسا کہ شاہ صاحب نے اپنے
تحفہ مسروقہ مین لکہا ہے اسکا جواب اولاً یہ ہے کہ قصد امور قلبیہ سے ہی جیسا کہ خود
شاہ صاحب نے جواب مین طعن دوم کے مطاعن عمر سے لکہا ہے وقصد از امور
قلبیہ است کہ بران غیر از خدا تعالی دیگرے مطلع نمیتواند شد پس کیونکر معلوم ہوسکتا
ہے کہ ابوبکر کا قصد غضبناک کرنیکا تہا نہایت تعجب کی بات ہے کہ شاہ صاحب کو
اسمقام پر خلاف اپنی قول کے اطلاع ہوگئی کہ ابوبکر کا قصد بضعہ رسول کو غضب
مین لانیکا تہا اگر یہ کہین کہ ہمارا حسن ظن یہی کہتا ہے کہ انکا قصد ہرگز اغضاب کا نہا
پس یہ قول مقابلہ مین شیعون کے کہنا نہایت عقلمندی ہے شیعہ کہینگے ہم بھی انکے
عادات واطوار سے خوب واقف ہین ہم خوب سمجہتے ہین کہ بیشک ابوبکر کو مقصود غضبناک
کرنا اور محروم رکہنا اور رنج دینا بضعہ رسول کو تہا کہ جسپر قرائن حالیہ ومقالیہ دال
ہین ثانیاً معنی اغضاب کے غضب مین لانا اور آزردہ کرنا ہے خواہ کسی فعل سے کسی
سبب سے ہو خواہ کسی گفتگو کے ساتھ پس جو شخص عمداً جان بوجھکر ایسا کام کرے جو
باعث کسی کے غضب کا ہو تو سبب اس غضب کا وہی شخص ہوا اور فیمن انجبہا مین

مین داخل ہو اتا لتاذیونی ما اذاھا مین ما سے غیر ذوی العقول مراد ہے جسمین
قصد نہین پایا جاتا اسی طرح اغضبنی مین بہی قصد معتبر نہین ہوگا کیونکہ ایذا اور غضب
ایک ہی قسم سے ہے رابعا ہم پوچہتے ہین کہ اغضاب نبی مین آیا قصد معتبر ہے یا نہین اگر
قصد معتبر نہین ہے تو یہان اغضاب فاطمہ مین بہی قصد معتبر نہوگا لعدم الفارق
بینہما اور اگر قصد معتبر ہو تو چاہیئے کہ بلا قصد غضب اگر کوئی ایسی بات کیا کرے جو
باعث غضبناک ہونے نبی کا ہو تو اسمین کچہ مضائقہ نہو حالانکہ باجماع مسلمین یہ باطل
ہے خامسا مشکوٰۃ مین ہے کہ عمر کو تہورات توریت کہین سے مل گیا خوشی خوشی
رسول خدا کے پاس لاکر کہا یا حضرت یہ توریت ہے حضرت نے اسکے جواب مین خموشی
اختیار کی پہر عمر نے اسکو پڑہنا شروع کیا تب تو رنگ پیغمبر خدا کا متغیر ہوا ابوبکر نے
عمر سے کہا تو مرجائے اور لوگ بیچپر رو مین تو نہین دیکہتا چہرہ مبارک کو رسولخدا کے عمر نے
چہرہ مبارک کو دیکہکر کہا مین پناہ مانگتا ہون غضب خدا اور غضب رسول سے
پس اگر قصد معتبر ہوتا تو عمر کا پناہ مانگنا غضب خدا اور غضب رسول سے کیا معنی عمر نے کیون کہا
یا حضرت مین نے قصد نہین کیا تھا آپ خود غضب مین آئے میرا کیا قصور ہے آپ کیون
میرے تئین نصیحت کرتے ہین اسی طرح ابوبکر سے کیون کہا کہ تم ناحق مجہکو گالیان دیتے
ہو اور بد دعا کرتے ہو مینے قصد پیغمبر کو غضناک نہین کیا ہے مجہی اغضاب کب مقصود
تہا اور ابن الخطیب نے مستطرف مین اور زمخشری نے ربیع الابرار مین لکہا ہے کہ شراب
کے بارہ مین تین آیتین نازل ہوئین سبب نزول آخر آیہ یہ تہا کہ حضرت عمر نے بہی شراب
پی اور حالت نشہ مین ایک بڈہی کو اونٹ کے جبڑے کی اٹہا کر بیچارہ عبدالرحمن بن عوف
کے سر پر ایسا مارا کہ سر اسکا پہٹ گیا بعد اسکے بیشمار جو کفار بدر کی لڑائی مین مارے
گئے تہے انپر اسود بن یعفر کے اشعار پڑہ کر رونا شروع کیا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ وہ
لوگ کہان ہین کہ جو جوان اور بڈہے تہے اور چاہ بدر مین ڈالدئے گئے کیا مجہکو ڈر آتا ہے

چاپ دہلی ۲۲

یا یہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر

این کنیہ کنایہ ہے رسول خدا سے کہ ہم لوگ پھر زندہ ہونگے حالانکہ یہ بدبختی
مرے ہوؤں کو پہچان کیونکر زندہ ہو سکتی ہین کون شخص ایسا ہی جو میرے طریقہ سے خدا سے کہدے
کہ مین نے آجسے روزہ رکھنا چھوڑ دیا خدا سے کہدو کہ اب کبھی پینا میرا بند کردے جب یہ
خبر رسول خدا کو پہونچی تو حضرت غصہ مین نکلی اور ردای مبارک کھینچتے جاتی تھی پس حضرت
نے کوئی چیز چوبدست مبارک مین تھی اٹھاکر اس سے مارا اسوقت حضرت عمر ہوش
مین آئے اور کہنے لگے کہ پناہ مانگتا ہون مین غضب خدا اور غضب رسول سے اسوقت
یہ آیت نازل ہوئی انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی
الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون یعنی
خدا کا یہ منشا ہے شیطان کہ تم لوگون مین عداوت اور دشمنی ڈالدی بوجہ شراب خواری
اور قمار بازی کے اور چاہتا ہے کہ تم لوگون کو باز رکھے نماز سے اور ذکر خدا سے پس آیا تم
لوگ باز آؤ گے عمر نے یہ سنکر کہا کہ شراب سے اب مین باز آیا الحاصل اگر اغضاب مین
قصد معتبر ہوتا تو جسوقت پیغمبر خدا نے غضبناک ہوکر مارا تو عمر نے یہ کیون نکہا کہ مین نے
تو قصدا اسکی شراب نہین پی تھی کہ آپ غضبناک ہون اور نہ اس قصد سے اشعار پڑہے آپ
کیون مجکو مارتے ہین اور کیون غضبناک ہوتے ہین سادساً ہم ثابت کئے دیتے ہین
کہ فقط غضبناک ہونیسے جناب فاطمہؑ کے خدا غضبناک ہوتا ہے صواعق محرقہ مین اور استیعاب
کراغبانین مین ہے عن النبیؐ انہ قال یا فاطمۃ ان اللہ یغضب لغضبک ویرضی
لرضاک اور کتاب مدارج النبوۃ مین ہے ان اللہ یغضب لغضب فاطمۃ ویرضی
لرضاھا یعنی فاطمہ کے غضبناک ہونیسے خدا غضبناک ہوتا ہی اور فاطمہ کے خوش ہونیسے
خدا خوش ہوتا ہے یہانپر اغضاب وغیرہ کا کچھ ذکر نہین ہے محض غضبناک ہونیسے
فاطمہ کے خدا بھی غضبناک ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ ابوبکر نے خدا کو بھی غضبناک کیا
سابقاً خود شیخین نے اقرار اغضاب کا بھی کیا ہی جیسا کہ ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ

ص ۱۷۰ مطبوعہ ۱۳۱۴ھ

والسیاستہ مین لکہا ہے کہ عمر نے ابوبکر سے کہا انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبنا
چلو فاطمہ کے یہان کیونکہ ہم لوگون نے انکو غضبناک کیا ہے اس ہمارے نکلنے سے بخوبی ثابت
ہوا کہ ابوبکر نے بلکہ عمر نے بھی فاطمہ کو غضبناک کیا اور جب فاطمہ کو غضبناک کیا تو رسولخدا کو بھی
خدا کو بھی غضبناک کیا فقد باء بغضب من اللہ ومأوہ جہنم وبئس المصیر بخلاف
ان لوگون سے اس مقدمہ فدک مین کوئی بات بنائی نہین بنتی کیونکہ غضب فاطمہ کا
کا غضبناک ہونا اور ابوبکر و عمر سے ناراض ہونا بخوبی ان کی کتابون سے ثابت ہے
اور فاطمہ کے غضبناک ہونیسے رسولخدا کا بھی غضبناک ہونا ثابت ہوا اور پیغمبر خدا
کا غضبناک کرنیوالا کافر ہی اس سے جو نتیجہ نکلا وہ بھی ظاہر ہے آخر مجبور ہوکر کہنے
لگی کہ ابوبکر نے جاکر فاطمہ سے عذر کیا اور انکو راضی کیا جیسا کہ شارح صاحب نے
بھی لکہا ہے یہ عذر انکا بدتر از گناہ ہے حاشا وکلا ہرگز فاطمہ ابوبکر سے خوش
نہین گئین بلکہ دنیا سے ناراض گئین جیسا فلم یکلمہ حتی مماتت سے ظاہر ہے
اور وصیت کرنی اس بات کی کہ ابوبکر جنازہ پر نہ آئے اس سے بھی صاف ظاہر ہے
کہ ہرگز راضی نہ ہوئین علاوہ اسکے ہم پوچھتے ہین کہ اگر جناب فاطمہ حق پر نہ تہین تو باوجود
لیے رہنے فدک کے اور حق نہ دینے کے عذر کرنا کیا معنی اور اگر حق پر نہ تہین تب
بھی عذر کرنا لغو تہا بلکہ تنبیہ کرنی چاہیے تہی کہ خیال باطل سے باز رہین علاوہ اسکے
اس عذر کرنیسے تو معلوم ہوا کہ بیشک ابوبکر کی خطا تہی کیونکہ بغیر قصور کے کسی سے
عذر کرنا اور اسکو راضی کرنا کیا معنی آنوالا کہ حساب پاک ست از محاسبہ چہ باک بہرکیف
اب ہم جناب سیدہ کا ابوبکر سے ناراض جانا اور کسی طرح راضی نہونا بلکہ ابوبکر پر
بددعا کرنا انہین کی کتاب سے ثابت کرتے ہین ابن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاست
مین روایت کی ہے کہ عمر قال لابی بکر انطلق بنا الی فاطمۃ فانا قد اغضبنا
ہا فانطلقا جمیعا فاستاذنا علی فاطمۃ فلم تاذن لہما فاتیا علیا فکلماہ

فادخلهما علیها فلما قعد عندها حولت وجهها الی الحائط فسلما علیها
فلم ترد علیهما السلام فتکلم ابوبکر فقال یا حبیبة رسول اللہ واللہ ان قرابة
رسول اللہ احب الی ان اصل من قرابتی وانک احب الی من عائشة ابنتی
ولوددت یوم مات ابوک انی مت ولا ابقی بعدہ اغیر انی اعرف لک واعرف
فضلک وشرفک وامنعک حقک ومیراثک من رسول اللہ الا وانی
سمعت من رسول اللہ یقول لا نورث ما ترکناہ صدقة فقالت ارایتکما
ان حدثتکما حدیثا عن رسول اللہ اتعرفانہ وتفعلانہ قالا نعم فقالت
انشدکما باللہ الم تسمعا من رسول اللہ یقول رضاء فاطمة من رضائی
وسخطها من سخطی ومن احب فاطمة ابنتی فقد احبنی ومن ارضی فاطمة
فقد ارضانی ومن اسخط فاطمة فقد اسخطنی قالا نعم سمعناہ من رسول
اللہ قالت فانی اشهد اللہ وملائکتہ انکما اسخطتمانی وما ارضیتمانی ولئن
لقیت النبی لاشکونکما الیہ فقال ابوبکر عائذا باللہ من سخطہ وسخطک
یا فاطمة ثم انتحب ابوبکر باکیا کاد نفسہ ان تزهق وهی تقول واللہ لا
ادعون اللہ علیک فی کل صلوٰة یعنی عمر نے ابوبکر سے کہا چلو فاطمہ کے یہاں کیونکہ
ہم لوگون نے انکو غضبناک کیا ہی پس ابوبکر و عمر دونون آئے اور فاطمہ سے مکالمہ کرنا چاہا
چاہی مگر ان حضرت نے اجازت نہ دی تب دونون مایوس ہوکر علی کے پاس آئے اور انسے کچھ باتین
کین پس حضرت امیر ان دونو کو خانہ جناب فاطمہ مین لی آئے جب دونون حضرت فاطمہ
کے پاس بیٹھے جناب سیدہ نے دیوار کی طرف مونھ پھیر لیا پھر ان دونون نے حضرت پر
سلام کیا فاطمہ نے کچھ جواب نہ دیا تب ابوبکر نے کہا ای دختر رسول قسم خدا کی قرابت دار
رسول کو مین بہتر جانتا ہون اس سے کہ مین اپنے قرابت دار کے ساتھ سلوک کرون اور
میرے نزدیک تم بہتر ہو عائشہ سے اور جس روز تمہارے باپ نے انتقال کیا اس روز

اگر مجکو موت آتی اور مین مرجاتا تو بہتر تہا اور تم جانتی ہو کہ مین تمہاری بزرگی اور شرافت
کو خوب پہچانتا ہون باوجود اسکی کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین تمہارا حق اور میراث نہ تہا مانگ
اسکا سبب یہی تہا کہ مینے رسول خدا سے سنا تہا وہ فرماتے تہے ہمارے مال کا کوئی وارث
نہین ہی جو ہم چہوڑ جائین وہ سب صدقہ ہے تب فاطمہ نے کہا اگر مین ایک حدیث
رسول خدا کی تم دونون کو تمہیون سے بیان کرون تو پہچانوگے اور سمجہوگے ان دونون نے
کہا البتہ تب سیدہ نے کہا مین تم دونون سے خدا کی قسم دیکر پوچہتی ہون کہ تم نے
کیا رسول خدا سے نہین سنا تہا کہ وہ فرماتے تہے فاطمہ کی خوشی سے میری خوشی
ہے اور اسکے رنج سے میرا رنج ہے اور فرماتی تہی جو فاطمہ کو دوست رکہے اسنے
مجکو دوست رکہا اور جو فاطمہ کو راضی رکہے اسنے مجکو راضی رکہا اور جسنے فاطمہ کو رنج
دیا اسنے مجکو رنج دیا ابوبکر اور عمر نے جواب دیا ہان رسول خدا سے یہ حدیث
تب جناب فاطمہ نے کہا مین خدا کو اور ملائکہ گواہ رکہکے کہتی ہون کہ تم دونون نے
مجکو رنج دیا اور غضبناک کیا اور ہرگز راضی اور خوش نہین رکہا اور جب مین ملاقات
کرونگی نبی کی تو تم دونون کی شکایت کرونگی ابوبکر نے کہا اے فاطمہ مین پناہ مانگتا
خدا کے غضب سے اور تمہاری غضب سے بعد اسکے ابوبکر نے چیخ مار کر رونا
شروع کیا قریب تہا کہ روح بدن سے نکل جائے اور جناب سیدہ کہتی جاتی تہین
کہ ای ابوبکر مین تجہپر ہر نماز مین بد دعا کرونگی اس روایت سے بخوبی ثابت ہوا
کہ جناب فاطمہ ابوبکر اور عمر دونون سے ناراض گئین آپ ہم اس حدیث کو ابوبکر کی
(یعنی ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث نہین ہوتا ہے جو مال چہوڑ جاتے ہین وہ سب صدقہ
ہی) باطل کرتے ہین اولاً ہم اس حدیث کو خود قول سے ابوبکر کے باطل کرتے ہین کہ
ابوبکر نے اقرار کیا ہے کہ البتہ اولاد نبی وارث ہوتی ہی مسند احمد بن حنبل بن ابوطفیل
سے منقول ہے قال لما قبض رسول اللہ ص ارسلت فاطمۃ الی ابی بکر انت

انت ورثت رسول اللہ ام اھلہ قال فقال لا بل اھلہ قالت فاین سہم
رسول اللہ قال فقال ابوبکر انی سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ اذا اطعم
نبیا طعمہ ثم قبضہ جعلہ الذی یقوم من بعدہ فرایت ان ارد ہ علی المسلمین
فانت وما سمعت من رسول اللہ اعلم یعنی ابوطفیل کہتا ہے جب پیغمبر خدا نے انتقال
فرمایا تو فاطمہ نے ابوبکر سے کہا پیغمبر خدا کا تو وارث ہے کہ انکی اولاد وارث ہے ابوبکر نے کہا
میں نہیں وارث ہوں بلکہ انکی اولاد وارث ہے اسوقت فاطمہ نے کہا پس کہ رسول کا کہان
ہے ابوطفیل کہتا ہے ابوبکر نے جواب دیا میں نے رسولخدا سے سنا ہے وہ فرماتے تھے جب
خدا کسی نبی کو کچھ معاش عطا کرتا ہے اور اس نبی کو اپنے پاس بلا لیتا ہے تو وہ عطیہ اس شخص
کیواسطے ہوتا ہے جو اس نبی کا قایم مقام ہو پس میں نے بہتر اسکو دیکھا کہ اس مال کو
سب مسلمین کو دیدوں اسوقت فاطمہ نے کہا تو نے جو بات رسولخدا سے سنی ہے اسکو
خوب جانتا ہے اس روایت سے ثابت ہوا کہ ابوبکر نے اقرار کیا کہ وارث پیغمبر خدا کے اولاد ہے
ہے سبحان اللہ دروغ گو را حافظہ نباشد کبھی تو کہتے ہیں کہ پیغمبر کا کوئی وارث نہیں ہوتا
پیغمبر کا مال سب صدقہ ہے کبھی کہتے ہیں کہ نہیں پیغمبر کی اولاد وارث ہوتی ہے کبھی کہتے
ہیں کہ پیغمبر کا متروکہ سب خلیفہ کا حق ہوتا ہے اس اضطراب کلام اور تناقض مقام کو
دیکھنا چاہیئے کہ گاہی چنین و گاہے چنان اگر پیغمبر کا مال سب خلیفہ صاحب کا ہوا تو معلوم
معلوم کہ اولاد نبی وارث کس چیز کی ٹھہری اور اس سے زیادہ لطف کی بات دیکھنے کی
قابل ہے کہ جب جناب سیدہ نے دعوی کیا ہے تو ابوبکر نے ایک وثیقہ بھی لکھدیا اور
فدک واگذاشت کردیا جب خلیفہ ثانی نے ابوبکر سے پوچھا کہ یہ رقعہ کیا ہے تو ابوبکر
نے جواب دیا کہ یہ نوشتہ اسکا ہے جو فاطمہ کو اپنے باپ سے میراث پہونچی ہے یہ سنکر
عمر نے اس رقعہ کو لیکر پھاڑ کر پھینکدیا خلیفہ اول کا بھی کچھ لحاظ نکیا اگرچہ جناب سیدہ
کی بددعا سے آنحضرت کا بھی بدولت ابولولو کے ایسا ہی حال ہوا سبط ابن جوزی

سبط نے کتاب مرآۃ الزمان مین لکھا ہے عن علی ابن الحسین جاءت فاطمۃ بنت رسول
اللہ الی ابی بکر وھو علی المنبر فقالت یا ابابکر انی کتاب اللہ ان ترث ابنتک
ولا ارث ابی فاستعبر ابوبکر باکیا ثم قال بابائی انت ثم نزل فکتب لھا
بفدک ودخل علیہ عمر فقال ما ھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ میراثھا
قال فما اذا تنفق علی المسلمین وقد حاربتک العرب کما تری ثم اخذ عمر
الکتاب فشقتہ یعنی علی ابن الحسین نے فرمایا کہ جناب فاطمہ ابوبکر کے پاس آئین اسوقت
ابوبکر کو منبر پر دیکھا فرمایا ای ابوبکر کیا قرآنمین خدا نے کہدیا ہی کہ تیری بیٹی تیری وارث ہو اور
مین اپنے باپ کی وارث نہون یہ سنکر ابوبکر کی انکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا میرے
باپ دادا سب تیر فدا ہون تم سچ پر ہو بعد اسکی منبر سے اوترکر ایک رقعہ مضمون والا لکھا
فدک لکھدیا اتفاق ناگہانی خلیفہ ثانی کا گذر ہوا پوچھا یہ رقعہ کیسا ہے ابوبکر نے
کہا یہ رقعہ مین نے فاطمہ کو جو میراث اسکے باپ سے پہونچی ہے لکھدیا ہے یہ سنکر
عمر نے کہا اب تم سب مسلمانون کو کہان سے دوگے حالانکہ سب عرب تمسے محاربہ کرتے
ہین یہ کہکر عمر نے اس رقعہ کو لیکر پھاڑ کر پھینکدیا بتحریر کیف اس روایت سے بھی ثابت ہوا
کہ خود ابوبکر نے اقرار کیا کہ فاطمہ کو جو میراث پہونچی تھی اوسکا رقعہ لکھدیا ہے الحمد للہ
کہ حدیث ابوبکری خود ابوبکر ہی کی زبان سے باطل ہوگئی ثانیاً سوائی ابوبکر کے اور کوئی
دوسرا اسکا راوی نہین ہے اکثر اہلسنت نے اسکا اقرار کیا ہے اور ابن ابی الحدید نے اپنی شرح
مین اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین بھی اسکی تصریح کی ہے اور صحیح بخاری مین سے ارسل
ازواج النبی عثمان الی ابی بکر یسألنہ ثمنھن یعنی ازواج نبی نے عثمان کو ابوبکر
کے پاس بھیجا کہ ثمن حصہ ہم لوگونکا میراث رسول مین سے دے تعجب ہے کہ اس حدیث
کو سوائی ابوبکر کے اور کسی سے پیغمبر نے نہین کہا بلکہ خلیفہ ثالث کو بھی خبر نہتی کہ ابوبکر کے
پاس پیام ازواج نبی کا لیکر گئے ہین ثالثاً جناب امیر المومنین جو کہ باب علم تھے

باب اول فصل ہشتم فصل ۵ جلد دوم چاپ سنگی

اور قائل سلونی قبل ان تفقدونی تھے اور اقتضای خلق تھے اور اکثر فرماتے تھے
اگر مسند بچھائی جائی اور مین اسپر بیٹھون تو فیصلہ کر سکتا ہون مع ہذا سائل اہل تورات
کو انکی تورات سے اور صاحبان انجیل کو انکی انجیل سے اور اہل زبور کو انکے زبور سے اور
اہل فرقان کو انکے فرقان سے تو ایسا شخص اس حدیث سے واقف نہو اور فاطمہ کو سیدہ
نسا العٰلمین بلکہ انکی طرف سے گواہی دین اور جو شخص کہ معنی کلالہ آیہ وراث کے نجانتا ہو وہ اس
حدیث سے واقف ہو حالانکہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو پہلے رسول خدا فاطمہ اور علی اور عباس
اور سب ازواج کو سنا دیتے کیونکہ ان لوگون کو احتیاج تھی میراث لینے کی حضرت
رسول بیشک موجب وانذر عشیرتک الاقربین سب سے فرما دیتے کہ تم لوگ
بعد ہماری دعوی نکرنا کیونکہ ہمارا سب مال صدقہ ہے تعجب ہے کہ گھر کی بات گھر
والے جنکو احتیاج تھی نہ جانین اور غیر جنکو احتیاج نتھی وہ جانے رابعًا
یہ حدیث صریح مخالف آیات قرآنی کے ہے خدا قرآن مین فرماتا ہے یوصیکم
اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین یعنی بیٹون کو دو برابر حصہ اور بیٹیون
کو ایک برابر حصہ دو یہ آیت عام ہے کسی طرح کی تخصیص نہین ہے نہین تو خدا کہدیتا کہ بیٹی
کو نبی کی حصہ نہ دو کہ اولاد پیغمبر وارث نہین ہوتی پیغمبر کا مال سب صدقہ ہے جسطرح خدا
نے وصیت اور دین کو فرمادیا ہے کہ دین اور وصیت متقدم ہے اور پھر خدا فرماتا ہے
وورث سلیمان داؤد یعنی وارث ہوئے سلیمان داؤد کی تفسیر بیضاوی مین ہے
النبوۃ او العلم او الملک یعنی وراثت سے خواہ نبوت مراد لین خواہ علم خواہ ملک
سب معنی مراد ہو سکتے ہین اور زمخشری نے ربیع الابرار مین لکھا ہے وورث
سلیمان من ابیہ الف فرس سلیمان کو اپنے باپ سے ہزار گھوڑی ورثہ مین ملے تھے
اور تفسیر بیضاوی مین بھی ہے روی انہ علیہ السلام غزا دمشق ونصیبین
واصاب الف فرس وقیل اصابہا ابوہ من العمالقۃ فورثہا یعنی منقول ہے

کہ سلیمان کو لڑائی مین دمشق اور نصیبین کے ہزار گھوڑے ملے تھے اور بعضونے کہا
کہ وہ ہزار گھوڑے اُنکے باپ یعنی داؤد کو گروہ عمالقہ سے ہاتھ آئے تھے اور سلیمان
کو وہ ہزار گھوڑے باپ کے ورثہ مین ملے تھے اور پھر خدا حکایت (عن) کرتا فرماتا ہے) وا
خفت الموالی من ورائی وکانت امراتی عاقرا فہب لی من لدنک ولیا
یرثنی ویرث من ال یعقوب واجعلہ رب رضیا یعنی زکریا نے دعا کی پر
مین ڈرتا ہون اپنے بنی اعمام سے جو میرے بعد برہم ہوجائینگے اور میری بی بی بانجھ ہے پس
عطا کر مجھے اپنی طرف سے ایک فرزند کہ میرا اور اپنی مانکا جو (آل یعقوب سے) ہین وارث
ہوا اور خداوندا اسکو پسندیدہ اور صالح کر اس مقام پر اکثر اہلسنت کہتے ہین کہ ان آیا
مین مراد وراثت سے وراثت علم ہے یہ محض ان لوگون کا خیال خام ہے اور قرینہ
وہی عوام کیونکہ وراثت حقیقتاً مال ہی مین ہوتی ہے اور علم مین اگر بالفرض بھی جائیگی تو
بطور مجاز کے ہوگی اور حقیقت کو چھوڑکے مجاز کو اختیار کرنا بلا ضرورت جائز نہین ہے
اور علم تو ایک شئی جدید کا حاصل کرنا ہے نہ وارث ہونا جیسا کہ مشہور بھی ہے ع
میراث پدر خواہی و علم پدر آموز قطع نظر اسکے ہمنے اوپر بیان کیا کہ سلیمان کو ہزار گھوڑے
اپنے باپ کے ورثہ سے ملے تھے آخر یہ گھوڑے مال نہین تھے تو اور کیا تھا مان اگر یہ
جواب دین کہ وہ بھی ہزار گھوڑے علم ہی کے تھے جو تمام دن دوڑتے پھرتے تھے اور
حضرت سلیمان انپر سوار ہوا کرتے تھے تو البتہ ع ولا ارضی بہ الا لحمار: اب رہی
دوسری آیت اسمین بھی معنی علم کے نہین بنتے کیونکہ اگر وراثت علم مراد ہو
تو زکریا کا یہ کہنا پروردگارا مجھکو خوف ہے اپنے بنی اعمام سے اسکے کیا معنی اسباب
کا خوف کرنا کہ بنی اعمام سے بعد کسمین بنی تھے ہمارے پیغمبر نے یہ بنی کی شان مین بعید ہے
پیغمبر کب چاہیگا کہ سب سے بعد اور غیر اقارب بنی اور عالم بنون فقط میری ہی
بیٹے کو نبوت اور علم حاصل ہو اور نیز اگر وراثت سے نبوت علم مراد ہوتی تو حضرت زکریا

کا یہ دعا کرنا کہ اوس نبی کو پسندیدہ اور صالح کر لغو ہو جاتا ہے یہ مثل اسکے ہی کہ کوئی دعا کرے
خداوندا ایک پیغمبر بھیج مگر وہ عقلمند ہو بیوقوف نہو اور علم بھی رکھتا ہو جاہل نہو یا ن
پر اگر کسیکو یہ شبہ ہو کہ پیغمبر ہو کر مال کا لالچ کیون کیا اور یہ کیون ڈر ہے کہ ہمارا مال
نبی اعمام نہ لین تو ہم کہین گے کہ حضرت زکریا اپنے بھائیون کے حالات سے
واقف تھے کہ یہ اشرار بنی اسرائیل مین سے ہین (جیساکہ بیضاوی نے بھی لکھا
ہے) اور جانتے تھے کہ اگر ان لوگون کو ہمارا ترکہ اور مال ہاتھ لگے گا تو فسق و فجور
مین صرف کرینگے کیونکہ اونکی عادات سے واقف تھے اسی سبب سے جب
خدا سے لڑکا مانگا کہ اونکے مال کا وارث ہو تو اوسکے ساتھ یہ بھی دعا کی خداوندا
اوس لڑکے کو صالح اور پسندیدہ کر مقصود یہ تھا کہ یہ بھی کہین ہمارے مال کو بنی اعمام
کی طرح سے امور باطل مین صرف نکرے الغرض ہمارے اس لکھنے سے
بخوبی ثابت ہوا کہ یہ حدیث لا نورث کی محض وضعی ہے ابوبکر نے دل سے
بنا کر بسبب طلاقت لسانی اور بخیال ایذا رسانی کے اپنی زبان پر جاری کیا
اور شاید یہی وجہ ہے کہ عمر نے ابوبکر کو ایک روز اپنی زبان پکڑ کر کھینچتے دیکھا
کہا یہ کیا کرتے ہو خدا تمھارے گناہ تمکو بخشدیگا ابوبکر نے کہا اسی کمبخت زبان نے
مجکو بڑے بڑے مہلکہ مین ڈالدیا شاید اوسوقت اس حدیث کا بنانا یاد آگیا ہوگا
یہانپر ایک شبہ اور رہگیا ہی جسکو اہلسنت بھی اکثر مقام اعتراض مین بیان کرتے
ہین وہ یہ ہی کہ اگر باغ فدک حق اہلبیت کا تھا تو جناب امیر نے اپنے زمانہ خلافت
مین اوسکو کیون نہ لیا اور اوسمین متصرف کیون نہوے اور حسنین کو اوس سے
محروم کیون رکھا جواب اس شبہ کا یہ ہی کہ یہ بات سب پر ظاہر ہی کہ اگر کوئی شخص
کسی مصلحت سے اپنا حق واپس نکرے تو یہ دلیل اسکی نہین ہو سکتی کہ یہ حق اوسکا
ابتدا ہی سے نہ تھا اب ہم اون مصالح کو جنکے سبب سے جناب امیر نے اوسمین

تصرف نہ کیا بیان کرتے ہین اوّلاً وجہ اسکی یہ ہی کہ جب حضرت فاطمہ نے دعوی ف
کا کیا کہ پیغمبر خدا ہمکو دیگئے ہین تب ابوبکر نے گواہ طلب کیے جناب سیدہ حضرت
اور حسنین کو گواہ ہی لائین ابوبکر نے ان برگزیدگان خدا کی گواہی کو بہی رد کر دیا ت
جناب فاطمہ نے دعوی میراث کا کیا کہ اسمین تو ابوبکر کو عذر ہوگا اوسکو بہی خلافت پ
نے ایک حدیث بنا کر غلط کر دیا ان سب باتونسے جناب سیدہ کو بڑا رنج ہوا اول تو
اونحضرت کو اپنے دعوی مین جہوٹا سمجہنا اور پھر گواہی کو جناب امیرؑ اور حسنین
رد کرنا اس سے جو صدمہ اور رنج حضرت کو پہونچا ظاہر ہی کہ مرتے دم تک ابوبکر
کلام نہ کیا اور بعد آنیکے حضرت نے منہ پھیر لیا اور جواب سلام نہ دیا بلکہ بد دعا
اور جبتک زندہ رہین ان ظلمونپر برابر رویا کین اور مرتے وقت وصیت کی کہ ا
میرے جنازہ پر نہ آوے بموجب وصیت کے جناب امیرؑ نے بہی ابوبکر کو اجازت
نماز پڑہنے کی نہ دی جیسا کہ ولم یوذن بها ابابکر سے ظاہر ہی جب یہ سب حالات
اور صدمہ اور رنج جناب سیدہ کا حضرت امیرؑ نے اور حسنینؑ نے اپنی آنکہون سے
دیکہا اور کچہہ زمانہ دراز بہی نہ گذرا تہا کہ بہول جاتا تو حضرت علیؑ کو گوارا نہوا کہ جس چیز سے
بیٹی رسولؐ کی محروم رہگئی اور کچہہ اوسمین سے اوسکو نصیب نہوا اور اسی رنج مین مرگئی
اوسکو ہم لیکر اپنے تصرف مین لائین اور حسنینؑ کو اوسمین سے دین اور حسنین ہر حال مین حکم مین اپنے
پدر بزرگوار کے راضی تہے اور رنج و مصیبت مین شریک تہے اور کبہی رائے سے جناب امیر
کی مخالفت نکرتے تہے بلکہ اونکی امور کو اپنے حق مین اولے و اصلح سمجہتے تہے بالجملہ یہ بات اکثر ہے کہ
جب اپنے کسی دوست کو کسی چیز سے رنج پہونچتا ہی تو اوس چیز سے نفرت کلی ہو جاتی ہے
جیسا کہ امام حسینؑ نے بعد شہادت عزیز و انصار کے (جنکو اپنی آنکہون سے پیاسا شہید ہوتے دیکہا)
جب درویش بانی لایا تو اوسمین سے نہ پیا اور فرمایا جس سے ہمارے عزیز و انصار محروم
گئے اوسکو ہم کیونکر گوارا کرین اور پھر حدیث مین ہی چونکہ امام زین العابدینؑ نے معرکہ کربلا مین

زرگوار کے سر مبارک کو بدن سے جدا نوک نیزہ پر نصب دیکھا تھا اس سبب سے بعد معرکہ کربلا
حسرت نے کاسۂ گوسفند نوش نکیا تا نیا حضرت امیر نے نہ لینے مین فدک مغصوبہ کے بغیر خدا کی
می و تاسی کی جیساکہ منقول ہے انہ سئل لای علۃ ترک علی فدکا لما ولی الناس
للاقتداء برسول اللہ لما فتح مکۃ وقد باع عقیل دارہ فقیل لہ یا رسول
ھل ترجع الی دارک قال ھل ترک عقیل لنا دارا انا اھلبیت لا نسترجع شیئا
مناظلما یعنی امام جعفر صادق سے کسی نے پوچھا کہ جناب امیر کو جب خلافت ظاہری
تو کیون فدک کو قبول نہین کیا جواب دیا کہ حضرت علی نے اس امر مین رسولخدا کی
ی کی کیونکہ جو مکان پیغمبر خدا کا مکہ مین تہا اوسکو عقیل نے بغیر مرضی رسولخدا کے بیچ ڈالا
مکہ فتح ہوا تو لوگون نے کہا یا حضرت اب اپنا مکان بہی لے لیجیے پیغمبر خدا نے جواب دیا اوس
عقیل نے باقی کب رکھا اور ہم اہلبیت عصمت و طہارت سے جو چیز ظلم کرکے بغیر مرضی کوئی
لوہم لوگ اوسکو خود سے نہین لیتے اور نہ اوسکے لینے مین کوشش کرتے ہین اسی سبب سے
امیر نے بہی کوشش نکی اور جب اپنے اختیار مین ہوا تو خود سے اوسکو قبول نہین
اگر کوئی شخص خوف خدا کرکے اور حق پہچانکے شئ مغصوب کو کسی اہلبیت معصوم کو اپنی
پیش کرے تو اوسکو رد بہی نہین کرینگے کیونکہ اہلبیت نبی کہ امام اور معصوم ہین رحیم
ہین یہی سبب ہے کہ جب بعض اہلبیت کو بعض خلفاے جور نے حق سمجھکر فدک
دیا ہے تو لے بہی لیا ہو ثالثاً قطع نظر ان جوابات کے یہ خیال کرنا چاہیے کہ جناب امیر
اس امر کی مہلت ملی کہ وہ حضرت فدک پر اپنا قبضہ کرتے اور اپنے طور پر اوسکا انتظام
اوسکے محاصل اور منافع سے خود تصرف کیا کرتے یا امام تارک دنیا ہین جنہون نے دنیا کو
دیدیے یہ ہین جنکی شان مین ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ آیا
شان مین ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا بلکہ تمام سورہ
نازل ہوا مثل خلفاے جور کے طالب جیفۂ دنیا نہ تھے کہ سب امر دن
اپنی ہی معاش کی فکر کرتے حضرت تو رسی و انفاذ

احکام شرع مین برابر مصروف رہے جسکے سبب سب دشمن ہوگئے برابر ڑائیا
رہین پس ظاہر ہے کہ الاھم فالاھم حضرت کو درستی سے اور احکام شرع کے کب
فراغت حاصل ہوئی جو اسکی طرف متوجہ ہوتے اور سب کے پہلے اپنی ہی آزو قد کی فک
کرتے خصوصاً اس صورت مین کہ سب دشمن ہو رہے تھے خلفائے ثلثہ کا دم بھ
تھے حضرت کے قتل کا بہانہ ڈھونڈتے تھے اگر حضرت ایسا کرتے تو لوگ دنیا طلبی اور ح
نفع کی نسبت کرتے اور بیشک کہتے کہ اس خلافت و فدک کی خواہش انکو اسی واسطے تھی
کہ اپنی زندگی آرام سے بسر کرین چنانچہ حضرت امیر المومنین کی گواہی اسی جز نفع کی خیال سے
رد کر دے گئی واضح ہو کہ باغ فدک کو خلفاء بنی امیہ و عباسیہ نے چند مرتبہ اولاد فاطمہ کو
حق سمجھکر واپس کیا ہے چنانچہ صاحب معجم البلدان و دیگر مورخین لکھتے ہین والفظ
الاول فلما ولی عمر بن عبد العزیز الخلافۃ کتب الی عاملہ بالمدینۃ یامرہ
برد فدک الی ورثۃ فاطمۃ فکانت فی ایدیہم ایام عمر بن عبد العزیز فلما ولی یزید بن عبد الملک
قبضہا فلم تزل فی ایدی بنی امیۃ حتی ولی ابو العباس السفاح الخلافۃ
فدفعہا الی الحسن بن الحسن بن علی بن ابیطالب فکان ھو القیم علیہم
یختر فیہا بنی علی بن ابیطالب فلما ولی منصور خرج علیہ بنو الحسن
فقبضہا عنہم فلما ولی المہدی بن منصور الخلافۃ اعادھا الیہم ثم قبضہا
موسی الھادی و من بعد الی ایام المامون فحباہ رسول بنی علی فطالبہم
فامر ان یسجل لہم بذلک فکتب للسجل و قرء علیہ المامون فقلم دعبل و نشد
اصبح وجہ الزمان قد ضحکا ردّ مامون ھاشما فدکا

یعنی جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوا اور تخت سلطنت پر بیٹھا تو اسنی عامل مدینہ کو لکھ بھیجا
کہ باغ فدک اولاد فاطمہ کو واپس کر دی پس وہ فدک قبضہ مین فرزندان فاطمہ کے
رہا یہ عبد العزیز کے زمانہ تک رہا جب یزید بن عبد الملک بادشاہ ہوا اسنی پھر لیلیا
اور اپنے قبضہ مین کر لیا یہانتک کہ ابو العباس سفاح جو کہ پہلا بادشاہ عباسیہ سے تھا

تخت پر بیٹھا تو اوسنے بھی حسن بن حسن بن علی کو فدک واپس کر دیا اور وہ برابر اوسپر قابض رہے
اور اولاد علی کو اوسمین سے تقسیم کرتے رہے یہانتک کہ منصور عباسی تخت پر بیٹھا اور اولاد
حسن نے اوسپر خروج کیا تب اوسنے اون لوگونسے فدک چھین لیا جب مہدی بن منصور
بادشاہ ہوا اوسنے پھر اولاد فاطمہؑ کو فدک پھیر دیا بعد اسکے موسی ہادی جب تخت پر بیٹھا تو اوسنے
پھر لے لیا یہانتک کہ زمانہ مامون رشید کا آیا اوسوقت فرزندان علیؑ نے واسطے مانگنے فدک کے
کسیکو مامون رشید کے پاس بھیجا مامون رشید نے قبول کیا اور ایک کاغذ لکھدیا اور اوس پیام
لانے والیکو پرہ کر سنا دیا اوسوقت دعبل جو کہ شاعر تھے مارے خوشی کے اوٹھ کھڑے ہوے
اور ایک قصیدہ نظم کیا جسکے پہلے شعر کا مطلب یہ ہے زمانہ مین لوگونکو خوشی ہوئی اور رنج و غم دور
ہوا اس سبب سے کہ مامون رشید نے اون باغ فدک کو جو حق اہلبیت کا تھا نبی کو واپس
کر دیا یہ روایت یعنے واپس کر دیا فدک کا اولاد فاطمہؑ کو بہت سی کتابون مین اہلسنت کی ہے ہمنے
بنظر اختصار فقط ایک ہی کتاب سے لکھا اس سے ظاہر ہوا کہ شیخین کے زمانہ سے حق اولاد فاطمہؑ کا تھا
جاتا رہا بلکہ دعوی اون لوگونکا برابر باقی رہا اور خلفای بنی امیہ اور عباسیہ نے بھی اس دعوی کو ان
لوگونکی قبول کیا اور حق سمجھکر واپس کر دیا اگر حق ان لوگونکا نہ ہوتا تو وہ سب بھی نہ دیکر سکتے تھے
کہ باغ فدک تم لوگونکا خاص حق نہین ہے بلکہ یہ رسول کا ترکہ ہے اور پیغمبر کا مال سب صدقہ ہے اب
ایک شبہ اور باقی رہگیا یعنی جب ابوبکر نے یہ کہا کہ رسول کا مال سب صدقہ ہے اور حق مسلمین کا ہے
تو اوس زمانہ مین اہل اسلام ہزارون بلکہ لاکھون تھے اور آمدنی فدک کی بہت کم تھی تو اجد تقسیم
سب لوگونکے شاید ابوبکر کو کہ منجملہ مستحقین کے تھے پورا ایک پیسا بھی حصہ مین نہ ملتا پس بعید ہے
کہ اوسکے واسطے ابوبکر نے غیر کے حق کو لے لیا ہو یہ شبہ باطل ہے اسوجہ سے کہ حاکم کو اس قسم کی مال مین
اختیار ہے جسقدر جی چاہے آپ لیلے اور جتنا جی چاہے سرکیواسطے اور سب مسلمین پر برابر تقسیم کرنا
لازم نہین ہے بلکہ یہ تو محال ہے کیونکہ بہت سے مسلمین بلاد بعیدہ مین ایسے تھے جنکا نام تک ابوبکر کو
معلوم نہوگا اور اسی سبب سے اس آمدنی خیبر و فدک کو عمر نے خاص اپنے واسطے رکھا اور کسیکو نہ دیا جیسا کہ
صحیح بخاری اور مسلم مین ہے وامّا خیبر و فدک فامسکھما عمر یعنی خیبر اور فدک پر عمر نے اپنا قبضہ

رسول اللہ کنایہ تھوڑا تھا علاوہ اس ع کی آمدنی بھی کثیر تھی چنانچہ انس بن مالک نے روایت
کی ہے کہ عمر نے واسطے تشخیص قیمت نصف فدک کے (جو بعد جنگ خیبر کے اہل فدک نے
پیغمبر خدا سے نصف پر مصالحہ کیا تھا) ابو الہیثم بن التیہان و قروہ بن عمرو حباب بن صخر و زید
بن ثابت کو بھیجا پس انہون نے نصف زمین فدک اور نصف درختون کی قیمت پچاس
ہزار درہم لگائی پس عمر نے وہ پچاس ہزار ان لوگونکو دیکر شام کیطرف نکالدیا اور مولانا مجلسی نے
روایت کی ہے کہ اہل فدک خدمت رسول خدا مین آئے اون لوگون سے یہ بات طی
کہ اگر وہ زمین اپنے قبضہ مین رکھین تو چوبیس ہزار دینار خراج دیا کرین کہ بحساب
ہندوستان کے لاکھ روپیہ سے زیادہ ہوتا ہے پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ ابوبکر
نے سوچا کہ یہ مال کثیر اگر اہلبیت کے ہاتھ آئیگا تو بقدر ضرورت اپنے مصرف مین خرچ کرینگی
اور باقی سب راہ خدا مین اپنے غریبونکو اور شیعون کو اور مددگارونکو دیا کرینگے جیسا کہ
سورہ ہل اتی شاہد حال ہے اور اس جود و عطا کی وجہ سے سب لوگ انکی طرف رجوع
کرینگے اور یہ امر سبب انکی غلبہ اور شان و شوکت کا ہوگا اور ہمارا طرف کوئی رجوع کریگا
اور خلافت مین ہماری رخنہ پڑجائیگا یہی سب خیال کرکے ابوبکر نے جناب فاطمہ کو انکے
حق سے محروم رکھا اب اہل انصاف ان باتونسے قطع نظر کرکے دیکھین کہ آخر مروت و مصلحت کیا ہوتی
تھی اگر ابوبکر نے اپنی طرف سے ہبہ کر دیا ہوتا تو کیا نقصان تھا آخر پیغمبر کا اتنا ہی حق تھا
کہ انکی پارہ جگر محروم نہ پھیری جاتی اور ناراض نہ کی جاتی کیونکہ جس بزرگ کے سبب سے
دین ہاتھ آیا ہو اور وہ بزرگ اپنی اولاد کے واسطے مکرر وصیت بھی کر گیا ہو تو
کیا مروت یہی چاہتی ہے کہ اوسکی اولاد محروم رکھی جاے اور ناراض کی جاے
حقیقتہً اس حالت مین کہ جب سب شان و شوکت و حکومت و ریاست اسی کے
باپ کی جگہہ پر بیٹھنے کے بدولت حاصل ہوئی ہو اولا تو ابوبکر کو ہر طرح کا اختیار تھا کیونکہ
بتصریح انکی علماء کے امام کو ہر طرح کا اختیار ہے جسکو جتنا جی چاہے دی اسی سبب سے
ابوبکر نے جابر کو بغیر بوجھنے لوگون کے اور بغیر مطالبہ گواہ تبینہ کے فقط انکی کہنی پر مال بخش

دونون ہاتھ بھر کر ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار روپئے دیدئ کاش یہی جناب سیدہ کو اپنی طرف
سے فدک دیدیا ہوتا کہ اسقدر فیما بین رنج و ترک مکالمہ واقع ہوتا شارح ہم کہتے ہین کہ ابوبکر
نے اگر سب مہاجرین و انصار سے اس فدک کے دیدینے کو پوچھا بھی ہوتا تو یقین تھا
کہ وہ لوگ کبھی انکار نکرتے یہانتک ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین کیا اچھی بات لکھی
ہے کہ جب جنگ بدر فتح ہوئی تو اسمین ابی العاص بن ربیعہ جو کہ شوہر زینب کا تھا جسکا
اہلسنت بطن خدیجہ سے جانتے ہین) قید ہو کر آیا اور قیدیون کے شمول ہین حضرت کے
سامنے کھڑا ہوا جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیون کو چھڑانیکے واسطے جزیہ بھیجا تو زینب
نے بھی اپنے شوہر کے چھڑانیکے واسطے کچھ اسباب بھیجا کہ منجملہ اسکے ایک گلوبند
تھا جسکو خدیجہ نے جہیز مین دیا تھا یہ دیکھکر رسولخدا کو رقت طاری ہوئی اور مسلمانون سے
سعی کر کے ابوالعاص کو چھوڑوا دیا اور وہ اسباب بھی زینب کو واپس کر دیا ابن ابی الحدید
کہتا ہے اس روایت کو مینے ابوجعفر نقیب یحیی بن زید کے سامنے بیان کیا نقیب کہنے
لگا ابن ابی الحدید تمنے دیکھا ابوبکر اور عمر کو ان لوگون سے آسانی نہو سکا کہ فاطمہ کو خوش
کرتے اور انکے ساتھ احسان کرتے اور سب مسلمانون کو راضی کر کے فدک فاطمہ کو دیدیتے کیا
فاطمہ زینب سے بھی مرتبہ مین کم تھین حالانکہ فاطمہ سیدہ نساء عالمیان ہین ایک مقام پر ابن
ابی الحدید نے لکھا ہی کہ مینے علی بن الفارقی سے جو کہ مدرس مدرسہ بغداد کا تھے پوچھا کہ
فاطمہ نے جو دعوی فدک کا کیا تو اس دعوی مین وہ سچی تھین یا جھوٹی اس
مدرس نے کہا بلکہ سچی تھین مین نے کہا پھر کیا وجہ ہی کہ ابوبکر نے فدک نہین دیا تب وہ
ہنسے اور کہنے لگے ذہانت اسکی کیا وجہ یہ تھی کہ اگر وہ فدک فاطمہ کو دیدیتے تو لامحالہ
سچا سمجھکر دیتے تو دوسری روز وہ آکر کہتین یہ خلافت بھی ہمکو دیدی یہ بھی ہمارے
شوہر کا حق ہے تو اسوقت ابوبکر سے کچھ جواب نہ جا سکتا کیونکہ سچا تو انکو سمجھ ہی چکی تھے
انکار کیونکر کر سکتے تھے فی الواقع انہین سب باتون کا خیال کر کے ابوبکر نے جناب فاطمہ

سنہ ۳۰۸ جلد دوم شرح نہج البلاغہ

پارہ جگر رسول کو اُنکے حق سے محروم رکھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

طریق دوم مشتمل بر مطاعن عمر کے **طعن اول** واضح ہو کہ اعظم مصیبت اہل اسلا
پر جو باعث خلایق کی گمراہی کا قیامت تک ہوئی اور جسکو یاد کرکے ابن عباس رویا کرتے تھے
کہ سنگریزے سے سجد کے تمام بھیگ جاتے ہیے وہ دوات وقلم نہ لانے دینا عمر کا ہے
وقت بیماری پیمبر خدا کے جبکہ آنحضرت نے فرمایا لاؤ دوات وقلم کو کہ میں لکھدوں ایک
نوشتہ کہ تم لوگ کبھی گمراہ نہوگے عمر نے کہا یہ مرد ہذیان بکتا ہی انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو
فقط قرآن کافی ہے آخر نہ لانے دیا اور وہ ہدایت نامہ لکھا ہوا رہا تفصیل اسکی یہ ہے
صحیح بخاری میں ابن عباس سی منقول ہے لما حضر رسول اللہ م وفی البیت رجال
فیہم عمر بن الخطاب قال النبی م ھلم اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال فقال
عمر ان النبی قد غلب علیہ الوجع وعندکم القران حسبنا کتاب اللہ فاختلف اھل
البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا یکتب لکم النبی کتابا لن تضلوا بعدہ و
منھم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا واللغو والاختلاف عند النبی قال قوموا
اللہ قوموا قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال
بین رسول اللہ ان یکتب لھم ذلک الکتاب من اختلافھم ولغطھم یعنی
جب وقت وفات سولخدا کا قریب پہونچا اُسوقت بہت سی لوگ اس گھر میں مع عمر
ابن الخطاب کے جمع تھے پیغمبر خدا نے فرمایا قریب آؤ میں لکھدوں ایک نوشتہ تا بعد اسکی تم
لوگ گمراہ نہو عمر نے کہا نبی کو درد کا غلبہ ہوا ہے تم لوگون کے پاس قرآن موجود ہے فقط
قرآن کافی ہے یہ سنکر اُسمیں لوگ جو اُس گھر میں جمع تھے اختلاف ہوا بعض لوگ کہتے
تھے لے آؤ پیغمبر تم لوگون کے واسطے لکھدیں تا بعد اوسکے گمراہ نہو اور بعض انمیں سے
وہی بات کہتے ہیے جو عمر نے کہی جب بہت غل اور اختلاف ہوا تو رسولخدا نے فرمایا اٹھہ جاؤ یہانسے راوی

کہتا ہے ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کیا مصیبت تھی وہ مصیبت جو حائل ہوگئی اور مانع
ہوئی اس بات سے کہ رسولخدا کچھ لکھدیتے اور یہ امر بسبب اُن لوگونکے شور وغل مچانیکے
اور اختلاف کرنیکی موقوف رہا اور پھر باب الجہاد مین صحیح البخاری کے موجود ہی ابن عباسؓ
انہ قال یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی خضب دمعہ الحصبا فقال اشتد
برسول اللہ وجعہ یوم الخمیس فقال ائتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لن تضلوا
بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ھجر رسول اللہ قال
دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصی عند موتہ بثلاث اخرجوا
المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم ونسیت الثالثۃ
یعنی ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہون نے روز پنجشنبہ کو یاد کیا اور کہا کہ پنجشنبہ کیا روز تھا
یہ کہکر رونیلگے یہانتک کہ سنگریزی زمین سے انکے آنسو سے تر ہوگئی کہنے لگے رسولخدا کو روز
پنجشنبہ بیماری کی شدت ہوئی تو فرمایا تم لوگ ایک کاغذ لے آؤ تم لوگون کیواسطے کچھ لکھدون
کہ بعد اسکے کبھی گمراہ نہو یہ سنکے لوگ آپسمین جھگڑنے لگے حالانکہ نبی کے پاس ہرگز
جھگڑنا نچاہیے بلکہ ان لوگون نے کہا رسولخدا کو ہذیان ہوگیا ہے یہ سنکر پیغمبر نے فرمایا
چھوڑدو مجھکو جس حالتمین مین ہون وہ بہتر ہے اُس سے جسکو تم لوگ کہتے ہو اور حضرت
نے مرنیکے وقت تین امرونکے واسطے وصیت کی ایک تو یہ کہ مشرکین کو جزیرہ عرب سے
باہر کردینا دوسرے جسطرح مین اپنے سامنے وافدین کے ساتھ سلوک کیا کرتا تھا
تم بھی کیا کرنا تیسری بات راوی کہتا ہی مجکو یاد نہین رہی ہے کہ یہ حدیث یعنی عمر کا
پیغمبر خدا کو نہ لکھنی دیا صحیح بخاری مین سات جگہ موجود ہے فقط ایک روایت پہلی جلد سے اور
دیگر روایت دوسری جلد سے لکھی اور یہ حدیث اسی مضمون سے مسلم مین بھی تین راویون سے
منقول ہے ایک مختصر روایت اسمین کی بھی ہم لکھدیتے ہین قال رسول اللہ ائتونی
بالکتف والدواۃ او اللوح والدواۃ اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ ابدا وانہم قالوا ان

ان رسول اللہ یھجر یعنی رسولخدا نے فرمایا ہے آؤ تم لوگ میری پاس شانہ و دوات لا
تختی اور دوات لاؤ تمہین تم لوگونکے واسطے ایک نوشتہ لکھدون کہ جسکے کبھی گمراہ نہوگ
اسکی جواب مین لوگون نے کہا رسولخدا ہذیان بکتے ہین اور یہ حدیث یعنی پیغمبر خدا کا وقت
و قلم طلب کرنا اور عمر کا یہ کہنا کہ انکو درد کا غلبہ ہوا ہے ہمکو فقط قرآن کافی ہے اور لوگون
کا اختلاف کرنا اور مانعین کا پیغمبر خدا کو نسبت ہذیان کی دینا اور ابن عباس کا اس روز کو
یاد کرکے رونا یہ سب تفصیل مشکوۃ شریف مین بھی موجود ہے جسکو شبہ ہو کتاب نکالکر دیکھ
لے ہمنے بنظر اختصار نہین لکھا اور عینی نے شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے و فی کتاب الخطابی
ھجر بدون الھمزۃ وفی روایۃ الکشمیھینی ھنا ھجر ھجر رسول اللہ بتکرار
لفظ ھجر وقال عیاض معنی ھجر افحش و یقال ھجر الرجل
اذا ھذی و اھجر اذا افحش قلت نسبۃ مثل ھذا الی النبی
لا یجوز لان وقوع مثل ھذا الفعل عنہ علیہ الصلوۃ والسلام مستحیل
لانہ معصوم فی کل حالۃ فی صحتہ ومرضہ لقولہ تعالی وما ینطق عن الھوی
ولقولہ انی لا اقول فی الغضب والرضا الا حقا وقد تکلموا فی ھذا الموضع
کثیرا واکثرہ لا یجدی نفعا والذی ینبغی ان یقال ان الذین قالوا ما شانہ اھجر
وھجرا بالھمزۃ وبدونھا ھم الذین کانوا قریبی العھد بالاسلام ولم یکونوا
عالمین بان ھذا القول لا یلیق فی حقہ لانھم ظنوا انہ مثل غیرہ من
حیث الطبیعۃ البشریۃ اشتد الوجع فیھم یتکلم من غیر تجویز
فی الکلام یعنی کتاب الجہاد ہجر بغیر ہمزہ کے ہے اور بروایت کشمیہنی ہجر ہجر مکرر ہے
اور قاضی عیاض نے لکہا ہے کہ معنی ہجر کے بری بات کے ہین لوگ بولتے ہین ہجر
رجل جبوقت کوئی ہذیان بکے عینی لکھتا ہے کہ اس ہذیان کی نسبت نبی کی طرف کسیطرح
جایز نہین ہے کیونکہ نبی سے ایسا کلمہ کا صادر ہونا محال ہے اسواسطیکہ وہ حضرت معصوم ہین

چھاپہ دہلی ۱۳۰۵

ہر حالت مین خواہ بیماری مین ہون خواہ صحت مین کیونکہ خدا فرماتا ہی مسر پیغمبر خواہش نفس سے
کلام نہین کرتا بلکہ کلام اسکا وحی ہوتا ہے اور خود حضرت بہی فرماتے ہین کہ مین حالت
غصہ مین اور خوشی مین سوای حق کے دوسری بات نہین کہتا اور اس امر پر لوگون نے
بہت سے باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد نہین ہے اور ہماری نزدیک مناسب یہ ہے کہ کہا
جاوی کہ جنہون نے کہا کیا ہو گیا ہی کیا پیغمبر کو ہذیان ہو گیا ہے یہ وہی لوگ تہے جو قریب قریب
اسلام لائے تہے اور نبی کے مرتبہ کو نہین پہچانتے تہے اور اسبات کو نہین جانتے تہے
کہ نبی کے حق مین ایسا کہنا سزاوار نہین ہے اون لوگون نے خیال کیا یہ بہی مثل اور لوگون
کے ہین کہ جب درد کا غلبہ ہوتا ہے تو ہذیان بکنے لگتے ہین اس لکہنے سے عینی کے چند باتو
فائدہ حاصل ہوا اہلسنت خوب خیال رکہین اور اسکو فراموش نکرین **اول** تو یہ کہ باقرار
انکے علما کے ہجر بغیر ہمزہ کے اور ہجر ہمزہ کے مکرر بہی آیا ہے **دوسری** ہجر کے معنی ہذیان
کے ہین تیسرے پیغمبر خدا کی طرف نسبت ہذیان کی کرنا جایز نہین ہے کیونکہ رسول خدا
صحت و بیماری ہر حالت مین معصوم ہین **چوتہے** پیغمبر خدا کا حکم ہر حال مین
وحی ہوتا ہے اپنی طرف سے نہین ہوتا ہے **پانچوین** بہت سے اعتراضات
و تاویلات اہلسنت کے اس لکہنے سے عینی کی باطل ہو گئے جیسا کہ اسنے خود بہی
لکہا ہے کہ اس مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائین ہین مگر کوئی بکار آمد
نہین ہے **چہٹے** یہ بات معلوم ہوئی کہ جن لوگون نے نسبت ہذیان کی پیغمبر
کی طرف کی وہ پیغمبر کے مرتبہ سے جاہل تہے **اب** ہم انہین کتابون سے ثابت
کرتے ہین کہ ابتدا اس قول کو عمر ہی نے کیا ابن اثیر نے نہایہ مین لکہا ہے
ولا یجعل اخبارا فیکون من الفحش والهذیان والقائل کان عمر ولا
یظن به ذلک یعنی ہجر کا استفہام لینا چاہیے اور قرار دینا نہ چاہیے کیونکہ اس
حالت مین ہجر کے معنی فحش اور ہذیان ہونگے اور یہ کلمہ عمر نے کہا تہا اور انکی

اور اُنکی طرف ایسا گمان نہین ہوتا اور خفاجی نے نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض
مین لکہا ہے وفی طرقہ ای طرق ھذا الحدیث المرویۃ عنہ فقال عمر ان النبی یھجر
یعنی بعض حدیثون مین اسطرح ہے کہ عمر نے کہا ان النبی یھجر اور پھر خفاجی نے اُسی
کتاب مین لکہا ہے واما الاختلاف الذی وقع عندہ کما ورد فی الاحادیث
الصحیحۃ من ان النبی قال فی مرضہ ائتونی بدواۃ اکتب لکم کتابا لا تضلون
بعدی فقال عمر ان الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ فلغط الناس فقال لھم قوموا
عنی لا ینبغی التنازع لدی الخ یعنی جو اختلاف کہ نبی کے سامنے ہوا جیسا کہ احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کہ پیغمبر نے اپنی بیماری مین کہا کہ دوات لے آؤ تم لوگون کیواسطے
ایک نوشتہ لکہدون کہ میرے بعد گمراہ نہو تب عمر نے کہا کہ بتحقیق کہ یہ شخص ہذیان بکتا ہے
ہمکو فقط قرآن کافی ہے پس لوگ مابین غل و شور ہوا حضرت نے فرمایا باہر جاؤ میری پاس
جھگڑنا اچھا نہین ہے الخ اور عسکری شارح دیوان متنبی نے اس شعر کی شرح مین لکہا ہے

انظر فیک ھجرا بعد علمی	بانک خیر من تحت السماء

الھجر القبیح من الکلام والفحش وھجرا ذا ھذی وھو ما یقولہ المحموم
عند ہ الحمی ومنہ قول عمر بن الخطاب عند مرض رسول اللہ ان الرجل
لیھجر علی عادۃ العرب یعنی ہجر کی معنی بُری بات اور فحش اور ہذیان کے ہین اور
ہذیان وہ ہے کہ وقت بخار کے آدمی بکتا ہے اور اسیطرح عمر بن خطاب نے بھی وقت
بیماری رسولخدا کے کہا تہا یہ مرد ہذیان بکتا ہے بموجب عادت عرب کے ہماری اس لکہنے سے
کا شمس علی رابعۃ النہار دافع اور روشن ہوگیا کہ یہ خطاب پیغمبر خدا کو ابن خطاب ہی نے
عنایت کیا تہا غایۃ الامر یہ ہے کہ اہل سنت نے جب دیکہا کہ اس سے تو خلافت پناہ
کو بڑا الزام آتا ہے اور دائرہ اسلام سے قدم باہر ہوا جاتا ہے تو بعض نے قالوا
بصیغہ جمع بنا دیا مگر ہمزہ نہین لگایا جیسا کہ مذکور ہوا اور بعضون نے ہمزہ لگاکر

استفہام کردیا مگر ہمکو اسکی تردید کی کچھ ضرورت نہین ہے کیونکہ ہمنے انہین کے
علما کے قول سے ثابت کردیا کہ اصل مین یہ قول عمر ہی کا تہا علاوہ اسکے جو عاقل
ہے وہ سمجھ جائیگا کہ عمر کا فقط یہی کہنا کہ انکو درد کا غلبہ ہوا ہی ہمکو فقط قرآن کا نی
ہے اس سے مقصود یہی تہا کہ انکو درد کا غلبہ ہے جو بات کہین سے
اسکا اعتبار نہین بمنزلہ بذیان کے ہے اب اہل انصاف خیال کرین کہ عمر نے
کیا جہالت کی بات کی اور پیغمبر کی شان مین کسقدر بی ادبی کی جب حضرت نے دوات
و قلم مانگا تو مناسب تہا کہ بمقتضای درد دین اور بہبودی جمیع مسلمین فوراً لاکر حاضر کردیا تہا
کہ خلایق گمراہی سے قیامت تک محفوظ رہتی نہ یہ کہ سب کے پہلے بول اٹھی انکو ہذیان
ہوگیا ہے درد کے غلبہ مین بک رہے ہین کفار کہا کرتے تہے انہ لمجنون اور یہ
کہمن اللہ لیھجر خدا تو کہے یا ایہا النبی یا ایہا الرسول اور یہ فرمائین ان الرجل یھ
کیا بی ادبی کی بات ہے کسقدر بیہودہ گفتگو ہے حالانکہ کلام پیغمبر وحی ہوتا ہے
خدا کہتا ہے وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ہمارا پیغمبر اپنے
نفس سے کلام نہین کرتا بلکہ اوس کا کلام شریعت انعام سب وحی ہوتا ہی تیسری
ہی خدا نے کہا ہی کہ ہماری مین ہمارے پیغمبر کے کلام کا اعتبار نکرنا کہ اسکو ہذیان ہو جاتا
ہے خیال کرو اگر عمر نے منع نکیا ہوتا تو اتنا غل کا ہے کو ہوتا جب عمر نے منع کیا اور
لوگون کے دل مین وسوسہ شیطانی ڈالدیا تو بعض منافقین بھی اس کہنے مین شریک
ہوگئے اور اسقدر غل کیا وہ دھوم مچائی کہ پیغمبر خدا نے بار بار فرمایا انک لعلی خلق
عظیم کے فرمایا دور ہو میری سامنے سے اس [illegible] یہ نتیجہ پیدا کیا کہ رسول خدا
کو آخر وقت مین کسقدر رنج ہوا اور لامحالہ یہ فرمانا [illegible] جاو میری پاس
سے بہ نسبت مانعین کے تہا نہ مجوزین کے کیونکہ [illegible] تعمیل پر راضی ہوا سیزار اض
ہونیکی کوئی وجہ نہین ہے یہ عتاب صرف عمر اور [illegible] کے سبب سے یہ غل و ہنگامہ ہوا

اونہین کو واسطے تھا حق تعالی فرماتا ہی یا ایہا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت
النبی ای ایمان والو تم لوگ اپنی آواز نکو نبی کی آواز پر بلند نکرو مگر خلافت پناہ کو وہ خبط تھا
کہ حبط اعمال کا بھی خیال نکیا بھر کیف اپنا مطلب تو نکل گیا خلافت تو ہاتھ لگی خیال کیا

آج تو چین سے گذرتی ہے	عاقبت کی خبر خدا جانے ؛

اب ہم پوچھتے ہین کہ خدا تو قرآن مین فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی اطاعت
کرو تم لوگ خدا کی اور رسول کی اور پھر فرماتا ہی وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم
عنہ فانتہوا جو رسول تمکو حکم کرین اسکو قبول کرو اور جس بات کو منع کرین اوس سے باز رہو
تو کیا رسول کی اطاعت کرنا اور انکی حکم کو قبول کرنا اسکی یہی معنی ہین کہ جب وہ کہین کہ
دوات و قلم لاؤ تو نہ لانے دین اور کہین انکو ہذیان ہو گیا ہے اب خیال کرو کہ عمر نے
کتنے لوگون کو گمراہ کیا اگر عمر نے منع کیا ہوتا اور پیغمبر خدا لکھہ جاتے تو کیا
لوگ کا ہیکو گمراہ ہوتے کیونکہ حضرت نے فرمایا کہ لاؤ دوات و قلم کہ مین تمکو
لکھدون تا بعد میرے ہرگز گمراہ نہوگے ابدا یعنی کبھی قیامت تک مگر عمر
نے نہ لانے دیا نہ لانے دیا تو جو لوگ کہ قیامت تک گمراہ ہونگے وہ سب
عمر کے باعث ہونگے ع خون شہدا تمام بر گردن اوست ؛ اب عمر کے نہ لکھنے
دینے کی ہم وجہ بیان کرتے ہین اسکی وجہ یہ تھی کہ عمر نے خیال کیا ایسا نہو پیغمبر خدا
کہین علی کیواسطے خلافت لکھہ جاین ایکدفعہ تو علی کو غدیر خم مین خلیفہ اپنا
بنا ہی چکی ہین پھر اسکو تو ہم اور ہمارے مرید لوگ مولی کے معنی بدلکر لعو کر دینگے
اس نوشتہ کو کیونکر مٹا سکینگے پھر رہے جو جو بات دلمین سوچ رکھی ہے وہ
سب غلط ہو جائیگی سارا کہ[illegible]ت جائیگا اب ہم اس بات کو لکھتے ہین کہ بیشک
پیغمبر خدا نے چاہا تھا کہ خلیفہ میرے واسطے خلافت لکھہ جائین اس خیال سے
کہ لوگ استخلاف غدیر خم کو ایسا نہ سمجھین کہ شاید یہ حکم منسوخ ہو گیا ہو

یا کسی کے دلمین کچھ شبہ رہگیا ہو اس سبب سے تاکید احضرت نے چاہا کہ نوشتہ بھی ہو جائے
تاکسی کو جائی گفتگو باقی نرہے نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہے قد اختلف العلمآء
فی الکتاب الذی هم النبی به فقیل اراد ان ینص علی الخلافة فی انسان معین
لئلا یقع نزاع وفتن یعنی علما نے اختلاف کیا ہے کہ پیغمبر خدا کو کیا لکھنا مقصود تہا
بعضون نے کہا ہے کہ حضرت نے چاہا ایک شخص خاص کو واسطے خلافت لکھدجائین تاکہ آیندہ
نزاع وفساد واقع نہو اور قاضی عیاض نے لکہا ہے وذکر ان الذی طلب کتابة امر
الخلافة بعده وتعیین ذلك یعنی بعضون نے کہا ہے کہ حضرت نی جو دوات و قلم مانگا
تو لکھنا خلافت کا مقصود تہا کہ ایک شخص خاص کو بعد اپنے معین کر جائین مولوی
وحید الدین خان کہ جو سنی مشرب ہین اپنی کتاب حد تحقیق مین لکھتے ہین اور زیادہ تر
یہ ہے کہ زمان مرض الموت حضرت نبی سے حضرت عمر تمام تر اہلبیت نبی سے علیحدہ و
خود سر ہوگئے کہ جب حضرت رسول نے اپنے مرض الموت مین کاغذ و قلم واسطے لکھنے
وصیت کے طلب کیا اور غالبًا وہ وصیت واسطے تحریر کر دینے وصیت زبانی خم غدیر
نسبت حضرت علی کے ہوگی کہ اس بات کو حسبکم کتاب الله کہکر ٹالدیا انتہی اور ابن
ابی الحدید نے اپنی کتاب مین تاریخ بغداد سے لکہا ہے روے بن عباس قال دخلت
علی عمر فی اول خلافته وقد القی صاع من تمر علی خصفة فدعانی الی الاکل
فاکلت تمرة واحدة واقبل یاکل حتی اتی علیه ثم شرب من جرة کانت عنده
واستلقی علی مرفقة له وطفق یحمد الله یکرر ذلك مرة قال من این جئت
یا عبد الله قلت من المسجد قال کیف خلفت ابن عمك فظننته یعنی عبد الله
بن جعفر قلت خلفته یلعب مع اترابه قال انا لله انا عزاك انما عنیت عظیمکم
اهل البیت قلت یمتیح بالغرب علی خبازی بنی فلان یقرأ القرآن قال یا
عبد الله علیك دماء البدن ان کتمتها شاهدا علی فی نفسه من الخلافة

صد ۴۲ جلد دوم جہانیہ لکھنؤ

صد ۱۶۱

شئ قلت نعم قال ایزعم ان رسول اللہ نص علیہ قلت نعم وارتک
سالت ابی فحمایدعیہ فقال صدق فقال لقد کان من رسول اللہ فی
امرہ ذرو من القول لا یثبت حجۃ ولا یقطع عذرا ولقد کان یزیغ فی
امرہ وقتا ما ولقد اراد فی مرضہ ان یصرح باسمہ فمنعتہ من ذلک
اشفاقا وحیطۃ علی الاسلام الا وربت ھذہ البنیتہ ولو ولیہا لانتقضت
علیہ العرب من اقطارھا فعلم رسول اللہ انی علمت ما فی نفسہ فا
امسک وابی اللہ الا مضاء ما حتمہ یعنی ابن عباس کہتے ہین مین ایک روز ابتداء
زمانہ خلافت مین عمر کے پاس گیا دیکھا کہ ایک چٹائی پر ایک صاع خرما جو ہندوستان
کے حساب سے تین سیر سے بھی زیادہ ہوتا ہے) رکھا ہوا ہے پس عمر نے دیکھکر مجکو بھی کہانے
کو کہا مین نے اسمین سے ایک دانہ کہالیا باقی سب خلیفہ صاحب نے نوشجان کیا بعد اسکے ایک
گہڑا پانی کا جو سامنے رکھا تھا اوسے اٹھا کر پیا اور اپنے بچھونے پر جا لیٹ کر بار بار
خدا کا شکر ادا کیا بعد اسکے مجھسے کہا ای عبداللہ اسوقت تم کہانسے آتے ہو مینے کہا مسجد
سے پھر پوچھا تمہارے چھوٹے بھائی کس حالت مین ہین ابن عباس کہتے ہین مین سمجھا شاید
عبداللہ بن جعفر کو پوچھتا ہے مینے کہا اپنے ہمسنون ساتھ کھیل رہے ہین عمر نے
کہا مین انکو سنین پوچھتا ہون بلکہ تمہارے بزرگ اہلبیت کو پوچھتا ہون مین نے کہا
ایک شخص کے باغ مین پانی سینچ رہے تھے اور تلاوت قرآن کرتے جاتے تھے عمر نے کہا
ای عبداللہ مین تمکو قسم دیتا ہون کہ تم پر قربانی اونٹنی کی لازم ہو اگر تم چھپاؤ آیا اونکی دلمین
کچھ دعوی خلافت کا ابھی تک باقی ہے مین نے کہا نہین پھر عمر نے کہا شاید انکو گمان ہے
کہ پیغمبر انکو خلیفہ کر گئے ہین میرے کہا البتہ بلکہ اسکے علاوہ ہین تم سے بیان کرون
کہ اپنے باپ سے بھی مین نے سنا ہے کہ علی جو دعوی خلافت کا کرتے ہین وہ صحیح ہے
فرمایا ہان صحیح ہے پھر عمر نے کہا رسول خدا کی باتین علی کے بارہ مین کچھ ایسی پریشان

بادر ہوا نہین جس سے کوئی دلیل واضح نہین پائی جاتی اور کوئی عذر منقطع نہین ہو سکتا (یعنے
کوئی بات تھکانیکی نہتی) اور پیغمبر بسبب محبت علی کے بسا اوقات لغزش کرتے تھے دیکھو
بیماری مین حضرت نے چاہا علی کے نام کی تصریح کردین مگر مینے بسبب شفقت و محبت اہل اسلام
کے روک دیا اور نہ لکھنے دیا قسم ہے خانہ کعبہ کی اگر خلیفہ ہوتے تو قریش ہرگز نہ مانتے اور
تمام عرب ہر طرف سے ہجوم کرتے اور یہ سمجھ جانا میرا رسول خدا کو معلوم ہو گیا پس حضرت بھی
چپکے ہو رہے اور جو خدا کو منظور تھا وہی ہوا بھر کیف اس روایت سے خود باقرار عمر یہ بات
ثابت ہوئی کہ رسولخدا نے چاہا تھا بواسطے خلافت کے علی کے نام کی تصریح کردین مگر خلیفہ صاحب
نے روکدیا اب رہا یہ خیال کرنا عمر کا کہ عرب علی کی خلافت پر اتفاق نکرتے گمان باطل
اور خیال خام تھا یہ کہانتک معلوم ہوا کہ باوجود لکھہ جانے رسولخدا کی عرب نہ مانتے البتہ عمر
اور مردان عمر اگر مانتے تو اسکا تعجب نہتا جب پیغمبر کے سامنے انکے قول کو نہ مانا تو بعد پیغمبر
کے خلافت جناب امیر کو نہ ماننا کون بڑی بات تھی یہ بات تعجب کی عمر کو کہانسے معلوم ہو گئی
کہ جناب امیر کی خلافت پر باوجود حکم خدا اور لکھہ جانے رسول کے عرب اتفاق نکرینگے معلوم
ہوتا ہے حضرت جبرئیل جو بیماری مین پیغمبر کی آتے تھے وہ عمر سے کہتے ہوئے آسمان پر
چلے گئے کہ علی کو خلیفہ نہونے دینا عرب اُنپر اتفاق نکرینگے پہلے ابوبکر کو خلیفہ بناؤ پیچھے
بعد اسکی تم خود خلیفہ ہو جانا اگر کوئی کہے کہ زمانہ خلافت حضرت علی سے ظاہر ہوا کہ عرب
نے اُنپر اتفاق نکیا برابر جمل اور صفین اور نہروان مین لڑائی رہی تو ہم کہینگے یہ سب
بدولت عمر کے تھا کیونکہ ابتدای خلافت جو اہلبیت کے ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس خاندان مین
خلیفہ ہونا لوگونکو شاق ہوا بلکہ جب حضرت امیر (اپنے زمانہ خلافت مین کسی بدعت کو جو زمانہ
خلافت خلفاء ثلثہ مین رائج ہو چکی تھی منع کرتے تھے تو بعد لوگونکو ناگوار تھا جیسا کہ
ایکمرتبہ حضرت امیر نے کوفہ مین نماز تراویح کو (جو بدعات عمر سے ہے) منع کیا لوگ واعمراہ
واعمراہ کہکر فریاد کرنے لگے آخر کار حضرت کے سب دشمن ہو گئے برابر لڑتے چین سے

رہے تو یا نوبت بانجا رسید کہ جب یزید اس خلافت ممہدہ خلیفہ ثانی پر مبتنیا تو اسکے
زمانہ مین جگر گوشہ رسول الثقلین جناب امام حسینؑ اور عزیز و انصار حضرت کی سب شہید ہو

بدکردن اشمر ہم زبد کردنِ اوست خون شہدا تمام برگردن اوست

اب رہا یہ قول عمر کا کہ جو خدا کو منظور تھا سو ہوا سقدر مشابہ ہی قول جبریہ و قدریہ کے
اجہام بھی کہتے ہین کہ ابولولو نے جو آپ کے پیٹ مین چھرا مارا وہ بھی جو خدا کو منظور تھا
سو ہوا اس بیچارہ کا کوئی قصور نہین ہے اور شیعے جو کلمہ آپکے حق مین کہتے ہین وہ بھی
جو خدا کو منظور ہے سو ہوتا ہے شیعونکا اسمین کچھ قصور نہین ہے واضح ہو کہ اسیطرح
قول عمر کا حسبنا کتاب اللہ یعنی ہم لوگون کے واسطے فقط کتاب خدا کافی ہے یہ بھی محض
جہالت و شورہ پشتی کی راہ سے تھا اولاً بروایت ابن ابی الحدید جبکہ پیغمبر نے اپنی بیمار مین
علی کو خلیفہ مقرر کرنے کو چاہا تو عمر نے حسبنا کتاب اللہ کہکر اسکو ٹال دیا اور جب
روز سقیفہ مہاجر و انصار مین اختلاف ہوا تو خود عمر نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا اسوقت حسبنا
کتاب اللہ کو بھلا دیا ثانیاً جب پیغمبر خدا نے اپنی بیماری مین وصیت کرنی کو چاہا
تب عمر نے ہذیان کی نسبت دیکر حسبنا کتاب اللہ کہا اور جب ابوبکر نے اپنی بیماری
مین عمر کیواسطے وصیت کی اور خلافت نامہ لکھا تو اسوقت عمر نے یہ کیون نہ کہا کہ ابوبکر
کو ہذیان ہوگیا ہے اس لکھنی کی ضرورت نہین ہی ہمکو فقط قران کافی ہے ثالثاً
باتفاق فریقین پیغمبر خدا نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی
اہلبیتی ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی یعنی مین تمہارے لوگون مین دو چیز بزرگ
چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن دوسرے میرے اہلبیت جب تک کہ ان دونون
کا دامن پکڑے رہوگے ہرگز میرے گمراہ نہوگے سبحان اللہ پیغمبر خدا نے تو قران
کے ساتھ اہلبیت کو بھی شامل کرنیکا حکم بھی دیا اور فرمایا جو
انسے متمسک ہوگا وہ کبھی گمراہ ہوگا مگر عمر نے برخلاف اسکے اہلبیت کا ساتھ چھوڑا اور کہا

ہمکو فقط اقرار کافی ہے اس مقام پر مولوی وحید الدین خان نے کیا اچھی بات لکھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمر کے حال پر ہمکو افسوس آتا ہے حضرت رسولؐ کے ایام صحبت تک عمر نے جو ایک ایسے مصاحب اور رفیق ہر وقت کے تھے سو بجز دہمیاری حضرت رسولؐ کے اسطرح پر بالکل انکو بدلدے اور کہنا حضرت عمر کا کہ حضرت رسول پر درد غالب ہے قرآن کفایت کرتا ہے صرف براہ ہمدردی اور دفع الوقتی کے معلوم ہوتا ہے اسواسطیکہ یہ بات روز جمعرات کے تھی اور رسول نے بعد اُس جمعرات کے جمعہ اور سنیچر اور اتوار تین دن زندہ رہکر کے انتقال کیا اور آخر وقت مین الرفیق الاعلیٰ کہکر کے جان دی تو کسوقت مین کوئی بات بدحواسی کی حضرت رسول کی پائی نہین جاتی ہے اور ہرگاہ قرآن اور عترت دونون بات حدیث ثقلین کی ہے جو پیغمبر خدا نے کہا کہ ہم تم لوگون مین دو چیز تمہارے چھوڑے جاتے ہین ایک قرآن دوسری عترت اور یہ دونون آپس سے ہرگز جدا نہونگے تو اگر حضرت عمر حسبکم کتاب اللہ و عترۃ الرسول دونو کو ملا کر کہتے تو حضرت عمر بہت سچے معلوم ہوتے انتہے رابعاً اس قول سے عمر کے معلوم ہوتا ہے کہ عمر نے اپنے کو رسولخدا سے بڑھ کر عالم و دور اندیش سمجھا پیغمبر خدا کو تو یہ بات معلوم ہوئی کہ کتاب خدا کافی ہے اور وصیت لکھنے کو مستعد ہوئی اور فرمایا اس وصیت کی لکھہ جانیسے تم لوگ کبھی گمراہ نہوگے مگر عمر کو معلوم ہوگیا کہ اس وصیت کا لکھنا بیکار ہے فقط قرآن کافی ہے خامساً اگر فقط قرآن کافی تھا تو خود اکثر مسائل مین رجوع ہوتا کہ مین نے کہا یا قرآن مین کیون نہ دیکھ لیا خباب امیر سے کیون پوچھا ایک زن زانیہ کو جو حاملہ تھی رجم کا دیا خباب امیر نے کہا کہ اس بچے نے کیا قصور کیا ہے اس عورت کیسا تھ بھی قتل ہو جائیگا قبل وضع حمل سنگسار کرنا چاہیے اسوقت کہا لولا علی لھلک عمر اگر علی نہوتی تو عمر ہلاک ہو جاتا تکلو اگر اعتبار نہو تو ایک چھوٹی سی کتاب بخومیر لڑکون کے پڑھنے کی ہے اسمین جزوف

صد حدہ ۵ حد تحقیق

غیر عالمہ کی بحث نکالکر دیکھہ لو لاحلی کے حاشیہ پر یہ قصہ عمر کا لکھا ہے اور ایک عورت
کی گفتگو مین ایک عورت نے قائل کر دیا اسوقت کہا کل الناس افقہ من عمر
حتی المخدرات فی الحجال عورتین جو پردہ نشین ہین وہ بھی عمر سے زیادہ فقہ جانتی
ہین اور یہی بہت جگہہ احکام شرع مین غلطی واقع ہوا کرتی تھی حضرت اسپر بچا دیا کرتے
تھے اگر فقط قرآن کافی تہا تو کیون خلاف شرع حکم دیا سادسا یہ بات ظاہر
ہے کہ آیات احکام قرآن مین قریب پانسو کے ہین اور اسمین ناسخ اور منسوخ اور محکم
متشابہ عام و خاص سبہی کچہہ ہین اور ہر فرقہ کے لوگ جو اہل اسلام سے ہین اپنے اپنے
مذہب کی حقیت پر اسی قرآن سے استدلال کرتے ہین حالانکہ ان سب فرقون سے
ایک ہی فرقہ ناجی ہے تو اگر فقط قرآن نجات و عدم گمراہی کیواسطے کافی ہوتا تو اتنے
فرقے گمراہ کیون ہوتے اس سے معلوم ہوا کہ جبتک اہلبیت کو کہ مفسرین قرآن ہین
شریک نکرین جیسا کہ پیغمبر نے شریک کیا فقط قرآن نجات کیواسطے کافی نہین ہو سکتا
چنانچہ خباب امیر فرماتے ہے ان کلام اللہ الناطق وھذا کلام اللہ الصامت
ہین قرآن ناطق ہون اور یہ قرآن ساکت ہے پس یہ کہنا عمر کا کہ ہمکو فقط قرآن کافی ہے
اور اہلبیت سے جو کہ مفسرین قرآن ہین دست بردار ہونا بمنزلہ اسی کے ہے کوئی بیمار
کہے حکیم کی کیا ضرورت ہے ہمکو فقط طب کی کتاب بوعلی سینا کی قانون کافی ہے
اس سے ثابت ہوا کہ مقصود عمر کا بھی یہی تہا کہ یہ خلافت اہلبیت کی طرف نجانے پائی نہین
تو ہمارے کچہہ عزت نرہیگی اکثر اہلسنت جواب دیتے ہین کہ حضرت عمر نے بخیال راحت
رسانی پیغمبر کے دوات و قلم نہ لانے دیا کہ پیغمبر کو تکلیف ہوتی جیسا کہ شاہ صاحب نے
بھی لکہا ہے اولا ہم تعجب کرتے ہین ان لوگونکی سمجہہ پر سبحان اللہ ع برعکس نہند
نام زنگی کافور نہد اس رنج دینے کو پیغمبر کے یہ لوگ آرام دینا کہتے ہین
کیا اچہا آرام دیا ہے کہ رسول خدا کہا پذیران بکتے ہین درد نے اپنر غلبہ کیا ہی پیغمبر کے

پاس وہ دہوم مچائی کہ باوجود خلق عظیم کے فرمایا دور ہو میرے سامنے سے کیون حضرات اسیکا نام آپ لوگون نے ارام دینا رکہا ہے اولیٰ سمجہ کا کچہ جواب بھنین ہے ثانیاً بروایت ابن ابی الحدید عمر نے تو بیان کیا کہ میں اسواسطے نہ لکہنے دیا کہ پیغمبر خدا چاہتے تھے علی کے نام کی تصریح کردین اور یہ لوگ کہتے ہین آرام دینے کے خیال سے نہ لکہنے دیا مدعی سست گواہ چست ثالثاً اگر عمر کو پیغمبر کا آرام پہونچانا اور انکی خوشی اور خلائق کا گمراہی سے بچانا مقصود تہا تو فوراً دوات و قلم لاکر حاضر کیا ہوتا اور کہا ہوتا کہ آپ زبانی فرمائیے ہم لکہتے ہین جیساکہ بروایت تمہارے حضرت نے تین امر فوکی وصیت زبانی کی ایک تو مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکالدینا دوسرے واقدین کیساتہہ سلوک کرنا اور تیسرے امر کو راوی بہول گیا غالباً وہ وصیت بہ نسبت خلیفہ کرنے حضرت امیر کے ہوگی جسکو بخیال کساد بازاری خلافت خلفاء ثلثہ کی راوی نے بیان نکیا رابعاً رسول خدام واسطے رفاہ خلق اور ہدایت امت کے مبعوث ہوئے تہے خیال کرو اس ہدایت کرنیمین اور خلایق کو گمراہی سے بچانیمین پیغمبر نے کیا کیا مشقت در نج و تکلیف اٹہائی گہر بار چہوڑا ہجرت اختیار کی کفار سے جہاد کئے دندان مبارک شہید ہوئے اکثر فرماتے تہے ما اوذی نبی کما اوذیت یہ سب اسیواسطے تہا کہ امت گمراہی سے بچے پس آخر وقت جب حضرت نے بخیال ہدایت امت فرمایا آؤ میں ایسی چیز لکہدون کہ تم لوگ قیامت تک گمراہ نہوگے تو یہ زحمت قلیل جو دو سطر کا لکہنا یا لکہوانا تہا اور ہدایت خلق کی اسپر موقوف تہی اس تکلیف کی کیا حقیقت تہی خامساً اگر عمر کو حضرت رسول کے آرام کا بڑا خیال تہا تو احد اور خیبر اور حنین مین پیغمبر کو مجمع کفار مین اکیلا چہوڑ کر کیون بہاگ گئے اور مثل بکری کے پہاڑ پر چڑہکر کودنے لگے [illegible] اعتراض کرتے ہین

ایک یہ کہ پیغمبر خدا نے ائتونی بلفظ جمع فرمایا تہا عمر نے دوات و قلم نہ لانے دیا تو اوسوقت حضرت علی نے کیون نہ لاکر حاضر کر [illegible] سکے پیغمبر خدا تو بعد اس واقعہ کے تین روز زندہ رہے کیون نہین کہ [illegible] والیا دو [illegible]

اگر آواز بلند کرنیکی کے سامنے منع تھا تو اُس نہی مین حضرت امیر بھی شریک ہ
پس **اولاً** جواب ان شبہونکا یہ ہے کہ معترض کو چاہئے پہلے یہ بات ثابت کردی کہ جب
امیر بھی اس صحبت مین مبتلا تھے تب اعتراض کرے حالانکہ جناب امیر کا دہان موجود رہنا کسی کتا
سے ثابت نہین ہوتا پس یہ اعتراض خاص عمر اور تابعین عمر جو کہ مانعین تھے اُنہی
کے حق مین وارد ہوگا اور **ثانیاً** درصورتیکہ ہم مان لین کہ جناب امیر بھی موجود تھے
تو جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ جب عمر نے دوات وقلم نہ لانے دیا اور پیغمبر کو کہا کہ یہ
بکتے ہین اِنکو درد کا غلبہ ہوا ہے فقط ہمکو قرآن کافی ہے تو بہت سے لوگون نے
قول عمر کی موافقت کی اور کچھ لوگون نے موافقت نکی اور سب اُسمین جھگڑنیلگے
تک شور وغل مچا کہ پیغمبر خدا نے ماری رنج کے فرمایا دور ہو میری سامنے سے
اس سبب سے وہ صحبت درہم وبرہم ہوگئی لوگ اپنے گھرونکو چلیگئے مصلحت وقت
جاتی رہے چنانچہ حدیث مین ہے کہ بعد اسکے بعض اصحاب نے پیغمبر خدا سے کہا اگ
فرمائے تو اب ہم لوگ دوات وقلم حاضر کرین حضرت نے فرمایا پہلی جن لوگون نے نہ لانے
دیا اُنکی تکلیف کی پھر فرمایا ابعدکم سحقا یعنی تمنے یہ حرکات ناشایستہ اُن لوگون
کی دیکھین اور یہ گستاخیان اُن لوگون کی سنین یہ سب دیکھکر سنکر پھیر کہنے کی واسطے
کہتے ہو خیر مین اپنی وصیت کئے جاتا ہون کہ میری اہلبیت کی ساتھ نیک سلوک کرنا
اور اُنکو رنج نہ دینا یہ کلام حسب انجام حضرت کا سنکر وہ لوگ چپکی ہورہے اور وہانسے
چلے آئے قطع نظر اسکے یہ بات ظاہر ہے کہ جب پیغمبر خدا نے فقط دوات وقلم طلب
کیا ابھی کچھ لکھنے نہ پائے تھے اسقدر تو یہ غل اور فساد برپا ہوا کہ کچھ لوگ عمر کے ساتھ
ہوکر کہتے تھے کچھ ضرورت لکھنے کی نہین ہے ہمکو فقط قرآن کافی ہے اور کچھ لوگ
پیغمبر کے قول کی اطاعت کرنے کہتے تھے لے آؤ دوات وقلم پیغمبر لکھنا چاہتے ہین کہ تم لوگ
گمراہ نہو پس باوجود اس لڑائی کے اگر دوات وقلم لاکر حاضر کیا جاتا تو بیشک وہ لوگ کشت وخون

کرتے اور پیغمبر خدام کے سامنے خونریزی ہوتی اس سبب سے دوات وقلم کا حاضر کرنا دور
از مصلحت سمجھا گیا اور یہ جو کہا کہ تین دن تک پیغمبر خدا زندہ رہنے کیون نہین کسی نے
لکھوالیا تو اسکا جواب وہی ہے جو ہم پہلے کہہ چکے کہ بعد اس شور وغل کے اور نسبت دینے
ہذیان کے وہ صحبت درہم برہم ہوگئی جو وقت لکھنے کا تھا جاتا رہا مصلحت باقی نہی علاوہ
اسکے بعد برخواست ہونے اس صحبت کے اگر بعض اہلبیت یا بعض اصحاب کسیوقت
مین اوس وصیت کو لکھوالیتے تو کیا فائدہ ہوتا مجورین کو تو بہرحال یقین تھا کہ پیغمبر خدا
علی کے واسطے ضرور خلافت لکھین گے اور مانعین نے جب حضورین پیغمبر کے نہین
مانا تو غیبت کا لکھا ہوا کب مانتے لامحالہ کہتے ہم خوب جانتے ہین کہ پیغمبر خدا لکھنا نہین جانتے تھے تمامتر گون نے اپنی
سے اس کاغذ پر علی کی خلافت لکھدی ہے اور اگر پیغمبر نے لکھا بھی ہے تو حالت
بدحواسی مین لکھا ہے اسکا اعتبار نہین ہے جیسا کہ عمر نے سامنے پیغمبر کے کہا تھا قطع نظر
اسکے تین دن تک زندہ رہنا پیغمبر خدام کا بعد اس واقعہ کے یقیناً ثابت نہین ہے
بن ابی الحدید نے اپنی شرح مین لکھا ہے فلما کثر اللغط والاختلاف عند رسول اللہ ص فقال قوموا عنی لا ینبغی لنبی ان یختلف عندہ ھکذا فقاموا فما
رسول اللہ ص فی ذلک الیوم یعنے جبکہ غل اور اختلاف بہت ہوا اور رسولخدا
غضبناک ہوئے اور فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پیغمبر کے پاس
اس طرح سے جھگڑنا نہ چاہیئے پس وہ لوگ وہان سے اوٹھ آئے اور رسولخدا
نے اوسی روز انتقال کیا اور واقدی نے لکھا ہے کہ جب آپس مین یہ شور وغل ہوا
تو حضرت نے فرمایا اوٹھ جاؤ میرے پاس سے پس وہ لوگ اوٹھکر چلے آئے
اور اوسی وقت روح نے حضرت کی مفارقت کی راہ اجاء الاحتمال
بطل الاستدلال اور جواب دوسرے کا یہ ہے کہ درصورتیکہ ہم
مان لین کہ جناب امیر بھی اوس صحبت مین موجود تھے تو حاشا ثم حاشا

کہ مانعین نہین رہے ہون حضرت امیر نے ایک چشم زدن مین بھی پیغمبر خدا کی
مخالفت نکی برابر جان نثاری اور فرمانبرداری مین حاضر رہے بہلاوہ کیونکر خلاف حکم
پیغمبر کے کرتے ابن عباس جو شاگردون سے جناب امیر کے تھے وہ تو اس روز کو
کرکے برابر رویا کرتے تھے کہ سنگریزے مسجد کے انسوؤن سے بھیگ جاتی تہے پس
لامحالہ جناب امیر بھی مجوزین مین رہے ہونگی نہ کہ معاذاللہ مانعین مین اب یہ اعتراض کہ
رفع صوت جو منہی عنہ ہے اسمین جناب امیر بہی شریک ہوئے پس یہ گمان بسبب جہالت او
عدم واقفیت کتب کے ہے کیونکہ رفع صوت وہی منہی عنہ ہی جو باعث سوء ادب او
ایذا رسول کا ہو اگر مطلقاً منع ہو تو چاہیے کہ پیغمبر کے سامنے اذان بہی کہنی منع ہو حا
حالانکہ ایسا نہین ہے زمخشری نے کشاف مین لکہا ہی ولم یتناول النہی ایضا رفع
الصوت الذی لا یتاذی بہ رسول اللہ وھو ما کان منہم فی حرب او مجادل
معاند او ارھاب عدو وما اشبہ ذلک یعنی وہ آواز بلند کرنا جس سے پیغمبر کو اذیت
نہو منع نہین ہے جسطرح لڑائی مین اور دشمنون کے دہمکانے اور ڈرانیمین آواز بلند
کیجاتی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ جو آواز موافق مرضی رسول کے ہو اسکا بلند ہونا بے
مضائقہ نہین ہے البتہ آواز بلند کرنا عمر کا اور تابعین عمر کا دوات و قلم نہ لانی دینے
مین خلاف مرضی رسول اور باعث ایذاء پیغمبر کا تہا جسکے سبب سے بدولت عمر کے او
لوگ بہی بظاہر خطاب و عتاب قوم مواعنی شامل اور شامت جابر سوء سے بجبر و جوار منکر
ہو گئے لیکن حقیقت مین رجوع عتاب طرف موذیون اور مخالفون کے تہا نہ طرف
معینون اور موافقون کے کما قال تعالیٰ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ
ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا
طعن دوم واضح ہو کہ جملہ بدعات و ایذا رسانی عمر کے اہلبیت رسول کو جسکے

صہ ۱۳۰۸ چاپ کلکتہ

بعض خلاف عمر خانہ

سننے سے اہل ایمان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین یہ ہے کہ بعد انتقال جناب رسولخدا کے
یہ حضرات خلفاء سنیان (باوجود فرمانے پیغمبر کے کہ مین تم لوگون مین دو بھاری چیز چھوڑے جاتا ہون
ایک قرآن دوسرے میری اہلبیت جو اسنے متمسک ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو منحرف ہوگا وہ
گمراہ ہوگا) اہلبیت رسول سے ایسے منحرف ہوئے کہ انھین رسول کے پارہ جگر حضرت فاطمہ
زہرا صلوات اللہ علیہا کے درپے ایذا رسانی ہوئے باغ فدک چھین لیا گھر جلانیکو مستعد ہوئے
جسمین جناب سیدہ اور حضرت امیر اور حسنین موجود تھے جسکو ذرا بھی عقل ہوگی وہ سمجھیگا
کہ یہ کیسا ظلم اور تعدی اہلبیت رسول پر ان سنیون کے خلیفاؤن نے کی چنانچہ ایک
شخص نے جو مذہب سنی کا رکھتے تھے مجھسے بیان کیا کہ البتہ پہلی ان حضرات ثلثہ کی وقعت میری
نظر و یقین تھی مگر جب سے مین نے تاریخ ابو الفداء مین دیکھا ہے کہ خلیفہ ثانی جناب
فاطمہ کا گھر جلانے آئے اور تھوڑی سی آگ اور لکڑی بھی ساتھ لیتے آئے تب سے میرا اعتقاد
ان حضرات سے پھر گیا فی الواقع جو شخص ذرا بھی انصاف رکھتا ہوگا وہ سمجھیگا کہ وہ گھر
جو رتبہ مین اور حرمت مین خانہ کعبہ سے کم نتھا اور جہان حضرت جبرئیل بی اجازت داخل
ہوتے تھے اور جسکی شان مین بروایت در منثور خدا نے فرمایا ہو قضیہ
اذن اللہ ان ترفع اس گھر کو جلانیکے واسطے جانا کسی صاحب ایمان کا کام نہین ہے
اسی سبب سے ابن روزبہان نے اس امر کا بالکل ایکدم سے انکار کیا ہے بلکہ لکھا ہے کہ جو
اس روایت کو لکھے وہ رافضی ہے مگر اس انکار سے کیا ہوتا ہے یہ مضمون تو شائع
عام افتادہ ہے جسکو سب نے سن لیا سب کتابین تاریخ اور حدیث کی اس مضمون سے بھری
ہوئی ہین اور مصنفین انکی سب اہل سنت ہین مگر بقول ابن روزبہان کے وہ
سب رافضی ہوئے جاتے ہین اور لطف تو یہ ہے کہ شاہ صاحب اور انکے والد بزرگوار
نے بھی اس روایت کو لکھا ہے اور اقرار کیا ہے بڑی مشکل کی بات ہے کہ بقول ابن
روزبہان کے یہ دونو صاحب بھی رافضی ہوگئے سلمنا لازم کہ از دیبان دامن کشان گذشتی

گرد مشک خاک کہ باہم برابر رفتہ باشد ۞ اول دلیل ہمارے دعوی کی یہ ہے کہ خود شاہ صاحب نے اسکا
اقرار کیا ہے کہ حضرت عمر خانہ فاطمہؑ کے جلانیکے واسطے گئے اور دروازہ پر کہا کہ اگر تم لوگ ابوبکر
سے بیعت نکروگے تو ہم اس گھر کو تم سب پر جلادینگے وھن عیاذہ فی تحفہ واگر مراد
از قصد تخویف و تہدید زبانیست وگفتن اینکہ من خواہم سوخت پس جہش آنست کہ این تخویف
و تہدید کسانے زا بود کہ خانہ حضرت زہرا را ملجا و پناہ ہر صاحب خیانت و نستہ مکرم حرم
مکہ معظمہ دادہ در انجا جمع میشدند و فتنہ و فساد منظور میداشتند و بر ہم زدن خلافت خلیفہ
اول بمنگامہ شہادہ و مشورتہای فساد انگیز قصد میکردند نہایت افسوس کی بات ہے کہ اصحاب رسولؐ
جنکو تم لوگ واجب التعظیم بتاتے ہو اور قتلہ اونکی باعث ابتدا سمجھتے ہو ان لوگون نے تو خانہ
زہرا کو بمنزلہ حرم مکہ معظمہ کی سمجھا اور عمر نے چاہا کہ وہ گھر جلا دیا جائے ع ببین تفاوت رہ
از کجاست تا بکجا اور عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ نے کتاب الامامۃ والسیاسۃ میں لکھا ہے
ان ابابکر اخبر بقوم تخلفوا عن بیعتہ عند علی فبعث الیہم عمر بن الخطاب
فجاء فنادا ہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا عمر بالحطب وقال
والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علیکم علی ما فیہا فقیل
لہ یا ابا حفص ان فیہا فاطمۃ فقال وان یعنی جو لوگ کہ بیعت ابوبکر سے
انکار کرکے حضرت علیؑ کے پاس جمع ہوئے تھے اسکی خبر کسی نے ابوبکر سے بیان کی ابوبکر نے
عمر کو بھیجا عمر نے حضرت علی کے گھر پر آکر لوگون کو پکارا مگر وہ لوگ باہر نہ نکلے پس عمر
نے لکڑیان منگائین اور کہا قسم خدا کی تم سب نکلو نہین تو مین اس گھر کو تمہارے
اوپر پھونک دونگا کہ تم سب جلکر رہجاؤ گے کسی نے کہا ای عمر اس گھر مین فاطمہؑ بھی
ہین عمر نے کہا ہوا کرین اور تاریخ ابوالفدا مین جو تصنیف ہے ایک سنی متعصب کی ہے لکھا
ہے فبایع عمر ابابکر واقبل الناس علیہ یبایعونہ فی العشر الاوسط من ربیع
الاول سنۃ احدی عشر خلافا لجماعۃ من بنی ہاشم والزبیر وعتبۃ بن ابی لہب

وخالد بن سعید بن العاص والمقداد بن عمرو سلمان الفارسی وابی ذر و
عمار بن یاسر والبراء بن عازب وابی بن کعب وما والوا مع علی بن ابیطالب و
قال فی ذلک عتبۃ بن ابی لہب ما کنت احسب الخ وکذلک تخلف عن بیعۃ
ابابکر ابوسفیان بن بنی امیۃ ثم ان ابابکر بعث عمر بن الخطاب الی علی ومن
معہ لیخرجہم من بیت فاطمۃ الزہراء وقال ان ابوا علیک فقاتلہم فاقبل
عمر بشعلۃ من نار علی ان یضرم الدار فلقیتہ فاطمۃ رض وقالت الی این یا ابن الخطاب
اجئت لتحرق دارنا قال او یدخلوا فیما دخل فیہ الامۃ یعنی بعد جھگڑے اور تکرار
بسیار کے کہ جانب انصار سے ہوئی عمر نے ابوبکر سے بیعت کی اور بعد اسکی اور لوگون نے
بیعت کرنی شروع کی اور یہ بیعت ابوبکر کی دہمہ او سط ماہ ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری
مین واقع ہوئی مگر اکثر جماعت بنی ہاشم اور زبیر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید
بن عاص اور مقداد بن عمرو اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور عمار بن یاسر اور ابن
عازب اور ابی بن کعب کہ ان سب نے بیعت نکی اور یہ لوگ سب حضرت علی کے ہمراہ ہوگئے
اور اسی باب مین عتبہ ابی لہب نے چند شعر اس مضمون کے کہے ہین کہ مین نجانتا تھا کہ امر خلافت
اور ولایت و ریاست اولاد ہاشم سے جانا رہیگا خصوصًا ابوالحسن سے حالانکہ مخصوص ساتھ
ایسے ایسے فضایل و مناقب کی ہین اور اسی طرح سے ابوسفیان پدر معاویہ نے بھی ابوبکر کی
بیعت نہین کی تب ابوبکر نے عمر بن خطاب کو حضرت علی کے پاس اسواسطے بھیجا کہ جو لوگ
انکے ہمراہ ہین سب کو مع انکے گھر سے فاطمہ کے نکالدی اور یہ کہدیا تھا کہ اگر انکو نکلنے سے
انکار ہو تو بیشک تم انسے قتال کرنا عمر نے ارادہ گھر جلانیکی کیا آگ بھی ساتھ لی پس
حضرت فاطمہ نے ملاقات کی (یعنی پس در پس) اور پوچھا کہان آیا ای ابن خطاب کیا
ہمارا گھر پھونکنے آیا ہے عمر نے کہا البتہ تمہارا گھر پھونک ڈالونگا نہین تو یہ سب ابوبکر
سے بیعت کرین جسمین تمام امت داخل ہوئی یہ سب بھی داخل ہو جائین انتہی خلاصہ

اگر جلانے کو جناب فاطمہ کے عمر کا آنا بہت سی کتابون سنین اہلسنت کے ثابت ہے اور انکی
بڑے بڑے علماء اور محدثین اعصر خین متقدمین و متاخرین نے اسکو روایت کیا ہے
مثل طبری اور واقدی اور عثمان بن ابی شیبہ اور ابن عبد ربہ اور ابن خزانہ اور عبد اللہ
بن ابی شیبہ اور بلاذری اور ابن عبد البر صاحب کتاب استیعاب اور ابو بکر جوہری صاحب
کتاب سقیفہ اور قاضی جمال الدین محدث اصل اور ابو الفداء صاحب کتاب المختصر اور ابن
قتیبہ صاحب کتاب الامامۃ والسیاسۃ اور سیوطی صاحب جمع الجوامع اور ملا علی متقی
صاحب کنز العمال اور شاہ ولی اللہ والد ماجد شاہ صاحب کہ جنکی عبارتون کا ماحصل اور
ملخص بھی ہے کہ جب ابو بکر نے تخت خلافت پر جلوس کیا اسوقت بہت سے لوگون
نے بیعت عتیقی سے انکار کیا کہ منجملہ انکے زبیر اور عباس اور حضرت علی اور حسین تھے
جب ابو بکر کو معلوم ہوا کہ ان لوگون کے واسطے ہماری بیعت سے انکار کیا اسوقت
عمر کو خانہ فاطمہ کیطرف جسمین یہ لوگ جمع تھے بھیجا اور کہا کہ ان لوگون کو ہمارے
پاس پکڑ لاؤ اگر انکار کرین تو سب کو قتل کر دو پس خلیفہ ثانی مثل بلائی ناگہانی
خانہ فاطمہ پر پہونچے بلکہ تہورسی آگ اور لکڑی بھی ساتھ لئے آئے جب حضرت فاطمہ
نے یہ حال دیکھا تو فرمایا اے ابن خطاب کیا تو ہمارا گھر جلانے آیا ہے
عمر نے کہا بیشک قسم خدا کی اس گھر کو جلا دونگا مگر یہ کہ یہ لوگ ابو بکر
سے بیعت کرین جناب فاطمہ دروازہ پر کھڑے ہو کر رونے لگین اور فرمایا
ای ابو بکر کیا جلدی غارت اور تباہ کیا تو نے گھر کو رسول خدا کی پھر عمر سے کہا واللہ اجی
عمر اب مین تجھ سے کچھ نکہونگی جبتک کہ خداوند جبار سے ملاقات نکرون تجھ کیف
ابو بکر کا جناب امیر سے لڑنیکی واسطی عمر کو حکم دینا اور عمر کا خانہ فاطمہ کو جلانیکی واسطے آنا
انکی کتابون سے بخوبی ثابت ہے اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیر نے بیعت ابو بکر سے
انکار کیا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر خلافت ابو بکر پر راضی نہ تھے اور اسکو باطل سمجھتے تھے

مگر خلیفہ ثانی زبردستی بیعت لینی چاہتے تھے سبحان اللہ کیا اچھی خلافت ہے اور کیا اچھا اجماع ہے کہ دھمکا دھمکا کر گھر جلا کر اہل بیت رسول سے بیعت کرائین ع این خلافت نشد کہ آفت شد ۞ ہم کہتے ہین کہ جناب امیر کا بیعت ابوبکر سے انکار کرنا یہ صریح دلیل ہے کہ خلافت ابوبکر کی ناحق تھی کیونکہ بروایت ترمذی وازالۃ الخفا ومودۃ القربی وصواعق محرقہ وغیرہ ثابت ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا الحق مع علی وعلی مع الحق اللھم ادر الحق معہ حیثما دار حق علی کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہین خداوندا پھیر تو حق کو علی کے ساتھ جس جس طرف علی پھرین اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیر اس بیعت سے انکار کرنے مین کبھی برسر ناحق تھے خیال کرنا چاہئے کہ یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین ہے کہ رسول خدا نے فرمایا من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ یعنی جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانتا ہو وہ کافر مرتا ہے اور بروایت صحیح مسلم یہ بات پائی جاتی ہے کہ جناب امیر نے بعد چھ مہینے کے بیعت کی اگر یہ مجبور ہوئے تو ہم نہین سمجھتے کہ چھ مہینے تک حضرت سے کسکو امام سمجھا اگر خلافت ابوبکر کی حق ہوتی تو حضرت امیر بلا عذر سب کے پہلے بیعت کرتے کہ وہ عارف علم ربانی اور عالم اسرار رسول یزدانی تھے حالانکہ ایک شب بھی بغیر معرفت امام کے رہنا حرام ہے اسی سبب سے بعد شہادت امام حسین کے خلیفہ زادہ عبداللہ بن عمر نے حجاج کے پاؤن پہ بیعت کی اب ہم شامصاحب کے جوابات عام فریب کو رد کرتے ہین یہ جو شامصاحب نے کہا کہ ان لوگون کو فساد مغفور تھا اور چاہتے تھے کہ خلافت خلیفہ اول کی درہم وبرہم ہو جائے اس سبب سے عمر نے قصد گھر جلانیکا کیا پس سبحان اللہ شامصاحب نے اصحاب رسول کو جنمین جناب امیر بھی داخل ہین کما ذکر مفسد ٹھہرایا عمر کو طعن سے بچانے کی خیال مین ایسی از خود رفتہ ہو گئی کہ باقی سب لوگونکو مفسد ٹھہرایا اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہل سنت جو تعظیم وتعدیل کل اصحاب کا دعوی کرتے ہین وہ سب زبانی ہے جب بعض انہین کو مفسد فی الارض ٹھہراتے

الصحابة کلهم عدول کہان ہا بالجملہ اس لکھنے سے شاہصاحب کے تا
ہوا کہ جناب امیر و دیگر اصحاب سوا حضرت خلافت خلیفہ اول پر ہرگز راضی نہ
بلکہ چاہتے تھے کہ خلافت ابوبکر کی درہم و برہم ہو جائے اور یہ جو شاہصاحب نے
جواب دیا ہے کہ مقصد واقعی گھر جلانیکا نہا فقط تہدید زبانی تھی جیسا کہ دلیل
مین کہا ہے کہ مقصد از امور قلبیہ ہے کہ جو کسے غیر از خدا تعالی مطلع نہیں ہو سکتا
پس اولا ہم کہتے ہین کہ جب سوائی خدا کے دل کا حال کسی کو نہین معلوم ہے
تو پھر آپ کو یہ کہان سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر کا واقعا مقصد گھر جلانیکا تھا
فقط تہدید زبانی تھی یہ تخصیص ملا مخصص آپ نے کہان سے نکالی ثانیا مبحث طعن
فدک مین مقام غضبت فاطمۃ ولم تکلمہ حتی ماتت مین جس کو شیعہ من اغضبہا
فقد اغضبنی ملا کر بہت بڑا نتیجہ نکالتے ہین آپ لکھ چکے ہین کہ ابوبکر نے فاطمہ کو غضبناک
کرنیکا قصد نہین کیا تھا بلکہ وہ خود سے غضبناک ہوئین سبحان اللہ شاہصاحب آپ ہی کا کام ہے
کہ جہان جو بات اپنے مطلب کے موافق پائی لکھدی خواہ اپنا کلام سچ باقی رہے
یا جھوٹا ہو جائے ع این کار از تو آید و مرداں چنین کنند یہ نہین معلوم ہیان آپ کو
امر قلبی سے ابوبکر کے کیونکر اطلاع ہو گئی جو آپ نے لکھا کہ ابوبکر کا قصد فاطمہ کو غضبناک
کرنیکا نہا اب ہم سے سنئے کہ بیشک عمر کا قصد گھر جلا دینے کا تہا اگر وہ لوگ
جنہون نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا تہا اس گھر سے نہ نکلتے تو بیشک خلیفہ صاحب
خانہ فاطمہ کو معہ اہلبیت کے پھونک دیتے اور شاہد اس بات کا قرینہ ہے یعنی عمر کا آگ
اور لکڑی لانا اور اسپر ای واللہ قسم کہانا یعنی اگر یہ لوگ ابوبکر سے بیعت نکرینگے
تو قسم خدا کی ہم بیشک گھر کو ان لوگون کے اوپر پھونک دینگے یہ سب باتین قرینہ
قوی ہین کہ عمر کا قصد گھر جلانیکا تہا ہان اگر آپ یہ اقرار کیجیے کہ عمر نے جھوٹی قسم کہائی
تھی تو شاید ہم مان لین لیکن تہدید و تخویف اولیاء اللہ خصوصا جگر گوشہای رسول اللہ

کب جایز تھی خصوصًا واسطے ترویج خلافت باطلہ ابوبکری کے اسکو توہم نہین مان
سکتے علاوہ اسکے بروایت کتاب العقد ابن عبد ربہ وغیرہ ابوبکر نے جب کہا کہ اگر
علی وعباس بیعت نکرین تو قتل کرنا یہ سنکر عمر نے قبول کیا اور آگ اور لکڑی ساتھ
لئے ہوئے روانہ ہوئے تو جب اہلبیت رسول کے قتل پر آمادگی ہو تو گھر جلانیکا
اگر مضمہ ہو تو کون سی تعجب کی جگہہ ہے اور یہ جو شاہ صاحب نے کہا کہ چونکہ یہ لوگ خلافت
ابوبکر کو درہم وبرہم کرنا چاہتے تھے اس سبب سے عمر نے اُن لوگونکو فقط ڈرایا تھا پس یہ
قول مردود ہے اسلئے کہ پہلے چاہئے کہ خلافت ابوبکر کی بدلائل ثابت کرین کہ حق
تھی تو البتہ ڈرانا عمر کا بکار آمد ہو سکتا ہے حالانکہ عمدہ دلائل جس سے یہ لوگ خلافت
ابوبکر ثابت کرتے ہین اجماع ہے اور اجماع کا حال ظاہر ہے کہ بہت سے لوگون نے
بیعت ابوبکر سے انکار کیا اگرچہ بعد تھوڑے دنون کے خوف جان ومال سے قہرًا
وجبرًا بیعت کرلی ہو مگر بعض صحابہ نے تو عمر کے بھی بیعت ہی نکی مثل سعد بن عبادہ کے
آخر الامر عمر نے اپنے زمانہ مین لوگون سے مرواڈالا اور مشہور کیا کہ جنات نے قتل
کیا اور کیونکر نہوتا کہ روز سقیفہ بھی کہا تھا اقتلوا سعدا قتل اللہ سعدا کما فی
النہایۃ یہ حال ہے اجماع کا بقول مولوی وحید خان صاحب کے کہ اجماع خلافت
پر ابوبکر کے تو بطور الماغوجی کے معلوم ہوتا ہے اور یہ جو شاہ صاحب نے کہا کہ عمر نے
یہان پر اجتہاد کیا کہ رسولخدا نے فرمایا تھا جو شخص نماز جماعت مین حاضر نہو اُسکے اوپر
اُسکے گھر کو جلادو یہان بھی چونکہ لوگ جماعت ابوبکر مین نہ آتے تھے اس سبب سے عمر
نے گھر جلانیسے ڈرایا سبحان اللہ پیران نمی پرند مریدان می پرانند خلیفہ صاحب کے
ہمین تو کبھی یہ بات گذری بھی نہوگی مگر آپ وکالت فضولی کرکے زبردستی بھی
صاحب استنباط بناتے ہین جو شخص مسائل فقیہہ تک نجانتا ہو مسئلہ یتیم تک نادہنو
جہالت سے کبھی زن حاملہ کو سنگسار کا حکم دے کبھی مہر کی گفتگو مین ایک عورت سے سند ہو جائے

کبھی نہی عن المنکر مین ایک شمشیر بے آب سے زک اٹھائی وہ کیا اجتہاد کریگا علاوہ اسکے آپ
لکھ چکے ہین کہ مقصد امور قلبیہ سے ہے کوئی اسکو نہین جان سکتا مگر یہان آپ کو
استنباط کرنا عمر کا جسکا کہین ذکر نہین ہے معلوم ہوگیا قطع نظر اسکے یہ قیاس
مع الفارق ہے کیونکہ رسولخدا نے اسی شخص کے گھر جلانیکو کہا تھا جو نماز جماعت
مین حاضر نہو اور عمر نے تو سب کے گھر کی عوض مین فقط خانہ فاطمہ ہی کے جلانیکو
کہا پھر کیف یہ دلیل استنباطی جو اپنے دل سے نکالی ہے جب صحیح ہو کہ پہلے
آپ حقیت خلافت اور امام برحق ہونا ابوبکر کا بدلائل براہین قطعیہ ثابت کر لیجئے تب
البتہ کسی قدر گنجایش کلام بظاہر آ بھی ہو سکتی ہے ذٰلِكَ ذٰلِكَ یہان تو اصل
خلافت و امامت ہی ہوا پر ہے اسپر اس استنباط کو متفرع کرنا بناء فاسد علی
الفاسد ہے علاوہ اسکے بقول نووی شارح مسلم یہ حدیث جماعت منافقین
صحابہ کی شان مین ہے نہ مومنین کی اور بالفرض بروایت ابن حجر کے فتح الباری
مین یہ حکم منسوخ ہو گیا تھا تو ایسی صورت مین یہ کیسا استنباط تھا کہ حکم منافقین
کو مومنین پر جاری کرتے تھے یا حکم منسوخ کو پھر جاری کرنا چاہتے تھے آپ
سے تو اجتہاد کیسا کمال جہالت خلیفہ صاحب کی ثابت ہوتی ہے ؎

دشمن دانا کہ بہ جان بود	بہتر از ان دوست کہ نادان بود

طریق سوم مشتمل اوپر مطاعن عثمان کے مخفی نرہے کہ مطاعن حضرت
محرق القران عثمان بن عفان کے بھی زیادہ از بیان ہین اس جزیرہ مین لکھنے
غیر امکان ہین تھوڑا اُنہین سے مشتی از نمونہ از خروارے لکھتے ہین جو منصف ہوگا
وہ سمجھ جائیگا کہ ایسا شخص ہرگز خلیفہ رسول اور متولی امور مسلمین نہین ہو سکتا
ہے خلافت عثمانیہ سے تو صاف حق ظاہر ہوگیا کہ بہ تجویز انسان امام مقرر کرنے سے
اور جو منصوص من اللہ ہو اسکو چھوڑ دینے سے کیا کیا خرابیان پیدا ہوئین جو جو

بدعتین عثمان کی ذات سے ہو مین ناظرین کتب تواریخ پر بخوبی ظاہر ہے **طعن اوّل** واضح ہو کہ عثمان محرق القران نے وہ قران جو منزل من اللہ تھا جسکی تعظیم واجب تھی اور یومین کفر جسکو رسول خدا کے زمانہ سے لوگ پڑھا کرتے تھے اُسکو جلوا دیا مشکوٰۃ شریف مین لکھا ہے وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ من القران فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق یعنی انس بن مالک سے منقول ہے کہ جو قران بحکم عثمان لکھے گئے انمین سے ایک نسخہ شہرون مین عثمان نے بھیجدیا اور حکم کیا کہ سوائے ہمارے جمع کیے ہوئے کے قران مین خواہ چھوٹے ہون خواہ بڑے سب جلا دے جاوین شیخ عبدالحق دھلوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو قران حفصہ کے پاس تھا بایفای وعدہ پس کردیا گیا تھا وہ بھی بحکم عثمان جلا دیا گیا کیونکہ جب عثمان نے یہ حکم دیا کہ ہمارے قران کے سوا جتنے قران مین سب جلا دیے جائین تو حفصہ کے پاس کا قران جو ابوبکر و عمر کے زمانہ مین جمع ہوا تھا وہ بھی علاوہ قران عثمانی کے تھا تو لامحالہ وہ بھی جلا دیا گیا ہوگا اور یہ روایت تو مشہور ہے کہ ابن مسعود نے جب اپنے پاس کا قران عثمان کو نہ دیا تو خلیفہ صاحب نے مار پیٹ کر اُنسے قران چھین کر جلا دیا ملا محسن کشمیری نے کہ جو علماء اہلسنت سے ہے سالہ نجات المومنین مین لکھا ہے کہ منہا انہ وقع منہ امور منکرۃ فی حق الصحف فضرب ابن مسعود حتی کسر ضلعین من اضلاعہ واحرق مصحفہ یعنی عثمان سے بہت سی بری امور اصحاب کے حق مین سرزد ہوئے جیسے ابن مسعود کو اتنا مارا کہ دو پسلیان پہلو کی شکستہ ہوگئین اور انکی قران کو لیکر جلا دیا بعض اہلسنت کہتے ہین کہ عثمان نے ابن مسعود کو قران نہ دینے پر اسواسطے مارا کہ اونکے قرانمین بہت سی باتین زیادتی تھین کہ اونکے رہنے سے قرآنمین اختلاف پڑجاتا اور دین مین فساد قائم ہوتا یہ جواب ان لوگونکا محض عوام فریب ہے کیونکہ بہت سی حدیثین آیا ہو کہ رسولخدا نے فرمایا تم لوگ قرآن پڑھا کرو بقرأت ابن مسعود جیسا کہ کتاب استیعاب مین بھی ہے پس اگر ابن مسعود غیر قران کو اپنی قرانمین داخل کرتے تو پیغمبر خدا ابن مسعود کی قرأت کے موافق عمل کرنیکو

کیون فرماتے اور اگر ابن مسعود کے قرآن باقی رکھنے مین دین مین فساد پڑتا تو چاہیے تھا کہ پیغمبر خدا اور ابوبکر اور عمر پہلے سے اسکا دفعیہ کرتے اور عثمان کے بھروسے نہ چھوڑ دیتے علاوہ اسکے بموجب ارشاد نبوی قرآن سات حرفون پر نازل ہوا ہے جسطرح پڑہا جاوے سب درست ہے فخر الدین رازی نے نہایۃ العقول مین کہ درحقیقت نہایۃ الفضول ہے لکہا ہے کہ عثمان نے اسواسطے قرآنونکو جلوا دیا شاید کوئی پرزہ زمین پر گر پڑتا تو موجب اہانت کا ہوتا سبحان اللہ کیا سمجہ ہے قرآن کا جلا دینا تو باعث اہانت کا نہوا اور زمین پر گر پڑنا موجب اہانت کا ہوا حالانکہ سیوطی نے اتقان مین لکہا ہے کہ جلانا قرآن کا خلاف حرمت و باعث اہانت ہے اور مولوی محمد عبد الرؤف حنفی رسالہ ضربۃ الکرار مین جو جواب مین ایک شخص محمدی کے لکہا ہے لکہتے ہین اور طعن انکا (یعنی شیعونکا) حضرت ابوبکر اور عمر پر عدم حفظ روایات و قرآن اور فتوے مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور انکی جماعت کو بیعت نکرنے پر قتل کرنا اور حضرت عثمان کا کئی سو قرآنون کا جلا دینا اور حضرت ابن مسعود کو قرآن دینے کے انکار پر اسقدر مارنا کہ مرض فتق کا ہوگیا اور حضرت ابوذر کو مارنا اور شہر بدر کر دینا ان سب کا ماخذ کتب معتبرۂ سیر و تواریخ مین موجود ہے کوئی شخص ہم لوگون مین سے انکار نہین کر سکتا انتہی بلفظہ **بعض** اہلسنت جواب دیتے ہین کہ عثمان نے اسواسطے قرآنون کو جلا دیا کہ اور قرآنون مین بہت سی آیتین منسوخ اور مشکوک تہین جنکے رہنے سے قرآن مین اختلاف ہوتا **ہم** کہتے ہین کہ بالفرض اگر ایسا ہو تو بعض آیات کے منسوخ ہونیسے اور مشکوک ہونیسے قرآن کی حرمت کیونکر جاتی رہی کیا جتنے لوگون کے پاس قرآن تھے انمین کی سب آیتین منسوخ تہین اور سب مشکوک تہین اور ابوبکر و عمر کے زمانہ تک وہی منسوخ اور مشکوک فیہ قرآن لوگ تلاوت کیا کرتے تھے اور نماز ونمین پڑہا کرتے تھے اور کیا اُن قرآنونمین اللہ کا نام نہتا کیا انمین بسم اللہ الرحمن الرحیم نتہا یہ محض ان لوگون کا بات بنانا اور محرف القرآن کے عیب کو چہپانا ہے حالانکہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ قرآن سات حرفون پر نازل

ہوا ہے جسطرح عرب اسکو پڑہتے تھے صحیح ہے جیسا کہ حکایت ہشام اور ابن مسعود
اور ابی بن کعب کی مشکوۃ مین موجود ہے قطع نظر اسکے ہم یہ پوچھتے ہین کہ پیغمبر خدا نے
جو اہلبیت و قران کے ساتھ تمسک کرنیکا حکم دیا تہا تو یہ قران مروج تو عثمان کی زمانہ
مین جمع ہوا اور اسکے سوا تم سب کو مشکوک بتاتی ہو اور قابل جلا ڈالنے کے کہتی ہو تو پیغمبر خدا
نے کیا ایسے ہی قران کے تمسک کا حکم دیا تہا جو مشکوک اور منسوخ اور قابل جلا دینے کے ہو
حاشا و کلا اب معلوم کرو کہ جتنی قران پیغمبر خدا کے زمانہ سے تھی وہ سب منزل من اللہ
تہے قابل تعظیم تھی کسی طرح انکا جلانا جایز نہا بلکہ کفر تہا مگر عثمان نے اپنی جہالت اور بے
پروائی سے ان سب کو جلا دیا **طعن دوم** عثمان نے اپنی زمانہ خلافت مین ایسے
ایسے لوگونکو والی اور حاکم کیا جو ہرگز قابل اسکے نتہے کہ متولی امور مسلمین اور مروج
شریعت خیر المرسلین ہون ان لوگون کا فسق و فجور پہلے ہی سے ظاہر تہا کوئی فاسق
تہا اور کوئی مرتد تہا اور کسی پر پیغمبر نے لعنت کی تہی جیسا کہ ہم لکہینگے اور عمر نے ہی
وقت مقرر کرنے شوری کی ان سب کے حاکم کرنیکو عثمان سے منع کیا تہا جیسا کہ ازالۃ الخفا
وغیرہ مین ہے مگر یہ سب دیدہ و دانستہ عثمان نے بنی امیہ کو جنکو خدا نے قران مین لعنت
کی ہے بخیال اپنی قرابت کے اور کچہ لوگون کو واسطے مخالفت حکم رسول خدا کے حاکم
مقرر کیا اور بعد مقرر کرنیکے موجب عادت قدیمہ ان لوگون سے فسق و فجور بہی ظہور مین
آئے اور اکثر اصحاب رسول عثمان کو سمجہاتے تہے کہ یہ لوگ ایسا ایسا ظلم اور یہ یہ فسق
و فجور کرتے ہین اور اصرار کرتے تہے کہ ان لوگون کو معزول کرکے انکی جگہ دوسرونکو
بہیج مگر عثمان نے کچہ خیال نکیا اور اصحاب رسول کے کہنے کو بطلق نہ لایا۔
آخر جو اسکا نتیجہ ہوا سب لوگ جانتے ہین تفصیل اسکی یہ ہے اولا عثمان نے ولید بن عقبہ کو
(جو مادری بہائی عثمان کا دوسری باپ سے تہا) والی کوفہ کیا اور یہ ولید بڑا
شرابخوار اور فاسق و فاجر تہا چنانچہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی
نے اپنی کتاب انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون مین لکہا ہے

صہ ۱۸۴ چہاپہ دہلی

وکان ع الولید شاعرا ظریفا حلیما شجاعا کریما یشرب الخمر کل لیلة
من اول لیل الی الفجر فلما اذن للمؤذن لصلوة الفجر خرج الی المسجد وصلی
باهل الکوفة الصبح اربع رکعات وصار یقول فی رکوعه وسجوده اشربکم
واسقنی ثم قاء فی المحراب ثم سلم وقال هل ازیدکم فقال له
ابن مسعود لا زادک الله خیرا ولا من بعثک الینا یعنی ولید
ایک شخص شاعر اور ظریف اور حلیم اور شجاع تھا اور ہر شب کو اول
شب سے صبح تک برابر شراب پیا کرتا تھا ایک روز جب مؤذن نے
صبح کی اذان دی تو وہ اٹھ کر ولید مسجد مین آیا اور کوفہ کیساتھ صبح کی نماز چار رکعت پڑھی
اور رکوع مین اور سجدہ مین بجائے ذکر کے کہتا تھا اشرب واسقنی یعنی تم بھی پیو اور
مجھکو بھی پلاؤ جدا سے مسجد ہی مین اوسنے قی کی اور سلام پھیر کر لوگون سے کہنے لگا اسوقت ہم
تمسے مین ہین اگر کہو تو چار رکعت سے بھی کچھ اور زیادہ تم لوگون کی واسطے پڑھا دین
ابن مسعود نے کہا خدا تیری نیکی کو زیادہ نہ کرے اور نہ اسکی جسنے تجھ حاکم کرکے یہان
بھیجا اور واضح ہو کہ یہ ولید بن عقبہ وہ ہے کہ باتفاق مفسرین ان جناب کو فاسق
بنباء ع تبینوا اور افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون اسی
کی شان مین نازل ہوا ہے اور فاسق سے مراد یہی ولید بن عقبہ ہے اور اسی سبب
سے بفاسق فی التنزیل مشہور رہا تو جس شخص کو خدا نے فاسق کہا ہو اور صحابہ رسول
نے اسکے حق مین بلکہ عثمان کے حق مین بھی (بسبب ایسی فاسق کے بھیجنے
بد دعا کی ہو وہ شخص کب قابل تولیت امور مسلمین کے ہو سکتا ہے دوسرے
معاویہ کو شام پر تسلط تام دیا جسکے حق مین رسولخدا نے بروایت مسلم بد دعا کی تھی
اور فرمایا تھا لا اشبع الله بطنه اور جسکے حق مین رسولخدا نے لعنت کی تھی اور
جیسا کہ سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ خواص الامہ مین اور رازی نے کتاب
محصول مین لکھا ہے کہ امام حسن نے فرمایا رانت یا معاویة نظر رسول الله

انبك يوم الاحزاب قراى ابالك على جمل يعرض الناس على قتاله واخوك يقوده
الجمل وانت تسوقه فقال لعن الله الراكب والقائد والسائق يعنى معاويه يحكو رسولخدا
سے روز جنگ احزاب کہا کہ تیرا باپ اونٹ پر سوار ہو کر لوگون کو پیغمبر خدا سے لڑنیکی
رغبت دلا رہا ہے اور تیرا بھائی مہار کھینچتا ہے اور تو ہنکاتا جاتا ہے پس حضرت
نے فرمایا خدا لعنت کرے اس سوار کو اور کھینچنے والی کو اور ہنکانیوالیکو تیرے
عبداللہ بن ابی سرح کو (جو رضاعی بھائی عثمان کا تھا) والی مصر کیا جب
اُسنے وہان بہت ظلم کئے تو اخر لوگون نے عثمان کی یہان شکایت لکھی تب بھی خلیفہ صاحب
نے خیال نکیا آخر جو اسکا نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے اور یہ عبداللہ سابق رسولخدا کے
مرتد ہو گیا تھا اور کفار مکہ سے جا ملا تھا جیسا کہ قاضی عیاض نے لکھا ہے
اور یہ عبداللہ منجملہ اُن گیارہ آدمیون کے تھا جنکو حضرت نے حکم دیا تھا کہ جہان پاؤ
قتل کرو اگرچہ خانہ کعبہ کے پردہ سے لپٹے ہون جیسا کہ کتاب استیعاب وغیرہ
مین ہے پس جو شخص کہ مرتد اور جسکا خون پیغمبر خدا نے ہدر کیا ہو وہ کیونکر متولی
امور مسلمین ہو سکتا ہے اگر کوئی یہ سمجھے کہ یہ عبداللہ بعد مرتد ہونے کے
پھر مسلمان ہو گیا تھا پس یہ سمجھنا بلا دلیل ہے روضۃ الصفا مین ہے کہ زمین اثنا
عمر عاص نزد عثمان رفتہ گفت معائیکہ مسلمانان بتو نسبت میکنند توبہ
کن عثمان گفت ورا معاتب ساختہ از جمیع معائب ابرا ذمہ کرد عمر عاص گفت کہ ابن سعد
عیوب امیست کہ عبداللہ بن ابی سرح مرتد را امن داده اس سے معلوم ہوا کہ عما
باوجود اسکے ارتداد کے اُسکو والی مصر کیا تھا چوتھے مروان کو اپنا وزیر کیا
اور سیاہ و سفید کا بالکل اختیار دیا حالانکہ وہ ایسا فاسق و فاجر بلکہ بی ایمان و
کافر تھا کہ رسولخدا نے اسکو ھوالوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون
کیا تھا جیسا کہ رجال مشکوۃ شیخ عبدالحق اور صواعق محرقہ اور حیوۃ الحیوان مین ہے

آپ خیال کرو جو لوگ کہ فاسق و فاجر اور ملعون اور مرتد ہون انکو سب مسلمانون پر حاکم کرنا
اور احکام نبویہ کو انکی سپرد کرنا کب جایز تہا عثمان نے محض اپنی قرابت کے لحاظ سے بنی امیہ
کو حکومت ہائے جلیلہ پر فائز کیا تہا بعض المبتدع جواب دیتے ہین کہ عثمان نے ان
سب کو اچہا سمجہکر بموجب اپنے علم کے عمل کیا انکو پہلے سے ان سب کا حال معلوم نہ
تہا جیسا کہ شاہ صاحب نے بہی اپنے تحفہ مین کہا ہے ہم کہتے ہین کیا عثمان
کو فقط قرآن جمع کرنا معلوم تہا اور اوسکی شان نزول سے کچہہ
واقفیت نہتی کہ انمین سے بعض کو خدا نے فاسق کہا ہے اور بنی امیہ کو شجرہ ملعونہ
قرآن مین فرمایا ہے اور رسولخدا کی صحابیت سے عثمان کو کیا فائدہ ہوا تہا معلوم
ہوا تہا کہ رسولخدا نے کسی کو ملعون کہا تہا اور کسی کا خون ہدر کیا تہا یہ بات نہین ہے
بلکہ یہ سب جان بوجہکر عثمان نے بنی امیہ کو بخیال اپنی قرابت کے والی اور حاکم کیا تہا علاوہ
اسکے اگر قبل سے نہین معلوم تہا تو بعد صدور بدعتون کے اور اصحاب کی سمجہانے کے
کیون نہین انکو معزول کیا جیسا کہ روضۃ الاحباب مین بہی ہے القصہ سعید گوید
کہ اخبار مرضیہ از حکام و عمال عثمان بمدینہ می آمد و خواطر اصحاب ازین جہت ملول میگشت
و با او بطریقہ شفقت و نصیحت میگفتند کہ سزاوار بحال و کمال تو نیست کہ این عمال را
از عمل کہ سعد می کنند معزول گردان و جمعی از صحابہ کہ با امانت و دیانت و عدالت
و رزانت معروف و موصوف اند بجای ایشان نشان و مروان را از نیابت و ندیمی خویش
برانی و وخامت و عاقبت کار خود را بمشورت و صوابدید او مذانی چہ وی بواسطہ شرارت
کہ در نہاد او مضمر ست نیک خواہ تو و نیک خواہ مسلمانان نیست ہر چند ازین نوع نصحا
بعرض امیر المومنین عثمان رسانیدند نتیجہ نمیداد طعن سوم عثمان نے اپنے زمانہ خلافت
مین بنی امیہ کو جو شجرہ ملعونہ ہین بخیال اپنی قرابت کے اموال کثیر و زرہای خطیر بیت المال
سے دئے حالانکہ وہ حق سب مسلمانون کا تہا اور جس کو وہ بہی مال کثیر تہا اپنی اولاد اور

ص ۲۶۹ جملہ لکھنو حال قدیمی

داماد زنکو سب دیدیا حالانکہ جنس حق اہل بیت کا تھا چنانچہ اپنے داماد ذنکول کہون اشرفیان
دین اور مروان کو جسکو اپنا وزیر کیا تھا تمام جنس غنائم افریقیہ کا (جسکی تعداد بروایت
سبط ابن جوزی پانچ لاکھ اور بروایت شہرستانی دو لاکھ اشرفیان تھین) دیدیا
اور بروایت کنز العمال تمام آمدنی جنس مصر کی مروان کو لکھدی اور بروایت راغب اصفہانی
فدک کو بھی جو حق جناب فاطمہؑ کا تھا) مروان کو دیدیا اور حکم بن ابی العاص کو
جب مدینہ مین بلا لیا تو بروایت راغب ایک لاکھ اور بروایتی دو لاکھ درہم اسکو
دئے اور بروایت واقدی تین لاکھ مال زکوۃ سے اسکو دیا اور بازار مہزور یکو جو (ایک
مقام بازار مدینہ کا تھا اور رسول خدا نے سب محاصل اسکا مسلمانون پر تصدق کیا تھا
عثمان نے فقط اپنے داماد حارث ابن حکم کو دیا اور عبداللہ بن خالد جب مکہ سے آیا تو
چار لاکھ اور بروایتی تین لاکھ درم اسکو دئے اور ایک جوہر بے بہا جو خزانہ پادشاہ عجم سے
ہاتھ آیا تھا بروایت ابن ابی الحدید اپنی لڑکی کو دیدیا اور بروایت ابن اسحاق دو دانہ مروارید
جسکی قیمت تا جرو نسے نہین لگ سکتی تھی اپنی ایک لڑکی کو اور ایک مجمر سونیکا جو مرصع
اور مکمل تھا یاقوت جواہر و مروارید سے اپنی دوسری لڑکیو دیا اور بروایت ابو مخنف ایکمرتبہ عثمان نے
عبداللہ بن ارقم کو جو خزینہ دار بیت المال کا تھا رقعہ لکھا کہ عبداللہ بن خالد کو (جو عثمان کے عزیزون
مین سے تھا) تین لاکھ درہم دیدینا اور جو لوگ اُسکے ساتھ ہین انکو بھی ایک ایک لاکھ دینا عبداللہ
نے اس نوشتہ کو عثمان کے نمانا اور اُن لوگون مین سے کسیکو کچھ نہ دیا تب عثمان نے عبداللہ
بن ارقم کو بلا کر کہا تو خزینہ دار میرے مال کا ہی تجکو لازم ہے کہ جو مین کہون اسپر عمل کرے عبداللہ
نے جواب دیا مین خزینہ دار مسلمانون کے مال کا ہون تمہاری مال کا خزینہ دار تمہارا غلام
ہوگا یہ کہکر کنجیون کو بیت المال کی عثمان کے آگے پھینکدیا اور بروایتی منبر پر پھینکا دیا اور
قسم کہائی کہ اب مین اسکو اختیار نکرونگا عثمان نے اُن کنجیون کو اپنے غلام نائل
کے حوالہ کیا واقدی لکھتا ہے اسواقعہ کے بعد عثمان نے زید بن ثابت کو جب اُنکے

علاقہ بیت المال ہوا حکم دیا کہ تین لاکھ درہم بیت المال سے لیجا کر عبداللہ بن ارقم کو دو اور کہنا
کہ یہ خلیفہ نے تمکو دیا ہے جب زید عبداللہ کے پاس وہ درہم لے آئے تو عبداللہ نے
جواب دیا مجکو اس مال کی حاجت نہین ہے مینے اسواسطے خدمت بیت المال کی نہین
قبول کی تھی کہ مزدوری لون اگر یہ مال مسلمانون کا ہے تو مینے کچھ ایسا کام نہین کیا ہے
جسکی مزدوری تین لاکھ ہو اور اگر یہ مال عثمان کا ہے تو مین نہین چاہتا کہ انکا نقصان ہو
اور اسکی عوض بیت المال سے لیکر وو خرچ کرین **اب ہم** دلیل ہر ایک بات کی انہین اہل سنت
کی کتابون سے لکھتے ہین یہ قول ہمارا کہ عثمان نے اپنے دامادونکو لاکھون اشرفیان دین
پس اسبات کو شاہصاحب نے بھی کیسقدر قبول کیا ہے چنانچہ اپنے تحفہ مسروقہ مین لکھتے ہین
انچہ مرویست انست کہ عثمان پسر خود را با دختر حارث بن الحکم نکاح کرد او را از اصل
مال خود یک لکھہ درہم پرسہم ساچق فرستاد و دختر خود را کہ ام ابان بود با مروان بن
الحکم نکاح کرد و در جہیز او نیز یک لک درہم داد اس لکھنے سے شاہصاحب کے ایک
ایک لاکھ درم ہوا اور بیٹی کو دینا ثابت ہوا غایۃ الامر یہ ہے کہ اسکو اپنے پاس ہی دینا
قرار دیا ہے حالانکہ یہ محض غلط ہے جیسا کہ اسکو تفصیل ہم لکھین گے کہ عثمان نے
یہ سب داد و دہش بیت المال ہی سے کی تھی اور روضۃ الصفا مین بھی دیگر آنکہ
حکم بن العاص کہ بسبب بی ادبی او حضرت مقدس نبوی ویرا رد کردہ با فرزندانش از
مدینہ اخراج نمودہ و ابو بکر بخمیزل در اہشتر راند و عمر کذلک عثمان رحم قبول بر
صفحہ حال او کشیدہ ایشانرا بمدینہ آورد و دو دختر خویش بمروان بن حکم داد و دختر
دیگر بیرادرش حارث بن حکم در سلک ازدواج کشید و از بیت المال خواستہ فراوان
بایشان ببخشید و از خمس غنایم افریقیہ متاع اموال مروان را گرانبار گردانیدہ و زیر خویش
ساخت اس سے معلوم ہوا کہ عثمان نے اپنے دونو دامادون کو مال کثیر بیت المال سے
دیا تھا اور یہ جو مینے کہا کہ مروان کو تمام خمس افریقیہ و مصر و فدک دیدیا یہ شہرستانی نے

وزن عثمان بحجاز ۳۱۷ فجر الاسلام ۲۲۸ جلد ثانی تاریخ

چھاپو نسخہ ۱۲

ملل و نحل مین لکھا ہے و تزویجه مروان بن الحکم بنته وتسلیمه خمس غنائم افریقیة له وقد بلغت مائتی الف دینار یعنی احداثات عثمان مین سے ایک یہ ہے کہ عثمان نے مروان بن حکم سے اپنی لڑکی کی شادی کردی اور تمام خمس غنائم افریقیہ کا جسکی تعداد دو لاکھ سی اشرفیان تہین اسکو دیدیا اور بروایت سبط ابن جوزی پانچ لاکھ اشرفیان تہین اور کنز العمال مین ہے وکتب لمروان بخمس مصر واعطی اقربائه المال انتہی بقدر الحاجة یعنی مروان کو خمس مصر کی آمدنی لکھدی اور اپنے اقربا کو بہت سا مال بیت المال سے دیا اور محاضرات راغب اصفہانی مین مذکور ہے وممّا انکر علیه ای علی عثمان قالوا اوی طریدَ رسول الله الحکم بن العاص واعطاه مائة الف درهم ونفی اباذر الربذة وعامر بن عبد القیس الی الشام وتصدق النبیّ بمهزور علی المسلمین وهو موضع سوق المدینة فنفضه عثمان واقطع حارث بن الحکم اخا مروان واقطع فدک مروان یعنی اُن چیزون سے جو لوگون کو عثمان کی طرف سے ناگوار گذرتی تہا کہ حکم بن عاص جو نکالا ہوا رسول خدا کا تہا پہر مدینہ مین بلالیا اور جب وہ آیا تو ایک لاکھ درم اسکو دیے اور ابوذر کو زندہ اور عامر بن عبد القیس کو شام کیطرف نکلوا دیا اور مہزوری کو (جو ایک مقام ہے بازار مدینہ کا اور اسکو پیغمبر خدا نے سب مسلمان پر صدقہ کیا تہا) عثمان نے فقط حارث بن حکم کو دیدیا اور فدک گویا خاص مروان کو دیدیا سبحان الله ابوبکر نے تو جناب فاطمہ کو باغ فدک باوجود مانگنے اور گذرانے گواہون کے نہ دیا اور مدت العمر آزردہ رکہا اور کہا کہ یہ حق سب مسلمانون کا ہے مگر عثمان نے اُس باغ کو خاص اپنے داماد مروان بے ایمان کو دیدیا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا اگر یہ کہین کہ عثمان نے سب مسلمانون سے پوچہکر سب کو راضی کردیا تہا تو ہم کہینگے کہ ابوبکر نے کیون نہین سب مسلمانون کو راضی کرکے فدک فاطمہ کو دیدیا کیا حق جناب فاطمہ کا مروان کی برابر بھی نہا پہر کیف حکم بن العاص کو ایک لاکھ درم دینا بھی

الجد العشرون من حد ود الکتاب

اس روایت محاضرات سے ظاہر ہوا اور بازار مدینہ کا حارث بن حکم کو دینا بھی اس روایت سے ثابت ہوا اور یہ جو ہمنے لکھا کہ عبداللہ بن خالد کو چار لاکھ درہم دئے پس ابن قتیبہ نے کتاب معارف مین اسکو لکھا ہے وطلب الیہ ای عثمان عبداللہ بن خالد بن اسید صلة فاعطاہ اربع مائة الاف درہم من بیت مال المسلمین فقال عبداللہ بن مسعود فی ذلک فضربہ الی ان دق ضلعین یعنی عثمان نے عبداللہ بن خالد بن اسید کو اپنے پاس بلالیا جب وہ آیا تو اسکو چار لاکھ درہم بیت المال سے دئے عبداللہ بن مسعود نے یہ دیکھکر عثمان کو کچھ کہا پس عثمان نے اسقدر مارا کہ دو ہڈیان پہلو کی شکستہ ہوگئین اور شاہصاحب نے بھی تحفہ مین اسکا اقرار کیا ہے اور تین لاکھ دینا لکھا ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ اس دینے کو قرض دینا قرار دیا ہے حیث قال انچہ گفتہ اند کہ عبداللہ بن خالد ابن اسید را لک درم انعام فرمود نیز غلط ست از روی تواریخ معتبرہ ثابت است کہ این مبلغ او را از بیت المال قرض داد و بر ذمہ او نوشت تا باز ستاند پس یہ قرض دینا محض غلط ہے جیسا کہ بروایت ابن قتیبہ ظاہر ہوا کہ عثمان نے وہ درم بیت المال سے عبداللہ بن خالد کو بطور صلہ کے دئے تھے نہ قرض کے بفرض تسلیم اس لکھنے سے بھی عثمان کو طعن سے نجات نہین ہوسکتی کیونکہ بیت المال سے قرض دینا بلا وجہ جائز نہین ہے مگر یہ کہ مصالح شرعیہ اور مہمات امور مسلمین اسپر موقوف ہون یا کوئی امر دینی بغیر اسکے حرج ہوتا ہو نہ یہ کہ بخیال فراخی اور وسعت کے اغنیا رہنی امیہ اور فساق و فجار کو دیا جائے بغایت عجائب تعجب ہے کہ یہ جواب خلیفہ صاحب کو (اسوقت جبکہ اصحاب نے اس اسراف پر عتاب اور باز پرس کیا ہے) نہ سوجھا اور یہ سنکھا کہ مینے قرض دیا ہے اور لکھ لیا ہے بلکہ صلہ رحم بجا لانیکا عذر پیش کیا مگر شاہصاحب کو یہ جواب سوجھ گیا مدعی سست گواہ چست) افسوس ہے کہ شاہصاحب

ص ۳۱۸ مطاعن عثمان

تحفہ اثنا عشریہ

کہ خلیفہ ثالث کے زمانہ مین سنوئی نہین تو یہ سب جوابات جو تحفہ مین لکھے ہین انکو تعلیم کر دیتے
اور خود بہی بہت سی باتون کا جواب عثمان کی طرف سے بنا کر وکالۃً اصحاب سے پیش کر کے
خلیفہ صاحب کی جان بچا دیتے اور دعوی ہمارا کہ ایک جوہری بہا اپنی لڑکی کو بیت المال
سے دیا پس ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکہا ہے روی الزبیر بن بکار
عن الزہری قال لما اتی عمر بجوھر کسری وضع فی المسجد فطلعت علیہ
الشمس فضارکا بحر فقال لخازن بیت المال ویحک اخرج من ھذا
واقسم بین المسلمین فان نفسی تحدثنی انہ سیکون فی ھذا بلاء و فتنۃ
بین الناس فقال یا امیر المومنین ان قسمتہ لم یسعھم ولیس لحد
فیہ شریۃ لان ثمنہ عظیم ولکن ندعہ الی قابل فعسی اللہ ان یفتح
علی المسلمین بمال فیشتریہ منہم من یشتریہ قال ادفعہ فادخلہ بیت
المال وقتل عمر وھو بحالہ فلما ولی الخلافۃ عثمان لما ولی الخلافۃ تحلی بہ بناتہ
یعنی زبیر بن بکار نے زہری سے روایت کی ہے کہ جسوقت ایک جوہر جواہرات بادشاہ کسری سے
بعد فتح فارس کے لاکر عمر کے سامنے رکہا گیا اور اسپر آفتاب پڑا تو وہ مثل انگارہ روشن
ہو گیا عمر نے یہ دیکہکر خازن بیت المال سے کہا وای ہو تجہپر جلد اس سے فرصت
حاصل کر اور ابہی اسکو سب مسلمانون پر تقسیم کر کیونکہ میرا دل گواہی دیتا ہے کہ قریب
ہے اسکے سبب سے بلا و فساد لوگون مین پڑے خازن نے کہا ای امیر ایک جوہر
سب مسلمانو پر کیونکر تقسیم ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا ہے کہ اسکو مول لے اور اسکی قیمت
دیسکے لیکن اسکو ہم رہنے دیتے ہین سال آئندہ تک شاید خدا مسلمین کو مال
کثیر عطا کرے اور کوئی اسکو مول لے عمر نے کہا اچہا جلد اٹہا لیجاؤ پس خازن نے
لاکر بیت المال مین داخل کیا اور وہ اسیطرح بعینہ رکہا رہا جب عثمان کو خلافت
ہوئی تو اس جوہر سے بہا کو لیکر اپنی لڑکی کا زیور بنا دیا اور یہ قول ہمارا کہ دودہ

مروارید ہی ایک لڑکی کو اور ایک تجمر سونیکا مرصع بیاقوت وجواہر دوسری لڑکی کو دیا
نہیں اسکی دلیل ہونا ہی کافی ہے کہ شاہصاحب نے خود اسکو مطاعن عثمان میں شمار کیا ہے
طرف سے کچھ ہی اور کچھ جواب شافی اسکا نہیں دیا بظاہر چونکہ یہ بات باقرار انکے علما
کی ثابت ہے اس سبب سے اسکے جواب کی طرف رخ نہیں کیا وھذا قولہ فی تحفتہ یکہ خسرو خود را
ودانہ مروارید داد کہ قیمت انہا از حساب بیرون و جوہریان در گذشتہ بود و دختر دیگر را
مجمرے از زر مرصع بیاقوت وجواہر گران بہا بخشید بہر کیف ان روایات سے ظاہر ہوا
کہ عثمان نے بیت المال سے زرہای کثیر اور اموال خطیر اپنی بیبیون اور بیٹیون اور بہوون کو
اور دوسرے قرابت دارونکو دیدیا سبحان اللہ کبھی یہ نہین سنا کہ عثمان نے اہلبیت رسول
یعنی جناب امیر اور حسنین کو بھی مال جزیل دیا ہو دینا کیسا فدک کو بھی جو حق جناب فاطمہ کا
تھا عثمان نے مروان دشمن خدا اور رسول کو دیدیا بالفرض اگر جناب امیر و حسنین سے عداوت
تھی تو کبھی یہ بھی نہ سنا کہ سلمان اور ابوذر کو اور مقداد کو بھی کچھ دیا ہو واضح ہو کہ جب اہلسنت سے
دیکھا کہ اس سے تو خلیفہ صاحب کو بڑا الزام آتا ہے تو اسکی جواب ہین ایک لوگون نے بہت ہاتھ پان
بنائین یعنی اگر عثمان نے بیت المال سے نہین دیا تو اسقدر مال خاص کہان سے
آیا جو اپنے عزیز واقارب کو دیا کابلی نے صواقع ہین یہ بات بناکر لکھی ہے کہ عثمان کو
کیمیا بنانا معلوم تھا اوسی سے اسقدر روپیہ اشرفی جمع کیا تھا اور بہت شد و مد
کیساتھ اثبات ہین اسکی قریب ایک صفحہ کے سیاہ کیا ہے اور بہت طبیعت آزمائی
کی ہے مگر شاہصاحب نے زیادہ جو دیکھا صواقع کا ترجمہ کیا ہے چونکہ اس بات کو بعید
از عقل سمجھا اس سبب سے انہون نے دوسرا پہلو جواب کا نکالا یعنی عثمان کے
پاس مال پہلے سے تھا جب عمر کے زمانہ مین ٹرانیان فتح ہوئین اور مال بہت ہاتھ
آیا تو اسمین سے انکو بھی حصہ ملا وہی مال انکے پاس تھا جو اپنے عزیز واقارب کو دیا
بیت المال سے نہین دیا یہ قول بھی شاہصاحب کا قابل مضحکہ وعبیان ہے

بسا تعجب ہے کہ اتنے اصحاب رسول خدا کے تہے مثل سلمان و ابوذر و مقداد وغیرہ کے
انمین سے کسی کے پاس مال غنیمت سے اتنا جمع نہین ہوا مگر عثمان کے پاس اتنا مال جمع ہوگیا
اور وہ مال عمر کے زمانہ مین خرچ بہی نہوا بعینہ رکہا رہا جب اپنا زمانہ ہوا تب اسکو
نکالا اور غریزون کو دیا علاوہ اسکے یہ کلام شاہصاحب کا القول بما لا یرضی بہ القائل
ہے کیونکہ جب عثمان سے لوگون نے اس انفاقات کثیرہ کا تعرض کیا ہی تو عثمان نے
بیت المال ہی دینے کو قبول کیا ہی اور بعض جگہ صلہ رحم کا عذر پیش کیا ہے یہ کہین نہین کہا
کہ مینے اپنے پاس سے دیا ہے چنانچہ روضۃ الاحباب مین (اُن مقامات مین جب
لوگون نے عثمان پر اعتراض کیا ہے اور عثمان نے ہر ہر بات کا
جواب دیا ہے) لکہا ہے اگر گوئید عطیات وافرہ و انعامات متکاثرہ از بیت المال
باقارب خود دادی پس اے سلطان راد ر بیت المال اعتماد تمام ست اور نیز
بروایت روضۃ الصفا و ملل و نحل و کنز العمال و محاضرات و ابن ابی الحدید وغیرہ سابقًا
معلوم ہوا کہ یہ سب مال بیت المال کا تہا اب ہم بخیال مزید توضیح و تزئیف قول
شاہصاحب کی دو تین روایتین اور لکہتے ہین کہ عثمان نے یہ سب مال بیت المال
ہی کا ضایع و برباد کیا اولا اقرار خود حضرت عثمان کا سننا چاہیے کہ عثمان نے بیت المال سے
خرچ کرنیکا اقرار کیا ہے اگرچہ شاہصاحب دوسرا جواب دیتے ہین عبد اللہ بن مسلم
نے کتاب السیاستہ و الامامتہ مین لکہا ہے ثم قام رجل من الانصار فقال یا
عثمان ما بال ہولاء القوم من اہل المدینۃ یاخذون العطاء و لا یغزون
فی سبیل اللہ و انما ہذا المال لمن غزا فیہ و قاتل علیہ الا ہذہ الشیوخ
من اصحاب محمد قال عثمان فاستغفر اللہ و اتوب الیہ یعنی بعد اسکے ایک
شخص انصار مین سے اٹہہ کہڑا ہوا اور کہنے لگا ای عثمان کیا وجہہ ہی کہ یہ لوگ اہل مدینہ
مال و اسباب لیتے ہین اور راہ خدا مین جہاد نہین کرتے حالانکہ یہ مال حق اُس شخص

کتاب الامامۃ والسیاسۃ
عثمان

کا ہے جو راہ خدا مین جہاد کرے سوای ان لوگون کے جو اصحاب رسول سے ہین اور ضعیف اور بڈھے ہین یہ سنکر عثمان نے کہا اب مین توبہ کرتا ہون خدا سے اور سیوطی نے تاریخ الخلفا مین اور ابن حجر نے صواعق محرقہ مین اور ملا علی متقی نے کنز العمال مین لکھا ہے اخرج ابن سعد عن الزہری قال ولی عثمان اثنا عشر سنۃ فلم ینقم علیہ الناس شیئا مدۃ ستۃ سنین بل کان احب الی قریش من عمر لان عمر کان شدیدا علیہم فلما ولی عثمان لان لھم ووصلہم وتوانی فی امرہم واستعمل اقاربہ واھل بیتہ فی ست الاواخر واعطاھم المال متاولا فی ذلک الصلۃ التی امر اللہ بھا وقال ان ابا بکر وعمر منعا من ذلک ما ھو لھما وانی اخذتہ فاقسمتہ فی اقربائی فانکروا علیہ ذلک یعنی ابن سعد نے زہری سے روایت کی ہے کہ عثمان نے بارہ برس تک خلافت کی چھ برس تک تو کسی نے کچھ تعرض نکیا بلکہ قریش عثمان کو عمر سے بھی اچھا سمجھتے تھے اسواسطے کہ عمر کی ذات سے اون لوگون کے اوپر بہت سختی ہوا کرتی تھی اور جب عثمان کو خلافت ہوئی تو عثمان نے اُن لوگون کے ساتھ نرمی و ملاطفت سلوک کیا اور بہت کچھ مال دیا اور برائیون پر اون لوگون کی مسامحہ اور چشم پوشی کو راہ دیا اور چھ سال اخیر مین اپنے عزیز و اقارب کو شہر و بلاد عامل مقرر کیا اور بتاویل صلہ رحم جسکا خدا نے حکم دیا ہے بہت کچھ مال و زر بھی اُن لوگون کو دیا اور کہا کہ ابو بکر و عمر نے اس مال کو چھوڑ دیا حالانکہ انکے واسطے جایز تھا اور مین نے اس مال کو لیکر اپنے اقربا کو تقسیم کر دیا زہری کہتا ہے اس تاویل صلہ رحم کو عثمان کے لوگون نے نمانا اور انکار کیا اور تاریخ طبری مین (جسکا صہ ۵۳۴ چھاپہ لکھنؤ مقام پر کہ جناب امیر سے اور عثمان سے باہم گفتگو ہوئی ہے) لکھا ہے علی گفت ابو بکر و عمر ریاں بیت المال این دست درازی نکردند تو کردی و بخویشان خویش دادی عثمان گفت ہاست گفتی کہ ابو بکر و عمر بخویشان خود ندادند برایشان ستم کردند و گفتہ

از بہر خدای عزوجل ہندو من از بہر خدای عزوجل دادم کہ خواستہ را مذ بیت المال جائی
نبود خود از ایدریشان داد و این خویشان من نہ درویش بودند بایشان دادم تا بہم درویشان داده
باشم و ہم رحم پیوسته آید اب شہادت جناب امیر کی کہ عثمان نے بیت المال سے خرچ کیا اور
چنانچہ بہر لبا اسکو بھی اہلسنت سن لین خطبہ شقشقیہ مین جو باقرار علماء اہلسنت مثل
سبط ابن جوزی اور صاحب قاموس اور صاحب نہایہ اور ابن ابی الحدید وغیرہ کلام
جناب امیر کے حضرت فرماتے ہین الی ان قام ثالث القوم نافجا حضنیہ بین
نثیله ومعتلفه وقام معه بنو ابیه یخضمون مال الله خضم الابل
نبتة الربیع الی ان انتکث علیه فتله واجهز علیه عمله وکبت به بطنه
یعنی یہانتک کہ خلیفہ سوم ان لوگون کا اوٹھہ کہڑا ہوا درحالیکہ پیچھے بغل کے جائی
سرگین کی علف گاہ تک یعنی معدہ اور آنت سب بھری ہوئی تھا یعنی تن پروری اور
مال مردم خوری مین مصروف تھا اور اسکی ساتھ اس امر مین بنی امیہ بھی شریک ہوئے
اور اسکی اعانت سے مقدرت اور ثروت حاصل کی اور جسطرح اونٹ سبزہ و گیاہ فصل
بہار کا چر جاتا ہے اسیطرح ان لوگون نے مال خدا کو بیباکی سے کھالیا یہانتک کہ
رسی بٹی ہوئی اسکی تو بگڑی اور اعمال ناشائستہ نے اسکے کام اسکا تمام کیا اور پیٹ نے
اور پرخواری نے اسکی اسکو ذلیل کیا اب اگر جناب امیر کی گواہی کو نمانو تو پیغمبر خدا کی گواہی
بھی سن لو کہ حضرت نے اس استیثار بلکہ استیثار شیخین کی بھی باعجار مخبر دی تھی
صحیح بخاری مین ہے قال النبی للانصار انکم ستلقون بعدی اثرة فاصبروا حتی تلقونی
وموعدکم الحوض یعنی جناب رسول خدا نے انصار سے فرمایا قریب ہو کہ تم لوگ بعد میرے
دیکھوگے کہ اس زمانہ کے حکام مال مسلمین کو خاص اپنے واسطے اختیار کرینگے پس تم لوگ
صبر کرنا یہانتک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرو اور مشکوٰۃ مین ہے عن ابی ذر قال
قال رسول الله ص کیف انتم وائمة بعدی یستاثرون هذا الفی قلت اما و

الذی بعثک بالحق اضع سیفی علی عاتقی ثم اضرب به حتی الفاک قال افلا
ادلک علی خیر من ذلک تصبر حتی تلقانی یعنی حضرت ابوذر سے منقول ہے وہ
کہتے ہین کہ رسولخدا نے فرمایا تم لوگ کیا کروگے اسوقت جبکہ میرے بعد لوگ لعام
ہونگے اور اس مال غنیمت کو اپنے واسطے اختیار کرینگے مینے کہا قسم خدا کی جسنے آپکو مبعوث
بحق کیا ہے اِن اسوقت اپنی تلوار کندھے پر رکھونگا اور اسکو مارونگا یہانتک کہ آپ
سے ملاقات کرون حضرت نے فرمایا مین تمکو اس سے بہتر راہ بتلادون تم صبر کرنا یہانتک
کہ مجھ سے ملاقات کرو واضح ہو کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ حضرت کے بعد جو لوگ
خلیفہ بنینگے انکو حضرت فرما گئے تھے کہ یہ لوگ مال غنیمت جو حق سب مسلمانون کا ہی
اپنے اپنے واسطے اختیار کرینگے پس اُن لوگون سے سوائے حضرات ثلثہ کے اور کوئی
دوسرا اپنی نسبہ وغیرہ سے مراد نہین ہوسکتا کیونکہ ابوذر نے عثمان ہی کی زمانہ مین
انتقال کیا تھا جیساکہ شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی اسکی شرح مین لکھا ہے اما ابوذر
موت وی در خلافت عثمان بود در سنہ ثنتین وثلاثین اس سے معلوم ہوا کہ مراد
آئمہ سے اس حدیث مین خلفاء ثلثہ ہین پس جو بات توہین اور برائی کی انحضرات
کی اس حدیث سے پائی جاتی ہے بخوبی ظاہر ہے اور بروایت ازالۃ الخفا فاصہ
الصاری اور عمار بن یاسر اور عمر عاص نے بھی اثرہ عثمان کا اقرار کیا ہے ہمنے بخیال تطویل
اُسکی عبارت نہین لکھی و من شاء الاطلاع فلیرجع الیہا پس معلوم کرو کہ حق سب
مسلمانونکا اپنے واسطے اختیار کرنا اور اپنے عزیز واقارب کو دیدینا اسکی برائی جو ہے بیان سے
باہر ہے دیکھو ازالۃ الخفا مین لکھا ہے جاء رجل الی عمرو کانت بینہما قرابۃ
یسالہ فزبرہ واخرجہ فکلم فیہ وقیل یا امیر المومنین یسالک فزبرتہ و
اخرجتہ قال انہ سالنی من مال اللہ فما معذرتی اذا لقیتہ ملکا خائنا
فلو لا سالنی من مالی ثم بعث الیہ الف درہم من مالہ یعنی ایک شخص عمر کے پاس آیا اور

اور اسکے اور عمر کے درمیان مین کچھ قرابت تھی اگر عمر سے کچھ طلب کیا عمر نے اسکو جھڑکا اور نکال دیا لوگون نے پوچھا ای امیر تجھسے سوال کرتا اور مانگتا تھا تمنے اسکو جھڑکا اور نکالدیا عمر نے کہا اسنے مال خدا مین سے مانگا تھا اگر مین دیدیتا تو خدا کی نزدیک کیا عذر کرتا مین خدا سے ملاقات کرتا درانحالیکہ بادشاہ خائن ہوتا اسنے میرے مال سے کیون نہین مانگا بعد اسکے عمر نے اپنے پاس سے ہزار درہم اسکے یہان بھجوادیے اس سے ثابت ہوا کہ عثمان کی ملاقات خدا سے ہوگی درانحالیکہ بادشاہ خائن ہوگا کیونکہ اپنے عزیز و اقارب کو بہت سا مال بیت المال سے دیدیا پس دیکھو کہ جو شخص ایسا ہو اور مسرف اور مبذر ہو اور حقوق مسلمین کو غصب کرے اور خیانت کرے اور حکم خدا اور شریعت نبوی کو ضایع و برباد کرے وہ کب خلیفہ رسول ہوسکتا ہے ع سخن شناس نہ دلبرا خطا اینست

طعن چہارم عثمان نے اصحاب کبار رسولمختار کے ذلیل و خوار کیا اور مارا حالانکہ ان لوگون کے فضائل اور مراتب کو رسولخدا نے نام بنام بیان کردیا تھا حضرت ابوذر کو بسبب لکھنے معاویہ کی شام سے بذلت و خواری مدینہ بلوایا اور وہان سے مقام ربذہ مین نکلوادیا اور حضرت عمار کو بسبب انکی نصیحت کرنیکے اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہوگئے اور عارضہ فتق کا ہوگیا اور عبداللہ بن مسعود کو بسبب ان نہ دینے کے اسقدر مارا کہ دو پہلو کی پسلیان شکستہ ہوگئین اب ہم ہر ایک بات کو بتفصیل لکھتے ہین

قصہ ابوذر کا سید مرتضی رح نے کتاب شافی مین اسطرح لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اہل تواریخ باختلاف طرق و اسانید لکھتے ہین کہ جب عثمان نے مروان بن حکم کو بہت کچھ دیا اور حارث بن حکم کو تین لاکھ درہم دئے اور زید بن ثابت کو ایک لاکھ دیا تو ابوذر نے یہ آیت پڑہی وبشر الکافرین بعذاب الیم اور کبھی یہ آیت پڑہتے الذین یکنزون الذہب والفضۃ ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم یہ بات مروان نے عثمان سے کہدی عثمان نے اپنے غلام سے ابوذر کو کہلا بھیجا کہ تم اسکو پڑہنا چھوڑ دو ابوذر نے کہا سبحان اللہ عثمان

مجکو کلام خدا پڑھنے سے منع کرتا ہے یہ کہنا انکا عثمان کو ناگوار گذرا اور کہا تم یہان سے شام
میرے پاس چلے جاؤ غرض انکو شام مین نکلوا دیا جب وہان معاویہ کی حرکات ناشایستہ انہون
نے دیکھے تو اسکے تئین بھی نصیحت کرنی شروع کی تب معاویہ نے عثمان کو انکی
شکایت لکھ بھیجی عثمان نے جواب لکھا کہ ابوذر کو ایک شتر لاغر نے کجاوہ پر بٹھا کر
ہماری پاس بھیجدے معاویہ نے ویسا ہی کیا جب ابوذر مدینہ پہونچے تو ران
کی رگان سے دونون رانون کا گوشت اڑ گیا تھا عثمان نے انکو بلا کر کہا
یہان ہی تمہارا جہان جی چاہے چلے جاؤ انہون نے کہا ہم مکہ جائینگے عثمان نے
کہا وہان نہین تب انہون نے کہا بیت المقدس جائینگے کہا وہان بھی نہین تب
انہون نے کہا مصر جائینگے کہا وہان بھی نہین بلکہ تم زندہ جاؤ غرض انکو رندہ نکلوا دیا
اور یہ انہون نے انتقال کیا اور بروایت ابن ابی الحدید ابوذر مقام زبذہ مین کہا کرتے تھے عثمان نے بعد ہجرت کے پھر مجکو
اعرابی بنا دیا اور یہ بھی کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اسکی جسکا نام ابوذر ہے اگر میں نے یہ خیال کیا ہوتا کہ گنہگار میرے پہلو مین کہڑا ہوگا
اور جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہے ونیز مروی است کہ ابوذر غفاری طریق
امر معروف ونہی از منکر مسلوک داشتہ بموجب قل الحق وان کان مرّا عمل نمودہ
معاویہ را از بعض امور کہ لایق حکام نبی دانست منع می نمود و از رسانیدن کلمہ حق
بہیچ محابا نمیکرد وی ازین معانی بتنگ آمدہ از ابوذر غفاری شکایت بامیر مومنان
عثمان نوشت ذوالنورین بعد از وقوف بر مضمون مکتوب معاویہ مصلحت در ربودن
ابوذر در شام ندید بدیرا بدینہ طلبید معاتب ساخت ابوذر در وقت قدح بسیار
قیل وقال بسیار ابوذر را از افتاء منع کرد و حکم باخراج نمود ابوذر گفت مرا دستوری
دہ تا بولایت شام روم گفت اگر بشام میتر شاوم چرا از انجای طلبیدم صبح
اشتہار تو دیگر از افق شام طالع نشود گفت پس گذار تا بعراق روم فرمود میخواہی
کہ در عراق فتنہ جنبیشہ را متحرک گردانیدہ اہل مملکت را در عزا بر من حریص سازی ابوذر

ابوذر گفت پس هر جا بفرمای بروم امیر المومنین عثمان فرمود در نواحی حجاز کدام موضع
بتو البغض ست گفت ربذه و آن موضعیست در بادیه که از انجا تا مدینه سه مرحله
ست عثمان گفت بان موضع می باید رفت اورا بهر اسی کتاب مین سهے و
ابوذر غفاری راکه زبان معجز بیان محمدی در شان وی بحدیث ما اظلت
الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لهجة اصدق واوفی من ابی ذر
ناطق گشته برای خاطر معاویه از شام اخراج کرد و نیز نگذاشت که در مدینه توطن
واقامت کند اورا از مدینه بربذه که نزدیکی ذرا البغض مواضع بود فرستاد تا بسر برد
وبان اکتفا نکرده اورا از جواب فتوای مسلمانان منع نموده بالجمله بعضی
ازین امور مذکوره حامل و باعث شد مر عائشه راکه در شان عثمان گفت اقتلوا
نعثلا وقتل الله نعثلا اورقوشجی نے شرح تجرید مین اور قطب الدین شیرازی
نے اسکے حاشیه مین اور ملا محسن کشمیری نے نجات المومنین مین لکها ہے
والفظ للاول وضرب اباذر لانه قد بلغه انه کان فی الشام اذا صلی
الجمعة واخذ الناس فی مناقب لشیخین یقول لهم ارایتم ما
لحدث الناس بعدهما شیدوا البنیان ولبسوا الناعم ورکبوا
الخیل واکلوا الطیبات وکاد یفسد بافواله الامور ویشوش
الاحوال فاستدعاه من الشام فکان اذا رای عثمان قال یومئ یحیی
علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم فضربه
عثمان بالسوط تادیبا یعنی عثمان نے ابوذر کو اسواسطے مارا کہ عثمان کو خبر معلوم
ہوئی تھی کہ شام مین بعد نماز جمعہ کے جب لوگ مناقب شیخین بیان کرنے تھے
تو ابوذر کہتے تھے تم لوگ نہین جانتے کہ بعد ان دونوں کے لوگون نے کیا کیا بدعتین
کیین عمارتین بنائین لباسہای فاخرہ پہنے گھوڑون پر سوار ہوئے طعامہای لذیذ

کھالے شروع کئے یہ سنکے قریب تھا کہ امر خلافت مین فساد پڑے اور لوگون
کی کیفیت بدل جائے اس سبب سے عثمان نے شام سے اونکو مدینہ بلالیا
یہان ابوذر جب عثمان رضی کو دیکھتے تھے تو یہ آیت پڑہتے تھے یوم یحمی علیہا
فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم یہ سنکر عثمان نے کوڑے سے انکو
تا دیبا مارا اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین لکہا ہے عن ابن عباس قال لما
لمخرج ابوذر الی الربذہ امر عثمان فنودی فی الناس ان لا یکلم احد اباذر ولا
یشیعہ وامر مروان بن الحکم ان یخرج بہ فخرج بہ ویحملہ الناس الا علی بن
ابیطالب وعقیلا واخاہ وحسنا وحسینا وعمارا فانہم خرجوا معہ یشیعونہ
فجعل الحسن یکلم اباذر فقال لہ مروان یا حسن الا تعلم ان امیر المومنین
قد نہی عن کلام ہذا الرجل فانکنت لا تعلم فاعلم ذلک فحمل علی علی
مروان فضرب بالسوط بین اذنی راحلتہ فقال تخ تخاک اللہ النار یعنی
ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ مین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب عثمان نے ابوذر
کو ربذہ کیطرف نکالدینے کا حکم دیا تو منادی کرادی کہ کوئی شخص ابوذر سے کلام نکرے
اور نہ ساتھہ جاوے اور مروان کو حکم دیا کہ انکو نکال آوے پس وہ اُنکے ساتھہ ہوا
اور کوئی شخص خوف عثمان سے ابوذر کے پاس نگیا مگر علی بن ابیطالب و عقیل اور
حسن اور حسین اور عمار رض کہ یہ لوگ انکی ساتھہ تہوڑے دور پہونچانیکو گئے پس امام حسن
نے ابوذر سے باتین کرنی شروع کین مروان نے کہا خلیفہ صاحب نے اس شخص
سے بات کرنیکو منع کیا ہے اگر تمکو نہین معلوم ہے تو اب معلوم کرو یہ سنکر جناب امیر نے ایک کوڑا
اسکی مرکب کے سر پر مارا اور فرمایا دور ہو خدا تجکو جہنم مین داخل کرے اور ابن ابی الحدید نے
شرح نہج البلاغہ مین اور عبدالبر نے کتاب استیعاب مین لکہا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے
کہ جب ابوذر ربذہ مین بیمار پڑے اور وقت وفات اُنکا قریب پہونچا اور دو ایام حج

تو اونکی زوجہ ام ذر رو نیلگین ابو ذر نے کہا کیون روتی ہو انہون نے کہا ہین
کیونکر نروون حالانکہ تم جنگل ہین اور جا رہے ہو بستی مین انتقال کرتے ہو اور میری پاس
کوئی ایسا کپڑا بھی نہین ہے جس سے تمہارا کفن کرون اور مین کسیکو ایسا بھی نہین
دیکھتی جو تمہاری غسل و کفن دفن کا سامان کرے ابو ذر نے کہا تو ہے اطمینان کی بیبی رسولخدا سے
سنا ہے وہ فرماتے تھے جس دو آدمی مسلمان دو شہر کی درمیان مین دو لڑکے یا تین لڑکے مرین پس وہ دونون
صبر کرین اور اسکا اجر خدا سے چاہین تو وہ دونون آتش دوزخ کو ہرگز نہ دیکھینگے ہمارے
تین لڑکے مر چکے ہین پھر مین نے رسولخدا سے سنا ہے کہ وہ چند شخصون مین سے جنمین
مین بھی تھا فرماتے تھے تم لوگون مین سے ایک شخص صحرا مین مرے بے آب و گیاہ مین مریگا
کہ ایک قافلہ مسلمین کا وہان سے ہو کر اسکا کفن و دفن کریگا پس ان لوگون مین سے
ہر شخص نے اپنے اپنے شہر مین وہ بھی جماعت کے اور سامنے سب لوگون کے
انتقال کیا ایک مین ہی باقی رہ گیا ہون قسم خدا کی مین وہی شخص ہون جسکو
حضرت نے فرمایا ہے پس تو جا اور بر سر راہ لوگونکو دیکھ انکی بی بی نے کہا حجاج
لوگ سب چلے گئے اب راستہ چلنا موقوف ہو گیا ابو ذر نے کہا تو جا کر دیکھ تو سہی
پس وہ جا کر ایک ٹیلہ پر چڑھ گئین ام ذر کہتی ہین یکایک دیکھا مینے کچھ لوگ اپنے
اپنے گھوڑون پر اور اونٹون پر سوار چلے آتے ہین اور مرکب انکی مثل گرد کے اڑتے
آتے ہین یہانتک کہ وہ لوگ میری پاس پہونچے کہنے لگے کیا حاجت رکھتی ہی مینے
کہا ایک شخص مرد مسلم مرتا ہے تم لوگ کفن و دفن اسکا کر سکتے ہو اُن لوگون
نے کہا وہ شخص کون ہی مین نے کہا وہ ابو ذر صحابی رسولخدا کے ہین یہ سنکر وہ سب
اپنی ماں باپ کے مستعد ہوئی اور ابو ذر کی پاس آئی ابو ذر نے قول ہمیر خدا انلوگونسے بیان کیا اور
کہا اگر میرے پاس یا میری زوجہ کی پاس کپڑا قابل کفن کے ہوتا تو مین اُسی کو اختیار کرتا
مگر تم لوگون کو مین خدا کی قسم دیکر کہتا ہون کہ جو شخص تم مین سے امیر و رئیس اور سردار

قوم اور قاصد و عامل ہو وہ مجکو کفن ندی غرض ان لوگون مین کوئی ایسا نتہا جو
اس صفت کے ساتہ متصف نہو مگر ایک جوان انصار مین سے ایسا تہا کہنے لگا
چچا میری مین تمکو اپنی اس ردا مین کفن دونگا اور دو کپڑے میری پاس اور ہین جو
میری مان کے ہاتہ کا کاتا ہوا ہی ابوذر نے کہا البتہ تمہین مجکو کفن دینا فرض ہے
وہ مرگئے تو اس جوان انصاری نے اونکو کفن دیا اور ان لوگون کیساتہ عبداللہ بن مسعود
اور مالک ابن اشتر بہی ابوذر کے دفن و کفن مین شریک تہے واضح ہو کہ جناب رسولخدا
اس ظلم عثمان کی (یعنی ابوذر کو نکالدینا اور انکا تنہائی مین انتقال کرنا اپنی حیات
مین خبر دیچکے تہے چنانچہ شرح غرزی مین (جو جامع صغیر کی شرح ہی لکہا ہے
جندب بن جنادة الغفاری کنیته ابوذر ہو یدامتی ای مطرود هـ
یطرد وحده یعیش وحده ویموت وحده والله یبعث یوم القیمة وحده
یعنی جندب بن جنادہ غفاری اونکی کنیت ابوذر ہی اونکو رسول خدا نے فرمایا
کہ میری امت کے لوگ اسکو نکالدینگے اور وہ اس مقام مین تنہائی کے ساتھ زندگی
بسر کریگا اور تنہا مریگا اور قیامت کی دن خدا اسکو تنہا قبر سے اٹہاسگا اور فتح الباری
مین مذکور ہے عن ابی ذر قال ان النبی قال له کیف انت اذا خرجت منه ای
من المسجد النبوی قال انی الشام قال کیف تصنع اذا اخرجت منها قال
اعود الیه ای الی المسجد قال کیف تصنع اذا اخرجت منه قال اصر
بسیفی قال الا ادلك علی ما هو خیر لك من ذلك واقرب رشدا تسمع
وتطیع وتنساق لهم حیث ساقوك یعنی ابوذر سے منقول ہے وہ کہتے
ہین پیغمبر خدا نے مجہسے فرمایا کہ جب تم مسجد نبوی سی نکالدی جاؤگی تو اسوقت کیا کروگے
مینے کہا مین شام مین چلا جاونگا فرمایا اگر وہان سی بہی نکالدی جاؤگے تو کیا کروگے مینے کہا
پہر مین مسجد رسول مین چلا آونگا فرمایا جب پہر وہانسی نکالدی جاؤگی تو کیا کروگی مینے کہا اپنی تلوار سی

فرمایا مین اس سے بہتر تمکو بات بتا دون کہ وہ تمہارے حق مین احسن و قریب بصواب ہوگا
جو کوئی تم سے کچھ کہے اسکو سن لینا اور قبول کرنا اور جہان کہین وہ لوگ تمکو بھیجدین
وہان چلے جانا اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر نے بموجب وصیت پیغمبر خدا کے
ظلم پر عثمان کے صبر کیا اور غربت مین تنہائی مین مقام ربذہ مین جو کہ بروایت روضۃ
الاحباب الغبض مواضع ابوذر کے نزدیک تہا انتقال کیا حالانکہ یہ وہ صحابی جلیل القدر
سنی المراتب تھے کہ باتفاق فریقین رسولخدا نے فضائل و مناقب انکے بیان کئے
ہین صحیح ترمذی مین ہے ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء
اصدق من ابی ذر اور پھر اسی کتاب مین ہے عن ابی ذر قال قال
لی رسول اللہ ص ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ اصدق
ولا اوفی من ابی ذر شبہ عیسی بن مریم فقال عمر بن الخطاب کالمحالا
یا رسول اللہ ص فتعرف ذلک لہ قال نعم فاعرفوہ یعنی ابوذر سے منقول ہے
وہ کہتے ہین حضرت نے میرے بارہ مین فرمایا کہ آسمان نے کسی پر سایہ نہ ڈالا اور زمین نے
کسیکو نہ اٹھایا جو کلام مین صادق تر ہو اور وفادار زیادہ ہو ابوذر سے مثل عیسی ابن
مریم کے عمر نے براہ حسد کہا یا رسول اللہ ص آپ اس بات کو خوب جانتے ہین فرمایا البتہ
تم لوگ بھی جانو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو حضرت ابوذر عثمان غنی کو دیکھکر یہ آیت
پڑہتے تھے یوم یحمی علیہا الایۃ وہ سب سچ تہا کیونکہ پیغمبر خدا انکو صدق فرمایا ہے
ہین والا رسولخدا ص کا معاذ اللہ کذب لازم آتا ہے اور قصہ حضرت عمار کا اسطرح
ہے سید مرتضی رہ کتاب شافی مین لکھتے ہین کہ مارنا عثمان کا عمار کو متفق علیہ ہے مورخین اسکے
لکھتے ہین اس مارنیکے سبب مین لوگون نے اختلاف کیا ہے بعضون نے لکھا ہے کہ بیت المال مین کچھ زیور اور جواہرات
تھے اونکو لیکر عثمان باحیا نے اپنی بی بی کو دیدیا اور زیور بنا دیا یہ سنکر لوگون نے
طعن کرنا شروع کیا عمار نے بھی کچھ طعن کی جب عثمان نے سنا تو حکم دیا کہ اونکو پکڑ لاؤ

جب وہ اتنے تو اسقدر انکو مارا کہ بیہوش ہوگئے اور لوگون نے یہ سبب لکھا ہے
کہ عثمان کا ایک غلام ایک تیر جدید پر گذر ہوا جو قبر کسی ہے لوگون نے کہا عبداللہ
بن مسعود کی اور چونکہ عبداللہ کو عمار نے دفن کیا تھا اور امیر نماز پڑھی تھی اور یہ سبب
انکے عمار نے عثمان کو نماز کیوں نہ پڑھنے دی خبر کی اسی سبب سے عثمان نے غضبناک ہوکر
مارا کہ انکو فتق ہوگیا اور بعضون نے یہ وجہ لکھی ہے کہ مقداد اور طلحہ و زبیر اور عمار
اور دیگر چند اصحاب رسول نے جمع ہوکر ایک کاغذ مین احداثات عثمان کو لکھا
اور اسمین بہت کچھ نصیحت لکھی اور یہ بھی لکھا کہ اگر تو اسپر عمل نکریگا تو ہم لوگ تجکو خلافت
سے معزول کر دینگے وہ خط لیکر عمار تنہا عثمان کے پاس آئے عثمان نے اسکو پڑھکر کہا ان
لوگون مین سے خاص تمہین لیکر کیون آئے انہون نے کہا اسواسطیکہ مین تمہین نصیحت
بھی کرونگا یہ سنکر عثمان نے غلامون کو اشارہ کیا غلامون نے انکی ناک اور پاؤن پکڑے
بعد اسکے عثمان نے اپنے پیروؤنسے کہا تمہین معلوم ہے تم انکے پیرو کے پاس اسقدر مارا
کہ عمار فتق کا ہوگیا اور چونکہ وہ بہت ضعیف کبیر السن ہے اس سبب سے سی بیہوش بھی
ہوگئے اور جلال الدین سیوطی نے کتاب تاریخ الخلفاء الی یوم القیامہ مین لکھا ہے عن سالم
ابن ابی الجعد قال ذکر عثمان بنی امیۃ فقال واللہ لوان مفاتیح الجنۃ بیدی
لاعطیتہا بنی امیۃ حتی یدخل الجنۃ من عند اخرہم ولاستعملتہم علی رغم من رغم
فقال عمار بن یاسر فان ذلک یرغم بانفی فقال ارغم اللہ بانفک قال
بانف ابی بکر و عمر فغضب فقام الیہ فوطیہ برجلہ فما تخلصہ الناس
عنہ فبعث الی طلحۃ والزبیر فقال اتیا ہذا الرجل فخیراہ بین ثلث بین
ان یقتص او یاخذ ارشا او یعفو قال لا واللہ لا اقبل منہم واحدۃ
حتی القی رسول اللہ فاشکوا الیہ یعنی سالم ابن ابی الجعد سے منقول ہے کہ وہ کہتا ہے
کہ عثمان نے بنی امیہ کا ذکر کیا اور کہا قسم خدا کی اگر میری ہاتھ مین کنجیان بہشت کی ہون

تو مین بنی امیہ کو دیدیتا تاکہ وہ لوگ سب کے بیشتر مین داخل ہوجائین اور ہر آئنہ
مین اون لوگون کو حاکم وعامل مقرر کرون گا واسطے خاک پر ناک رگڑنے
کے اُس شخص کے جو خلاف اسکے چاہتا ہے عمار نے کہا یہ بات تیری
میری ناک رگڑتی ہے عثمان نے کہا خدا تیری ناک کو زمین پر رگڑے عمار
نے کہا کہ ابوبکر وعمر کی ناک کو خدا زمین پر رگڑے یہ سُنکر عثمان نے غضب
مین آکر کھڑے ہوکر لات سے اونکو بُری مار ماری لوگون نے چھڑا دیا
تھوڑی دیر کے بعد عثمان نے طلحہ وزبیر کو بُلا بھیجا اور کہا عمار سے جاکر کہو
تین باتون مین سے ایک بات اختیار کرے یا تو اس مارنے کے عوض مین
مجھے بھی مارے یا دیت لے یا معاف کرے عمار نے جب یہ سُنا تو کہا قسم
خدا کی مین انمین سے کسیکو قبول نکرونگا تا اینکہ ملاقات کرون رسول خدا سے
پس اس بات کی مین انحضرت سے شکایت کرون گا اس سے معلوم ہوا
کہ عثمان نے حضرت عمار کو محض ظلم وعناد کی راہ سے مارا اور اگر یہ مارنا شرعاً
جایز ہوتا تو عثمان کا یہ کہنا کہ اسکے عوض مین قصاص لو یا دیت لو یا معاف کرو کیا
معنی کیونکہ قصاص ودیت اُس سے لیجاتی ہے جس سے گناہ سرزد ہو
امور شرعیہ کے انفاذ مین معذرت کرنا کیا معنے اور اس روایت سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ حضرت عمار کے نزدیک ابوبکر وعمر کی بھی کچھ حقیقت اور کوئی
قیمت نتھی کہ اُن لوگون کو کہا خدا ابوبکر وعمر کی ناک کو زمین پر رگڑے اگر اون
لوگون کو خلیفہ رسول سمجھتے تو ایسا کلمہ مُنہ سے نہ نکالتے والحمد للہ علی
ذلک اور عثمان کو تو علانیہ بُرا کہتے تھے اور خلیفہ رسول نہین جانتے تھے
نووی نے بشرح تجرید مین لکھا ہے وضرب عمار کان لما روی انہ ادخل
رأسہ اسماء علیہ الادب واغلظ لہ فی القول یعنی عثمان کا مارنا عمار کو اسواسطے تھا کہ وہ عثمان

کے پاس آئے اور عثمان کی شان مین بہت کچھ سخت و سست کہا اور خلیفہ کا
کچھ ادب و لحاظ نکیا اور کتاب لسان العیون مین لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب
سعد وقاص نے عمار کی نصیحت کی اور کہا تم چاہتے ہو کہ خلیفہ کو معزول کرو تب عمار
نے اپنا عمامہ اوتار کر کہا قسم خدا کی ہمنے عثمان کو اسطرح سے خلافت سے معزول کر دیا جسطرح
عمامہ کو اپنے سر سے اور سید نور الدین سمہودی نے وفاء الوفی باخبار دار المصطفی
لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب رسولخدا نے اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اور جو جو ضرورت
کی چیزین تہین وہ مہیا کی گئین تو حضرت اپنی چادر رکھکر خود مستعد ہوے جب مہاجرین
و انصار نے یہ حال دیکھا تو اپنی چادرونکو اور عباؤنکو اوتار کر مسجد بنانی شروع کی
اور کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم لوگ بیٹھے رہین اور پیغمبر خدا کام کرین اور عثمان
کو اپنے صفائی کا بہت خیال رہا کرتا تہا جب اینٹ اٹھائی تو اپنی کپڑونسے بچا کر علیحدہ علیحدہ
اٹھایا کر رکھا اور جب رکھا تو اینٹونکو جھاڑ دیا اور ادہر اودہر اپنے کپڑونکو دیکھا کہ
کہین خاک تو نہین پڑی ہے اگر خاک ہوئی تو فوراً جھاڑ دیا یہ دیکھکر جناب امیر
نے کچھ شعر پڑہی جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ جو شخص مسجد بنائے کسی حالت
مین ہو خواہ کھڑا ہو خواہ بیٹہا ہو چاہیئے کہ گرد و غبار کا خیال نکرے عمار نے بھی یہ شعر
حضرت سے سنکر پڑہنا شروع کیا اور انکو یہ معلوم نتہا کہ حضرت نے اس شعر سے کسکو
مراد لیا ہے جب عثمان نے عمار کو یہ سنا تو برہم ہو کر ایک چھڑی ہو پاس ہتی لیکر مارنیکو
اٹہایا اور کہا اگر تم پڑہنی سے باز نہ آؤگے تو مین اسی چھڑی سے تمہاری مونہہ مین مارونگا جب
پیغمبر خدا نے یہ خبر سنی تو غضبناک ہوئے اور فرمایا عمار بن یاسر بمنزلہ میری آنکھ
جلد کی ہے جو میری آنکھ اور ناک کے درمیان مین ہے اگر اسکو صدمہ پہونچیگا تو گویا
میری دونون کے آنکھ کے درمیان مین صدمہ پہونچیگا یہ سنکر سب لوگ دم
بخود ہو گئے اور کہنے لگے ای عمار پیغمبر خدا تمہاری بابت مین غضبناک ہوئے ہین -

فصل اول از باب رابع

شکایات بر عثمان

خوف ہے کہین ہم لوگون پر خدا کی طرف سے عتاب نازل نہو اب انصاف کرنا چاہیے
کہ عثمان کے فقط اس کہنے پر اگر تم اس شعر کے پڑہنے سے باز نہ آؤگے تو ہم تمہارے
مونہہ مین اس چھڑی سے ماریںگے رسولخدام کسقدر غضبناک ہوئے اور خوف تہا لوگون کو
کہ خدا کی طرف سے کہین عتاب نازل نہو پس یہ ضرب و کوب عثمان کی جو عمار کو پہونچی کہ وہ
بیہوش ہو گئے اسکی وجہ سے عثمان کا آخرت مین کیا حال ہوگا اور پیغمبر خدا کی روح کو
کسقدر صدمہ پہونچا ہوگا یہ مارنا عثمان کا گویا پیغمبر خدا کی انکہونکی درمیان مین مارنا تہا۔
نہایت تعجب ہے کہ عثمان نے باوجود اس حدیث کے سننے کے بھی کچہ خیال نہ کیا
اور عمار کو اسقدر مارا کہ وہ بیہوش ہو گئے اور پیغمبر خدا کی ایذا کا بھی کچہ خوف نہ کیا مشکوۃ مین ص ۵۷۲
عن خالد بن ولید قال کان بینی وبین عمار بن یاسر کلام فاغلظت له فی القول چھاپہ دہلی
فانطلق عمار یشکونی الی رسول الله ﷺ فجاء خالد وهو یشکوه الی النبی قال
فجعل یغلظ له ولا یزیده الا غلظة والنبی ساکت لا یتکلم فبکی عمار وقال
لرسول الله الا تری ما فعل فرفع النبی راسه وقال من عاد عمارا عاداه الله ومن
ابغض عمارا ابغضه الله قال خالد فخرجت فما کان شیئا احب الی من رضی
عمار فلقیته عمار رضی نرضے یعنی خالد بن ولید سے منقول ہے اسنے کہا میری اور عمار کے
درمیان مین کچہ محبت ہوئی پس مینے بہت کچہ انکو سخت و سست کہا عمار نے جاکر پیغمبر خدا
سے شکایت کی راوی کہتا ہے خالد نے بھی پیغمبر خدا سے آکر شکایت کی اور بہت کچہ پیغمبر کے
سامنے عمار کو سخت و درشت کہا اور پیغمبر خدا چپکے سن رہے تہے کچہ نہین بولتے تہے پس
عمار رونیلگے اور حضرت سے کہا آپ دیکھتے ہین اسکی حرکت کو پس حضرت نے سر مبارک
اٹہاکر فرمایا جو شخص دشمنی کرے عمار سے خدا اسکو دشمن رکہے خالد کہتا ہے مین وہان سے
چلا آیا پھر کوئی چیز مجکو بہتر معلوم نہین ہوئی عمار کے راضی کرنیسے پس مینے اُنسے ملاقات
کی اور انکو راضی کیا اور صحیح ترمذی مین ہے کہ رسولخدا نے عمار یاسر کے حق مین فرمایا ص ۶۲۶
چھاپہ دہلی

صاحبہ عمار بن یاسی بین امرین الا اختار اشد منہما اختیار نہین دیئے گئے عمار یاسر درمیان دو امرون کے مگر یہ کہ انہون نے اختیار کیا سخت تر اور دشوار تر ان دو نو امرون کا اور پھر اسی کتاب مین ہی کہ عمار یاسر نے پیغمبر خدا کی پاس جانیکی اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا ایذن مواله مرحبا بالطیب المطیب اجازت دو اسکو جای کشادہ ہی واسطے پاک اور پاکیزہ کردہ شدہ کے اور صحیح بخاری مین سمان الجنۃ تشتاق الثلثۃ علی وعمار وسلمان جنت مشتاق ہی تین شخصون کی کہ وہ علی اور عمار اور سلمان ہین تو جو شخص شہادت رسول طیب و طاہر ہو اور جنت اسکی مشتاق ہو اسکی یہی توقیر و منزلت ہی کہ غلامون سے کہین اسکو پکڑو اور خود کھڑے ہو کر لات سی جوتی سے اسکو اس قدر ماریں کہ وہ بیہوش ہو جائے اور کنز العمال مین مذکور ہے عن ابن عباس قال رسول اللہ ص من یحقر عمارا یحقرہ اللہ ومن یسب عمارا یسبہ اللہ ومن یبغض عمارا یبغضہ اللہ یعنی ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ رسولخدا نے فرمایا جو شخص حقیر و ذلیل کرتا ہے عمار کو خدا اسکو حقیر کرتا ہے اور جو شخص کہ سب و شتم کرتا ہے عمار کے تئین خدا اسپر سب کرتا ہے اور جو شخص دشمن رکھتا ہی عمار کو خدا اسکو دشمن رکھتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ منعم حقیقی بیشک عثمان کو بھی قیامت مین حقیر و ذلیل کریگا اور دشمن رکھیگا کیونکہ عثمان نے عمار کو حقیر و ذلیل کیا اور اسنے بغض و عداوت کی دنیا مین تو خدا ذلیل کر چکا کہ بعض اصحاب رسول نے قتل کیا اور تین روز تک لاش گھور پر پڑی رہی اور ایک سگ بھی کتے کہا گئے اب آخرت کا حال باقی ہے ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی اور **قصہ عبداللہ بن مسعود کا** اسطرح سے ہے سید مرتضی کتاب شافی مین لکھتے ہین کہ اہل تواریخ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود کوفی مین جمعہ مین باواز بلند یہ کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچا کلام قرآن ہے اور سب سے بہتر طریقہ راہ ہدایت رسولخدا ہے اور سب سے بدتر امرون کا نئی بات

دین مین ایجاد کرنی ہے کہ وہ بدعت ہے اور کل بدعت گمراہی ہے اور کل گمراہی کی راہ جہنم ہے (اور یہ بات عبداللہ کی عثمان کیطرف اشارہ تہا) پس یہ وعظ اونکی سنکر ولید غضبناک ہوا اور اس قسم کا خطبہ پڑہنے سے منع کیا مگر وہ باز نہ آئے تب ولید نے عثمان کو یہ کیفیت لکہہ بہیجی عثمان نے عبداللہ کو اپنے پاس بلوا بہیجا پس وہ کوفہ سے مدینہ مین چلے آئے جب زمانہ انتقال کا اونکے ہوا تو عمار سے وصیت کی کہ عثمان میرے جنازہ پر نماز نہ پڑہے عمار نے اسکو قبول کیا اور ابن مسعود کو دفن کیا اور عثمان کو خبر نہی ایکروایت مین ہے جب ابن مسعود بیمار ہوئے تو عثمان نے عیادت کے ذریعہ سے اکر پوچہا تمکو کس بات کی شکایت ہے انہون نے کہا اپنے گناہونکی پہر عثمان نے کہا کس چیز کی خواہش رکہتے ہو انہون نے کہا رحمت پروردگار کی پہر عثمان نے کہا مین تمہارے واسطے طبیب بلا دیتا ہون عبداللہ نے کہا میرے طبیب ہی نے مجہے بیمار ڈالا ہے تب عثمان نے کہا مین تمکو کچہ مال و زر دیتا ہون لے لو انہون نے جواب دیا جب مجکو احتیاج تہی تب تو تو نے نہین دیا جب مین اس سے بے پروا ہوا تب تو دیتا ہے عثمان نے کہا تمہاری اولاد کے کام آئیگا انہون نے کہا ان سب کا رزق خدا پر ہے عثمان نے کہا تم میرے واسطے دعا کرو اور میرے قصور کو معاف کرو عبداللہ نے جواب دیا مین خدا سے دعا کرونگا کہ تجہہ سے مواخذہ کرے اور جو میری حق مین تو نے کیا ہے اسکا تجہسے عوض لے اور ملا محسن کشمیری نے کہ علماء اہلسنت سے ہی نجات المومنین مین لکہا ہے منہا انہ وقع منہ امور منکرۃ فی حق الصحابۃ فضرب ابن مسعود حتی کسر ضلعین من اضلاعہ واحرق مصحفہ یعنی بعض احداثات عثمان سے یہ ہے کہ بہت سے امور بری حق مین صحابہ کے سرزد ہوئے جیسے ابن مسعود کو اسقدر مارا کہ دو پسلیان انکی شکستہ ہوگئین اور قرآن

اور قرآن کو انکے چہپن کر جلا دیا اسکے بعد ما محسن نے اسکا جواب لکھا ہے جو محض
مزخرفات ہے اور اسکی تردید ہم طعن اول مین کر چکے ہین اور ابن قتیبہ نے کتاب معارف
مین عثمان کے حال مین لکھا ہی کہ عثمان نے عبید اللہ بن خالد بن اسید کو اپنے پاس
بلا لیا جب وہ آیا تو اسکو چار لاکھ درہم بیت المال سے دئے عبد اللہ بن مسعود نے
یہ دیکھکر عثمان کو کچھ کہا پس عثمان نے اسکو اسقدر مارا کہ دو پسلیان شکستہ ہو گئین
واضح ہو کہ عثمان نے عبد اللہ بن مسعود کو مثل ابو ذر کے اخراج بلد بھی کر دیا ہے چنانچہ
استیعاب مین لکھا ہی عن زید بن وہب قال لما بعث عثمان الی عبد اللہ بن مسعود
یامرہ بالخروج عن المدینۃ اجتمع علیہ الناس وقالوا اقم ولا تخرج ونحن
نمنعک ان یصل الیک شیء تکرھہ منہ فقال لھم عبد اللہ ان لہ علی طاعۃ
فانہا ستکون امور وفتن لا احب ان اکون اول من فتحھا فرد الناس وخرج
الیہ یعنی زید بن وہب سے منقول ہے کہ جب عثمان نے عبد اللہ ابن مسعود کو مدینہ
سے نکلوانیکا حکم دیا تو لوگ عبد اللہ کی پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے تم مت جاؤ یہین
رہو ہم لوگ تمہاری مدد کرینگے کوئی برائی تم تک نہ آنے دینگے عبد اللہ نے کہا جو اسنے
حکم دیا ہے اسکا قبول کرنا مجکو لازم ہے اور مین دیکھتا ہون قریب ہی کہ فتنہ و فساد برپا ہو
مین نہین چاہتا کہ اس باب فساد کو پہلے مین کہولون پس لوگون کو پھیر دیا اور آپ چلیگئے
مخفی نرہے کہ یہ نکالدینا عثمان کا عبد اللہ بن مسعود کو کچھ تعجب کی جگہہ نہین ہی کیونکہ عثمان
کی عادت یہی تھی چنانچہ صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے امیر مومنان عثمان را دستور
چنان بود کہ چون کسی یا از جاہ و اطاعت او بیرون نہادی اورا بابلای جلا مبتلا ساختی
و بکرات عزتش انداختی اس مقام پر یہ کہنا عظیم ابلسنت کا قابل تماشا دیکھنے کے ہے
کہ جب شیعی بعض منافقین صحابہ کی شان مین جنکا نفاق بایہ ثبوت کو بعلم الیقین پہونچا
ہوا کچھ کہتے ہین تو یہ لوگ کسقدر برہم ہوتے ہین اور آمادہ قتل پر ہوتے ہین بلکہ بعض

علمانے انکے لکہا ہی کہ جو ایک کو بہی صحابہ سے برا کہی وہ کافر ہے مگر جو عثمان نے ایسے
ایسے اصحاب جلیل القدر کو جنکی فضیلت مجمع علیہ فریقین ہے زدوکوب کی کہ کوئی بیہوش
ہوگیا کسیکی پہلو کی ہڈی شکستہ ہوگئی کسیکو الفض مواضع مین نکالدیا کہ غربت مین
اُسنے انتقال کیا تو عثمان کو یہ لوگ کچہ نہین کہتے بلکہ خود بہی توہین اور تحقیر ان اصحاب
جلیل القدر کی کرتے ہین اور افعال ذمیمہ کے ساتہ انکو منسوب کرتے ہین اور کچہ
تعظیم و توقیر صحابہ رسول کی نہین کرتے بلکہ انکو قابل اسی توہین کے سمجہتے ہین جیسا
کہ شاہ صاحب کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ تعظیم و توقیر
کل صحابہ کی جو یہ لوگ فرض سمجہتے ہین وہ محض لسانی ہی بلکہ تعظیم و توقیر انہین لوگون
کی انکی نزدیک ہی جو منافقین تہے اور انہین کی عیبون کی چہپانیکی واسطے کیا کیا
کوششین کرتے ہین اور اپنی عمر عزیز کو شب و روز اسمین صرف کرتے ہین اور انکی
مان باپ کے عیب چہپانیکو کہا پیغمبر کے مان باپ بہی معاذ اللہ کافر تہے اون کے
گناہونکے چہپانیکو کہا امام کو معصوم ہونا ضرور نہین ہے فاسق و فاجر بہی امام ہوسکتا
ہے عثمان ہی جو جو بدعتین اصحاب کی حق مین ہوئین اسکے چہپانیکو کہا یہ لوگ قابل
اسی سزا کے تہے مگر علمای شیعہ نے حقیقت حال بیان کردیا اور حق کو باطل
سے جدا کردیا ہر چند اہلسنت نے منافقین کی امرونکو درست کرنا چاہا مگر ٹہیک نہوا
ع ولن یصلح العطار ما افسد الدہر اگر عثمان کے یہ سب افعال ناجایز نہوتے تو
اصحاب رسول کبہی دشمن نہوتے اور عثمان کے قتل مین شریک نہوتے چنانچہ سورخین
لکہتے ہین کہ جب عثمان کو خلافت ہوئی تو بہت سی اصحاب کو ناگوار تہا اسواسطیکہ عثمان کو
اپنے عزیزون کا بہت خیال رکہا کرتا تہا اور بنی امیہ کہ یہ سابقہ خبکو رسولخدا سے کبہی کچہہ
واسطہ و سروکار نہتا بہت کچہ سلوک کیا اور جو لوگ عثمان کی طرف سے جابجا صوبہ تہے
انکے ظلمون کی خبرین برابر عثمان کی یہان پہونچا کرتی تہین اور اصحاب رسول عثمان

پر اس امر مین عتاب کرتے رہتے مگر عثمان نے کچہ خیال نکیا اور ان لوگون کو معزول نکیا
یہانتک کہ تمام عمر اپنے عزیزون کو اور بہائیون کو والی اور حاکم کردیا عبداللہ ابن سرح کو جو رضاعی
بہائی تہا والی مصر کیا دو برس تک وہ مصر مین رہا اتنے ہی عرصہ مین اسنے وہان وہ ظلم کیے کہ باب
صبر و تحمل کسی مین نرہی آخر اہل مصر نے اکر عثمان سے شکایت کی اور استغاثہ کیا تب بہی خلیفہ
صاحب نے کچہ خیال نکیا اخر الامر سات سو اہل مصر کے شہر سے نکلے اور اکر مسجد نبوی مین
جمع ہوئے اور اصحاب رسول سے سب ظلمونکو عرض کیا بیان کیا اسوقت جناب امیر رضہ چند
اصحاب کے اٹہہ وہان سے اور عثمان کے پاس آئے اور فرمایا یہ لوگ آئے ہین چاہتے ہین کہ تو
عبداللہ کو معزول کرکے اوسکی جگہہ دوسرے کو بہیج اور اس بارہ مین انصاف کر یہ سنکر اسوقت عثمان
نے ناچار ہوکے کہا اچہا تم لوگ جسکو تجویز کرو اسکو ہم بہیجین لوگون نے محمد ابن ابی بکر کو
تجویز کیا عثمان نے انکو خط لکہکر روانہ کیا اور عبداللہ کو معزولی نامہ لکہدیا غرض محمد ابن
ابی بکر چند مہاجرین و انصار کیساتہ روانہ مصر ہوئے جب تین منزل مدینہ سے نکل گئے تو دیکہا کہ
ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار چلا آتا ہے اور دیوانہ وار گہبرایا ہوا ادہر اودہر دیکہتا جاتا ہے
اصحاب نے جاکر اسکو پکڑا اور پوچہا تو کہان جاتا ہے کیا بہاگا جاتا ہے خلاصہ یہ کہ اسنے کچہہ ایسا گول مال بیان
کیا کہ اُن لوگون کو شبہ ہوا اسکو پکڑکے محمد ابن ابی بکر کے پاس لی آئے انہون نے پوچہا تو
تو کسکا غلام ہے اسنے کبہی تو کہا مین غلام امیر المومنین کا ہون اور کبہی کہا مروان کا غلام
ہون غرض لوگون نے پہچانا کہ یہ عثمان کا غلام ہے تب محمد بن ابی بکر نے پوچہا کہان
جاتا ہے اوسنے کہا عامل مصر کے پاس پیام لیکر جاتا ہون انہون نے کہا کوئی خط بہی
ہے اسنے کہا نہین تب اُن لوگون نے اسکے پاس ڈہونڈنا شروع کیا مگر نہ پایا اخر
ایک ڈولچی سوکہی ہوئی ملی جب اسکو ہلایا تو اسمین کوئی چیز کہڑکہڑائی تب اسکو چوب سے ہلایا
مگر وہ چیز باہر نہ نکلی اخر اسکو چاک کرکے نکالا دیکہا عثمان کا ایک خط عبداللہ کے نام سے
ہے محمد ابن ابی بکر نے لوگون کو جمع کیا اور اسکے سامنے اُس خط کو چاک کرکے پڑہا اسمین

لکھا تھا ای عبداللہ جسب تیری پاس محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان مہاجرین و انصار مین جاوین
تو ان سب کو قتل کردالنا اور اپنی جگہ پر مستقل باقی رہنا اور جو لوگ ہماری پاس وہان سے تیری
شکایت لیکر آنیکا قصد کرین تو تو اُن سب کو قید کرنا خلاصہ جب ان لوگون نے اس مضمون کو
کو پڑہا تو بہت شاق گزرا اور ان سب مین ایک تہلکہ پڑ گیا آخر وہ سب کے سب وہان سے لوٹی پہر
اور مدینہ مین پہنچکر طلحہ و زبیر اور حضرت امیر اور سعد وغیرہ کو اصحاب رسول سے جمع کیا بعد
اسکے وہ خط سب کے سامنے نکالا گیا اور پڑہا گیا اسوقت کوئی ایسا نہا جسکو عثمان کی اوپر
غصہ نہ آیا ہو اور رنج نہوا ہو خصوصًا جو عثمان سے ان مسعود اور ابو ذر عمار کی حقین اوستین
پہوچی تہین اس سے اور بہی لوگ رنجیدہ تہے آخر کار لوگون نے جاکر عثمان کو گہیر لیا اسوقت
حضرت امیر طلحہ و زبیر و سعد و عمار و دیگر چند اصحاب کے عثمان کی پاس آئے اور خط اونٹ اور غلام کو
ساتہ لیتے آئے بعد اسکے جناب امیر نے عثمان سے فرمایا یہ غلام تیرا ہے کہا ہان فرمایا یہ اونٹ تیرا ہے
جواب دیا ہان پہر فرمایا یہ خط تو نے لکہا ہے عثمان نے قسم کہاکر کہا مین نے نہین لکہا ہے اور نہ مین جانتا ہون حضرت
نے فرمایا اس خط پر مہر تیری ہے عثمان نے کہا ہان تب حضرت نے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تیرا غلام
تیری اونٹ پر سوار ہو کر وہ خط جسپر تیری مہر ہو لیکر جائی اور تجکو خبر نہو عثمان نے کہا شاید مروان نے
لکہا ہوگا اور مروان اسوقت عثمان کی گہر مین تہا) تب ان لوگون نے کہا اچہا مروان کو ہمارے حوالہ
کر کہ ہم اس سے اس امر کو دریافت کرین عثمان نے مروان کے دینے سے انکار کیا تب وہ لوگ غضبناک
ہوئے اور رنجیدہ ہو کر وہان سے چلے آئے اور کہنی لگی بغیر اسکی چارہ نہین ہے کہ عثمان مروان
کو ہماری حوالہ کرے کہ ہم اس امر کو دریافت کرین اگر مروان نے بحکم عثمان لکہا ہے تو جیسا ہم
مناسب سمجہینگے ویسا کرینگے آخر کار جب عثمان نے نہ دیا تو ان لوگون نے عثمان کے گہر کو
محاصرہ کر لیا اور دیوار پہاند کر گہر مین گہس آئے محمد ابن ابی بکر نے عثمان کی ڈاڑہی پکڑی اسوقت
عثمان نے کہا ای نسر زندا اگر تمہارا باپ اسطرح دیکہتا تو اسکو بہی ناگوار ہوتا یہ سنکر انہون نے ڈاڑہی چہوڑ دی
اور نیار بن عیاض اور سودان بن حمران نے تلوار ماری کہ قرآن پر خون بہنے لگا اور عمر بن الحمق نے

سینہ پر سوار ہو کر اسقدر مارا کہ تمام ہو گئی اور عمیر بن صابی نے پیٹ پر ایسا مارا
کہ دونوں پہلو کی پسلی عبداللہ بن مسعود کی شکستہ ہو گئین خلاصہ یہ ہے کہ
جب عثمان کو لوگون نے مار ڈالا تو بروایت مورخین و موحدین اہل سنت
مثل صاحب روضۃ الصفا و استیعاب و سیر حلبی و حیوۃ الحیوان و واقدی
وغیرہ لاش عثمان کی تین روز تک گھورے پر پڑی رہی اور ایک ٹانگ بھی کتے کھا گئے آخر
تین روز کے بعد خفیہ شب کو بعض لوگون نے ہوا خواہان عثمان سے مقبرہ مین یہود کے جا کر
دفن کر دیا جب معاویہ کا زمانہ ہوا تو اسنے اسکو احاطہ مقبرہ مسلمانان مین داخل
کر دیا ہم نہین سمجھتے کہ حضرات اہل سنت اس مقام پر کیون فخر نہین کرتے کہ حضرت
عثمان ایسی متبرک جگہ مین دفن ہوئی جیسا کہ ابوبکر و عمر کے دفن مین فخر کرتے ہین کہ پہلو
رسول مین ہین حالانکہ یہان کوئی فخر کی بات نہین ہے یہ تو اپنی اختیار کی بات تھی جب
ابوبکر نے رحلت کی تو عمر نے کہ نائب و خلیفہ تھے اور ابوبکر نے خلافت کیواسطے
وصیت بھی کی تھی اگر اسکے صلہ مین عمر نے کہ اپنا زمانہ تھا ابوبکر کو پہلوی رسول مین دفن
کر دیا تو کونسے فخر کی بات ہے اور عائشہ نے اپنی باپکو حجرہ رسول مین بغیر اذن دیگر ورثہ
کے اگر دفن کرا دیا تو کیا فخر رہا بلکہ اور وبال ہو گیا ولنعم ما قیل ؎ تعجلت
بتغلت ولم عشت تفتیت ✣ لک التسع من الثمن وبالکل تصرفت
اور اسی طرح عمر نے بھی اپنے مرنیکے پہلے ہی سے اسکی مشیندی کی کہ اپنے بیٹے عبداللہ کو
عائشہ کے پاس بھیجا اور پہلوی رسول مین دفن ہونیکی اجازت طلب کی جب عائشہ نے اجازت
دی تو کہا کہ مجکو یہ ہی فکر اسی کی تھی الحمد للہ کہ وہ تمنا میری بر آئی جیسا کہ صحیح بخاری مین
ہے تو ایسی حالت مین زبردستی دفن ہونمین کیا فخر ہے بلکہ اور وبال ہے ؎
دون شود از قرب بزرگان خراب ✣ جیفہ دنیوی بود از آفتاب ✣ خاتمہ
مین بگرلات و عزی کو کفار نے رکھدیا تو ان بتون کیواسطے کوئی بزرگی نہین ہو گئی منقول ہے

کہ فضال بن حسین نے ابو حنیفہ سے کہا ای ابو حنیفہ میرا ایک بھائی مجھ سے کہتا ہے کہ بعد رسول خدا کے افضل ترین خلائق علی ہے اور میں کہتا ہون نہین ابو بکر ہین تم اس امر مین کیا کہتے ہو ابو حنیفہ نے تھوڑی دیر تامل کر کے کہا کہ ابو بکر و عمر کی فضیلت اور بزرگی مین یہی کافی ہے کہ یہ دونون پہلوی رسول مین دفن ہین فضال نے کہا مینے اپنی بھائی سے یہ جواب کہا تہا اوسنے کہا اگر وہ زمین ملک پیغمبر کی تھی تو اُن دونون نے ظلم کیا کہ دوسرے کی زمین مین بغیر اذن اسکے دفن ہوئے کا حکم دیگئے اور اگر وہ زمین انہین دونون کی تہی اور پیغمبر کو ہبہ کر دیا تہا تب بھی خلاف حکم شرع کیا اور گناہ کیا کہ ہبہ کر کے پھر لیلیا ابو حنیفہ نے پھر تھوڑی دیر سر جھکایا اور سوچکر کہا یہ دونون اپنی بیٹیون کی حق مین جو میراث پیغمبر سے پہونچی تہی دفن ہوئے فضال نے کہا مینے اپنے بھائی سے اسکو بھی کہا تہا اوسنے کہا کہ پیغمبر نے جب انتقال کیا تو انکی نو بیبیان تہین اور ازواج کا حق متروکہ مین سے اٹھوان حصہ ہے تو اس صورت مین عائشہ کو اور اسی طرح حفصہ کو نوان حصہ اٹھون حصہ مین سے پہونچا کہ شاید بتقسیم اُس حجرہ رسول کے ایک ماتہ زمین بھی نہوتی پھر اتنی بڑی لمبی چوڑی لاش اتنی سی زمین مین کیونکر دفن ہوئی علاوہ اسکی کیا وجہ ہے کہ فاطمہ دختر رسول تو میراث سے محروم کیجائین اور عائشہ و حفصہ پیغمبر کی وارث ہون یہ سنکر ابو حنیفہ سے کچھ جواب نہ دیا نہایت افسوس کی بات ہے کہ اُس حجرہ رسول مین غیر لوگ جنکو کسی طرح کا حق نتہا وہ تو دفن ہون اور امام حسن فرزند رسول جو اسکے مستحق و مالک تہے وہ دفن نہونے پائین بلکہ نعش اطہر پر تیر باران کئے جائین چنانچہ روضۃ الصفا مین لکہا ہے در بعضے روایات آمدہ است کہ چہت امام حسن قبری تر و قبر جناب رسالتمآب کندیدند و جنازہ آنجناب را بر سر قبر نہادند و قبل از دفن عائشہ از ینمعنی وقوف یافت و بر استر سوار شدہ با نموضع رفت و بمنع مشغول گشت شیعہ حضرت امیر بنیاد غوغا کردند و گفتند روزی بر استر نشستہ با حضرت امیر محاربہ میکنی و روزی بر استر سوار شدہ بر جنازہ پیغمبر خدا منازعہ آغاز نہی و نگذاری کہ او را دفن کنند چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد چہ مردم بدو فرقہ متفرق شدند

وبجانب یکدیگر تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ رسید انگاہ حضرت امام حسین بنابر وصیتی کہ سابق
مذکور شد جنازہ دانگہبرستان بقیع برد بہر کیف اسیم حضرات اہل سنت سی پوچھتے ہین
کہ عثمان کی لاش جو تین روز تک گھوڑے پر پڑی رہی کہ ایک ٹانگ بھی کتے لے بھاگے
اور حضرت امیر وہان موجود تھے کیون حضرت نے عثمان پر نماز نہ پڑہی اور دفن نکیا دو حال
خالی نہین ہی یا تو کہو کہ عثمان کو حضرت امیر قابل دفن کے اور نماز کے نجانتے تھے یس یہ عین
مطلب ہمارا ہے یا کہو کہ حضرت نے بسبب خوف اُن لوگون کے جنہون نے عثمان کو
قتل کیا تہا۔ دفن نکیا پس یہ عین تقیہ ہے جس سے اہل سنت انکار کرتے ہین ہم
کہتے ہین کہ اسی طرح جناب امیر نے خوف سی ان لوگونکی جنہون نے ثلثہ سی بیعت کی تہی
اور اُنکے ہوا خواہ تہے حضرت امیر سی دلمین کینہ رکہتی تہے اگر ان ثلثہ سی جنازہ نکیا ہو تو کیا
مضائقہ ہی یہان یہ ایک حکایت نہایت لطیف ہی جسکا لکہنا مناسب معلوم ہوا کتاب صراط
مستقیم مین جمال الدین فیروزآبادی لکہا ہی کہ ابن جوزی بڑا عالم اہلسنت کا تہا ایکدن یہ فرمقابل وہبر
عالم علم ربانی واقف اسرار یزدانی یعنی علی عمرانی کے منبر پر جاکر لوگون سی کہنی لگا سلوا
قبل ان تفقدونی پوچھو تم لوگ مجہسی جو کچہ پوچھنا ہو قبل اسکی کہ مجکو نپاؤ یس اُس
مجلس مین سے ایک عورت اٹھ کہڑی ہوئی اور کہنی لگی لوگ بیان کرتے ہین کہ جب سلمان
نے مدائن مین انتقال کیا تو حضرت امیر کو باعجاز خبر ہوئی یس وہ حضرت اسی شب کو باعجاز
مدینہ سے مدائن تشریف لائے اور سلمان کو غسل دیا اور کفن کیا اور اُنپر نماز پڑہی اور
دفن کیا اور پہر اسی شب کو باعجاز مدینہ مین واپس گئے حالانکہ مدینہ سی مدائن ایک ماہ
کا راستہ ہے ابن جوزی نے کہا ہان یہ روایت صحیح ہی تب اس ضعیفہ نے کہا یہ
بہی لوگ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت عثمان مدینہ مین مارے گئے تو تین روز تک لاش
گھور پر پڑی رہی اور حضرت امیر وہین موجود تہے مگر کفن و دفن نکیا اور نہ عثمان پر نماز
پڑہی اسکا کیا باعث ہی یہ سنکر عالم صاحب بہت گھبرائے اور کچہ جواب نہ آیا تب شرمندگی

شانیکو کہنے لگے اگر تو اپنے شوہر کی اجازت سی یہان آئی ہے تو اسپر لعنت خدا کی کہ اس مجمع مین
اوسنے تجکو آنیکا حکم دیا اور اگر تو بی اجازت شوہر کے یہان آئی ہی تو تجپر لعنت خدا کی کہ اتنی لوگون
کے درمیان مین تو یہان آئی ہے اُس عورت نے کہا کہ عائشہ جو حضرت علی سی لڑنیکو لشکر کے
مجمع کیساتھ بصرہ گئی تہین تو پیغمبر خدا نے انکو اجازت دی تہی یا خود ہی بلا اجازت تشریف
لیگئی تہین یہ سنکر ابن حوزی دم بخود ہوگیا اور کچھ جواب نبن سکا **طریق چہارم** مشتمل اوپر
طعن شرک کے مردان میدان شجاعت و دلاوری و شیران نیستان جوانمردی و بہادری
پر واضح اور روشن ہو کہ حضرات ثلثہ جنکو اہلسنت اپنا امام و پیشوا جانتے ہین اور خلیفہ رسول
واجب الاطاعہ سمجھتے ہین انکا حال زمانہ رسولخدا مین یہ تہا کہ جب کسی جنگ مین ان صاحبون
کو حضرت لیجاتے تہے تو ہنگام معرکہ کارزار اور وقت گیر و دار جب مشرکین و کفار سی مقابلہ
ہوتا تہا اور کبھین ٹیڑہی پڑجاتی تہی تو یہ حضرات رسولخدا کو مجمع کفار مین تنہا چہوڑکر اپنی
جانین بچاکر بہاگ کہڑے ہوتے تہے اور ایسا بدحواس بہاگتے تہے کہ ہرچند رسولخدا انکا پکارتے
تہے الی این یا معشر المسلمین الی این یا اصحاب البقرۃ مگر کوئی صاحب خیال نکرتے تہے
بہت صاحبون کا تو تین تین روز تک پتا نملتا تہا حضرت فرماتے تہے لقد ذہبتم فیہا
عریضۃ بہت بیجا ہے چہوڑو تم لوگ بہاگے کتب اہل سنت کی تواریخ موجود ہین بہلا اہلسنت
تبلائین تو کس کافر کو انکے ثلثہ نے میدان جنگ مین زیر شمشیر کیا ہی مارنا تو جب ہوتا
کہ ثابت قدم رہتے بہاگنے والا کسی کو کیا ماریگا اب تفصیل اسکی ہم انہین کی کتابون سے
لکہتے ہین تاریخ الخمیس مین ہے قال ابوبکر لما صرف الناس یوم احد عنہ
رسول اللہ فکنت اول من جاء یعنی ابوحاتم کہتا ہی ابوبکر نے کہا جب احد کی روز
رسولخدا کو چہوڑکر لوگ بہاگ گئے اور بعد بہاگنے کے پہری تو مین سب کے پہلے موجود ہوا
کی خدمت مین اکر موجود ہوا اور درمنثور من سیوطی نے لکہا ہی قال لما کان یوم احد
ھزمنا ففررت حتی صعدت الجبل و قد رایتنی انزوا کانی اروتہ یعنی عمر نے

۴۳۱ چہاپہر

در تفسیر سورہ عمران

کہا احد کی لڑائی کے روز ہلوگون نے شکست کہائی اور مین بہاگ کر پہاڑ کی اوپر چڑہگیا اور اس
پہاڑ پر مین اسطرح اچکتا تہا جیسے پہاڑی بکری اچکتی ہے اور تفسیر کبیر مین بہی ہے ومن
المنهزمین عمر الا انه لم یکن من اوائل المنهزمین یعنی منجملہ بہاگنے والون کی حضرت
عمر بہی تہے مگر یہ کہ سب کے پہلے نہین بہاگے اور صحیح بخاری مین جنگ حنین مین لکہا ہی
ص ۶۱۸ جلد ۲ چاپہ پیرشہ
وانهزم المسلمون وانهزمت معهم فاذا بعمر بن الخطاب فی الناس فقلت له
ما شان الناس قال ما امر الله قتادہ سے منقول ہی کہ لوگون نے شکست کہائی اور
بہاگے اور مین بہی بہاگا پس دیکہتا کیا ہون کہ اُن لوگون مین عمر بن خطاب بہی تشریف
رکہتے ہین مین نے کہا یہ کیا حال ہوا لوگون کا عمر نے جواب دیا جو خدا کو منظور تہا وہ
ہوا اور عثمان کا بہاگنا احد سے تو بتصریح تمام صحیح بخاری مین بہی موجود ہی کہ ابن عمر سے
ص ۵۲۳ چاپہ پیرشہ
ایک شخص نے پوچہا هل تعلم ان عثمان فر یوم الاحد قال نعم تم جانتے ہو عثمان نے
احد کے روز لڑائی سے فرار کیا تہا ابن عمر نے کہا ہان بہاگ گئے تہے اور پہر صحیح بخاری
ص ۴۰۱ چاپہ پیرشہ
مین ہے قال رجل للبراء بن عازب افررتم عن رسول الله ﷺ یوم حنین قال
لکن رسول الله ﷺ لم یفر یعنی براء بن عازب سے کسی شخص نے پوچہا کیا تم سب جنگ حنین مین
رسول خدا ﷺ کو تنہا چہوڑ کر بہاگ گئے تہے اسنے کہا کیا ہوا رسول خدا ﷺ تو نہین بہاگے
اور تاریخ الخمیس مین ہے فی روایة لم یبق معه علیه السلام الا اربعة ثلثة
من بنی هاشم علی والعباس وابو سفیان بن الحارث وواحد من غیرهم
وهو عبد الله بن مسعود یعنی ایک روایت مین آیا ہی کہ سب لوگ بہاگ گئے پیغمبر خدا ﷺ کی
پاس فقط چار آدمی باقی رہے تین بنی ہاشم سے علی اور عباس اور ابو سفیان بن حارث (جو
ص ۹۱ جلد دوم چاپہ پیرشہ
آنحضرت کی پہوپہی زاد بہای تہے) اور ایک غیر بنی ہاشم سے یعنی عبد الله بن مسعود اور یہ روایت
مواہب لدنیہ اور فتح الباری مین بہی موجود ہے اور روضة الصفا مین لکہا ہی در بعضے
از کتب نظر رسیدہ کہ دران روز مولانا خالد بن ولید از کمین گاہ بیرون آمد نزدیک

بلشکر اسلام اصحاب را گرد حضرت نبوی ندید بانگ بر ایشان زد کہ بگیرید این متخلفان را
کہ طالب اویند کفار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ جنگ کردند اصحاب را بگریز نہادند و ہمہ
خدمت آن سرور بغیر از امیر المومنین علی و ابو دجانہ و سہل بن حنیف دیگری نماند و حالت
غشی بر آنحضرت طاری شدہ چون اندک افاقتی روی نمود از علی پرسید مردم چہ کردند
گفت نقض عہد نمودہ فرار کردند حضرت فرمود مہم جمعی کہ قصد من آوردند کفایت کن
اللہ تیغ کشیدہ بر دی بر مخالفان نہادہ ایشانرا متفرق ساخت و بخدمت رسید
رسول را بادی سبل معاودت نمودہ دید کہ جمعی دیگر قصد آن حضرت دارند آہنگ تفرقہ کردہ
ایشان نیز رو بگریز نہادند و دران زمان کہ حضرت امیر کہ با کفار مبارزت می نمود
ابو دجانہ و سہل بر بالاے سر آن سرور ایستادہ بودند و آن حضرت را محافظت می نمودند
و در بعضی روایات آمدہ کہ زید بن اسید بن وہب از عبد اللہ بن مسعود پرسید کہ چنان شنیدہ ام
کہ در روز احد بغیر از علی و ابو دجانہ و سہل بن حنیف کسی نزد پیغمبر نماند بود بعد از ساعتی عاصم
بن ثابت و طلحہ بن ثابت آمدہ در خدمت خیر البشر کمر بستند آیا این خبر بیان واقع است
گفت بلی پرسیدم کہ ابو بکر و عمر کجا بودند گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند و در روز
سوم از جنگ بخدمت انور فائز شدند حضرت رسول فرمودند بدرستیکہ در ینوا قعہ
بعر بعض رفتہ آید و در بعضی از اخبار آمدہ کہ عثمان بن عفان با دو کس از جنگاہ بیرون رفتہ راہ
گم کردند و بعر بعض رسیدہ بعد از سہ روز بخدمت حضرت رسالت پناہی آمدند حضرت فرمود
لقد ذہبتم فیہا عریضۃ او جمال الدین نے روضۃ الاحباب مین اور شیخ عبد الحق
دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور ملا معین نے سیر مین لکہا ہی جسکا مطلب یہ ہی کہ جب
احد کے روز سب مسلمان ہباگ گئے اور رسول خدا کو تنہا چہوڑ دیا تو حضرت کو غصہ آیا یکبارگی کہ
حضرت امیر سے کہنے مین کہ تم ہی اکیلے گئے ساتھ کیون نہین چلے گئے جناب امیر نے جواب دیا
یا رسول اللہ لا کفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ یا رسول اللہ ایمان کر

بعد کیا مین کفر اختیار کرتا مین تو آپکا پیرو اور تابعدار ہون ان روایتون کے لکھنے سے بجو
ثابت ہوا کہ حضرات ثلثہ ٹرائیون سے برابر بھاگے اسکا کوئی سنی انکار نہین کرسکتا
اب معلوم کرو کہ جناب امیرؓ نے اس بھاگنے کو کفر کہا ہے جیسا اوپر بیان ہوا اور یہ بھاگنا
گناہ کبیرہ بلکہ اکبر کبائر ہے اور ابن عمرؓ نے بھی اس بھاگنے کو گناہ عظیم کہا ہے اور یہ بھاگنا
علامت نفاق کی ہے اور پیغمبر خدا نے بھاگنے والونپر لعنت کی ہے اور خدا و جبا
نے بھاگنے والون پر عتاب فرمایا ہے دلیل ان دعوونکی یہ ہے فخر الدین رازی نے لکھا
ہے واعلم ان ھذا الذنب لاشك انہ کبیرۃ لانھم خالفوا صریح نص الرسول
وصارت تلك المخالفۃ سببا لانھزام المسلمین وقتل جمیع عظیم من بعضھم
ومعلوم ان کل ذلك من باب الکبائر وایضا ظاھر قولہ تعم ومن یولہ
یومئذ دبرہ یدل علی کونہ کبیرۃ یعنی جان تو کہ یہ گناہ (یعنی بھاگنا) بیشک گناہ
کبیرہ ہے کیونکہ ان لوگون نے صریح رسول کی مخالفت کی اور یہ مخالفت سبب ہوئی
مسلمین کے شکست کھانیکا اور بجماعت کثیر اصحاب کبار کی ماری جانیکا اور یہ بات ظاہر ہے
کہ یہ سب باتین گناہ کبیرہ مین سے ہین علاوہ اسکے قول خدا کا ومن یولھم یومئذ دبرہ
(بھی) دلالت کرتا ہے کہ یہ بھاگنا گناہ کبیرہ ہے اور کتاب استیعاب مین اور حصائص
نسائی مین مذکور ہے کہ ابن عمر نے کہا اما عثمان فانہ اذنب یوم لحد ذنب عظیم
یعنی عثمان نے احد کے روز بہت بڑا گناہ کیا اور مشکوۃ مین علامات نفاق مین اور
کبائر مین لکھا ہے والتولی یوم الزحف یعنی لڑای سے بھاگنا علامت نفاق کی ہے
اور عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے قیل انہ علیہ السلام سب الذین
انھزموا یوم لحد وفیھم عثمان بن عفان یعنی بعضون نے کہا ہے کہ رسول خدا نے
جو لوگ احد مین بھاگ گئے تھے ان سب پر سب کیا ہے اور ان سب مین عثمان بھی تھے
اور حق تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم

قال اللہ تعالی ومن یولھم یومئذ دبرہ الآیۃ
روضۃ الاحباب ج ۱ ص ۱۹۳ فصل ۱۹ باب ۱۹
تاریخ حبیب السیر ج ۱ ص ۱۶۳ چاپہ لاہور
ص ۹ چاپہ دہلی
کتاب الجہاد باب غزوۃ احد

باذنہ حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون
منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ تحقیق کہ سچ کہا اللہ نے جسوقت
کہ تم لوگ باجازت خدا اُن لوگون کا استیصال چاہتے تہے یہانتک کہ جبن اور نامردی
اختیار کی تم لوگون نے اور غنیمت کے بیچ مین تم لوگون نے تنازع کیا اور گناہ دنافرمانی
کی تم لوگون نے بعد اسکے کہ دکہلادیا تم لوگون کو جس چیز کو دوست رکہتے تہے بعضی تم
مین سے دنیا کو چاہتے ہین اور بعضی تم لوگ مین سے آخرت کو چاہتے ہین اکثر اہل سنت
جواب دیتے ہین کہ یہ گناہ (یعنی فرار عن الزحف) جو اصحاب سے واقع ہوا اسکو خدا نے معاف
کردیا اور آیہ ولقد عفا اللہ عنہم سے استدلال کرتے ہین جیسا کہ شاہ صاحب نے
بہی لکہا ہے ہم کہتے ہین کہ عنہم مین ضمیر جمع مذکر غائب کی ہے تین شخص پر بہی یا زیادہ
پر لا علی التعیین اطلاق ہوسکتا ہے استغراق لازم نہین ہے اور کچہ لوگون سے معاف
ہونا اور کچہ لوگون سے معاف نہونا ان دونون مین کچہ منافات نہین ہے اور استغراق
اور عموم کا دعوی کرنا محتاج دلیل ہے علاوہ اسکے اگر ہم اسمقام پر عموم کو مان بہی لین
تو ہر لڑائی مین باوجود اصرار فرار بار بار بخشدینا کہانسے ثابت ہوتا ہے احد مین چھبیس
حنین مین ہر لڑائی مین تو بہاگنا کسی ایک خطا دو خطا تین خطا کس کس خطا کو خدا معاف
کرتا اگر اسکو بہی مان لین تو ہم کہتے ہین کہ اس معاف کردینے سے یہ بات کہان ثابت ہوتی
ہے کہ خدا نے عذاب آخرت کو بہی اُن لوگون سے معاف کردیا ہوسکتا ہے کہ خدا نے فقط
عذاب دنیا سے ان لوگون کو محفوظ رکہا ہو نہ عذاب آخرت سے جیسا کہ خدا نے قرآن مین
ان لوگون کے بہ نسبت جنہون نے اسارای بدر کے بارہ مین جزیہ لیکر چہوڑ دینے کو کہا
تہا فرمایا ہے تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم
لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم منقول ہے کہ جنگ
بدر مین جب اسرای بدر کہ وہ ستر آدمی تہے مقید ہوکر رسول خدا کے پاس حاضر کئے گئے
تو بعض اصحاب نے کہا یا حضرت ان سے جزیہ لیکر چہوڑ دیجئے کہ ہم لوگ اُس مال سے نفع

اور شہادین انکے مار ڈالنے سے کیا مایگا اور بعض اصحاب نے کہا یہ کافر ہین انکو قتل ہی
کرنا چاہیے آخر حضرت نے انہین لوگون کی رائے پر چھوڑ دیا پس اُن سب لوگون نے جزیہ لیکر سبکو چھوڑ دیا
اسوقت یہ آیت یا عتاب نازل ہوئی جسکا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ چاہتے ہو کہ مال دنیا
ہاتھ آئے اور اللہ چاہتا ہی کہ تم لوگون کو ثواب آخرت حاصل ہو اور خدا عزیز و حکیم ہی
اگر نوشتہ خدا پہلے سی نہوتا تو ہر آئینہ نازل ہوتا تم لوگون پر بسبب جزیہ لینے کے بہت بڑا عذاب
اس سی ظاہر ہوا کہ خدا نے ان لوگون کو بعض وجہون سے عذاب دنیا سی محفوظ رکھا
اور معاف کر دیا اور اگر ہم یہ بھی مان لین تو ہم کہتے ہین کہ معاف کر دینے سی خدا کے
یہ فعل ان لوگون کا ممدوح نہو جائیگا اور طعن سی یہ حضرات بری نہین ہو سکتے کیونکہ
خدا کے معاف کر دینے سے ان لوگون کا پیغمبر کو کفار مین چھوڑ کر جہاد سی بھاگ جانا یہ
فعل اچھا نہین ہو گیا معاف کرنا تو خدا کا کام ہی ہی ان لوگون نے کون اچھا کام
کیا تہا اور شیعون کا مطلب بھی یہی ہے کہ جو لوگ ایسی تہے کہ سامنی پیغمبر کے گناہ کبیرہ
کیا کرتے تھے سلسلہ عدالت باہر تھی پیغمبر کی مخالفت کیا کرتے تہی اونکی حکم کو نہین
مانتے تہے باوجودیکہ حضرت پکارتی تہے ای گروہ مسلمین کہان بھاگی جاتے ہو پہر آؤ
مگر کوئی صاحب خیال مین نہ لاتے تہے تو بعد پیغمبر کے اگر خلافت کے لی لینے مین اور حدیث
غدیر خم کو بہلا دینے مین اور اس خلافت باطلہ پر اجماع کرنے مین ان لوگون سی گناہ
وقوع مین اوے تو کونسے تعجب کی جگہہ ہی اور کیا استبعاد کا مقام ہی

مسلک ششم دفع شبہ مین

واضح ہو کہ شبہ راسخۃ الاوہام اور وسوسہ مزلۃ الاقدام
امر خلافت مین جہاد نکرنا خباب اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب کا خلفاء ثلثہ سی
تقریر اس شبہ کی جسکو اہل سنت مقام اعتراض مین بیان کرتے ہین یہ ہے کہ
شیعے جو کہتے ہین کہ یہ خلافت حق حضرت علی کا تہا خلفای ثلثہ نی غصبا لیلیا
یہ محض غلط ہے کیونکہ بقول شیعون کے حضرت علی غالب کل غالب اور ید اللہ

اور اشجع الناس تہے بچپنے مین کلہ اژدر کو چیر کر پہنکدیا پیغمبر خدا کو کفار سی آرای مین آئی
اسکو حضرت علی نے فتح کیا احد مین وہ جنگ کی کہ لافتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار
کی آواز آئی خیبر مین مرحب ایسے پہلوان کو قتل کر ڈالا کہ صدمہ ذوالفقار سے جبوئل کے
پر کٹ گئے جنگ خندق مین عمر بن عبد ود ایسے پہلوان نامی کو دو کر دیا وہ جنگ کی کہ پیغمبر خدا
نے اُس جنگ کو عبادت ثقلین سی بہتر فرمایا این ہمہ شجاعت و بہادری و زور یداللہی
و قوت حیدری کیونکر ہو سکتا ہی کہ ایسا شخص اشجع اور اغلب ایک شخص ڈبہی سی جسکو
یہ لوگ جبان اور بزدل بتلاتے ہین کہ غار مین کفار کے ڈر سی رونیلگی قبل از مرگ
واویلا کرنیلگے برابر وقت مقابلہ کفار لرائیون سے بہاگا کئے ڈر جائے اور مقابلہ نہ
نکرے اور اپنے حق کو نہ لے یہ بات کب عقل مین آسکتی ہے با ایمہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی
کہ ایک شخص کسی کا دشمن بہی ہو اور حق کو اُسکے غصب بہی کئے ہو پہر وہ شخص مظلوم
اُس سی ربط و اختلاط بہی رکہے امور مہمہ مین مشورے کے اُسکو رای دے مسایل شرعیہ
مین جہان دہوکا ہو وہان تعلیم کرے اس سی معلوم ہوا کہ حضرت امیر خلافت پر خلفا
ثلثہ کی راضی تہے اور انکو برحق جانتے تہے والا ضرور جہاد کرتے یہ ہی تقریر اہلسنت
کی جسکو بہت زور شور کے ساتہ اہل حق کے مقابلہ مین بیان کرتے ہین اور باطمطراق
بسیار انکے علما اپنی کتابون مین لکہتے ہین اور بگمان فاسد و زعم باطل اپنی اسکات
و افحام اہل حق کا تصور کرتے ہین جواب اس شبہ کا اولا یہ ہے کہ اعظم جہاد جہاد با نفس ہے
اور صدق غالب کل غالب جب ہے تمام ہوتا ہی کہ انسان اپنے نفس پر بہی غالب ہو
باوجودیکہ دل چاہتا تہا اور نفس کا تقاضا تہا کہ انسے جہاد کیجئے مگر بوجہ عدم مصلحت باز رہے
اور صبر کیا اور نفس پر غالب آئے تاکہ غالب کل غالب بوجہ اکمل صادق آئے
ثانیا ہم کہتے ہین کہ خدا تو سب سے زیادہ غالب کل غالب ہے انکار اسکا کفر ہے
لامحالہ اقرار کرنے سے کیا وجہ ہے کہ ایسے ادنی ادنی بندون کو جنھون نے اوسکی

اسکی مخالفت کی استیصال نکیا شیطان نے جب اسکی نافرمانی کی او اسکو چھوڑ دیا کہ سب
لوگون کو گمراہ کیا کرے جہنم کا راستہ تبلائے نار جحیم مین کھینچکر لیجائے اوسکو
ہلاک نکر دیا نمرود نے اور فرعون نے جب دعوی ہمسری کا کیا اور آوازہ خدائی کا
اُسکی بلاد و امصار مین مشہور ہوا تو اُسکو فوراً مار نہین ڈالا کہ اتنے لوگ تصدیق اُسکی
خدائی کی کرکے گمراہ نہوتے اتنے کفار دشمن پروردگار موجود ہین کسی کی دنیا
مین انتقام نہین لیتا آخرت پر موقوف رکہا مگر یہ جواب دین کہ خدا نے اسواسطے اُن
سب کو دنیا مین مبتلا ببلا نکیا اور انکا استیصال عاجلا منظور نکیا کہ آنکو ایات و صحیحہ
و علامات لائحہ اپنی دکھلاوے یا رسال صحف و رسل حجت تمام کردی اور ادراک و عقل
بہی دی اسپر بہی اگر اپنی بدعقلی اور شامت اعمال سے دنیا مین خدا کی خدائی کے
قائل نہوے تو خدا پر اعتراض نہین ہوسکتا اُسکی خدائی باطل نہین ہوسکتی پس
ہم بہی کہتے ہین کہ جب پیغمبر خدا نے بہ نسبت خلافت جناب امیر کی غدیر خم مین اور نیز
اکثر مقامون مین سب سے تبا کید کہدیا اور خود حضرت امیر نے بہی درباره اپنی خلافت
کے حجت تمام کی اور دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ بیان کیے با اینہمہ اگر وہ لوگ
اپنی بدعقلی اور حرص دنیا کی وجہ سے جناب امیر کی خلافت کے قائل نہون تو حضرت
پر کوئی الزام نہین آسکتا اور دنیا مین انتقام نہ لینے سے خلافت جناب امیر کی
باطل نہین ہوسکتی ثالثاً پیغمبر خدا بہی غالب کل غالب تہے اگر اسکا انکار کرتو دار
اسلام سے خارج ہوجاوگے پس کیون نہین پیغمبر خدا نے مکہ مین کفار سے لڑے
باوجودیکہ پیغمبر کے ساتہ اُسوقت بہی سیکڑون مسلمان تہے کہ اُنمین سے
جناب امیر و حمزہ و عبیدہ وغیرہ بہی تہے مگر کفار سے چھپ کر شب تیرہ و تار مین
نکلکر غار مین چھپے اذیت اشہائی مشقت گوارا کی اور کیون پیغمبر خدا نے حدیبیہ
مین باوجود سپنے علی ابن ابیطالب کے اور کثرت اصحاب کے مشرکان قریش سے

صلح مغلوبانہ کی کیون نہیں دعا کیا بغیر حج کے مدینہ مین پھر آئے صلح بھی کی تو
اسطرح سے کہ جو کوئی کفار سے مسلمانون کے پاس آوی تو اسکو واپس کردین
اور جو کوئی مسلمانون سے کفار کے ہاتھ آوی اسکو وہ لوگ نہ دین اور نہ صلحنامہ
سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو محو کردیا اور نقط رسول اللہ چھیل دیا یہانتک کہ
بعض صاحب کو تو پیغمبر خدا کی نبوت مین شک آگیا کہنے لگے جیسا آج تجکو
انکی نبوت مین شک آیا ویسا کبھی شک نہین آیا تھا ایجاہم کہتے ہین کہ جناب امیر
اگر ابوبکر و عمر سے لڑتے بھی تب بھی اہل سنت ابوبکر و عمر سے مانہ نہ اٹھاتے
بیشک یہ لوگ جناب امیر ہی کی خطا ثابت کرتے اور کہتے کہ واسطے حاصل
کرنے حکومت و ریاست کے خلیفہ رسول اللہ سے لڑے ظاہر ہی عائشہ
سے اور معاویہ سے جو جناب امیر لڑے تو ان دونون کو کب اہلسنت برا کہتے
ہین ہم ان لوگون کو اس اعتراض مین جب سچا سمجھے کہ جن لوگون سے حضرت
لڑے انکو برا کہتے یہ جوابات ہماری بطور اجمال و معارضہ کی تھے اب ہم
جواب تفصیلی اسکا لکھتے ہین اولاً انبیا اور امام سب تابع حکم خدا کے ہوتے
ہین انبیا کو بوحی اور امامون کو بالہام اور اخبار نبی وغیرہ حکم ہوتا ہے
پس جبتک حکم خدا نہین ہوتا انبیا اور امام جہاد نہین کرتے یہی وجہ ہے
کہ امام حسن علیہ السلام نے باوجود سمجھنے اپنے حق کے (کما صرح بہ ابن الحجر)
معاویہ سے جہاد نہین کیا اور امام حسین علیہ السلام کو جب حکم خدا ہوا تو یزید
سے جہاد کیا ماننا مصلحت جہاد نکرنیمین جناب امیر کی ظاہر یہی معلوم ہوتی ہے کہ
کہ بہت سے لوگ مخالفین مین ایسی بھی ہوتے جنکی اصلاب مین سے مومنین و نیدار و
موالیان اہلبیت اطہار (کما قال اللہ تعالیٰ) یخرج الحی من المیت پیدا ہوتے تھے
بہانے انکے ساتھ حضرت کیونکر جہاد کرتے اور کیونکر انکو قتل کرتے بلکہ جہاد نکرنیسے تو

تو حق و باطل صاف ظاہر ہو گیا یعنی جو لوگ مومن کامل اور شیعہ خالص تھے وہ جناب اہلبیت کی طرف ہو گئے اور جو منافق تھے اور اسلام ظاہری رکھتے تھے وہ کشتی نجات (جو اہلبیت رسول ہین) مختلف ہو کر بطمع مال و جاہ دنیادار کی طرف ہو گئے پس یہ جہاد لشکر نامحک امتحان تہا قد امتحن اللہ قلوبہم اگر حضرت جہاد کرتے تو بہت سے لوگ خوف قتل سے علی ولی اللہ کہتے پس حال انکا لوگو پر مشتبہ رہتا مذہب حق پہچانا نجاتا حق و باطل مشکوک رہجاتا البتہ جہاد نکرنے سے صاف حق ظاہر ہو گیا یعنی کچہ لوگ اہلبیت رسول کی طرف جنکے ساتہ تمسک کا پیغمبر نے حکم دیا تہا ہو گئے اور کچہ لوگون نے بخوف و خطر نفع دنیا و کینہ ہای دیرینہ کی وجہ سے اہلبیت رسول کی دشمنونکا ساتہ دیا اور بہت سے لوگ ایسے تہے جو شبہ مین پڑے ہوے تہے بعد تہوڑے دنون کے انہون نے حق کی طرف رجوع کیا تو کشف یہ امر ثابت ہے کہ جناب امیرؑ فرمایا کرتے ہے اگر ہماری ساتہ چالیس اعوان انصار بہی ہوتے تو مین انسے جہاد کرتا پس یہ بات ظاہر ہے کہ حضرت کیساتہ بہت کم لوگ رہگئے تہے جیسا کہ اسکو ہم لکہینگے پھر حضرت کیونکر جہاد کرتے کیونکہ احکام شریعت ظاہر حال کیموافق جاری ہوتے ہین تاکہ افعال پیغمبر و امام محمول بشریت پر ہون والا ہو سکتا تہا کہ رسولخدا بنفس نفیس تنہا جنگ مین تشریف لیجاتے اور سب کفار کو تنہا شکست دیتے اور قتل کرتے احد مین بسبب طمع اصحاب طامعین کی نوبت شکست کہانیکی نہ آتی یا بغیر خدا فقط جناب امیرؑ کو ہر لڑائی مین لیجایا کرتے کہ سب کافرون کا استیصال حضرت امیر ہی کے ہاتہ سے ہوتا کہ وہ غالب کل غالب تہے کیون پیغمبر خدا اصحاب کو بہی جہاد مین ساتہ لیگئے ہے کہ انہی اصحاب ایکی شہید ہونے والے تہے کتاب احتجاج طبرسی مین امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے راوی نے پوچہا یا حضرت آیا اصحاب رسول سے کسی نے بیعت ابوبکر سے انکار بہی کیا تہا اور مسند خلافت پر ابوبکر کے بیٹہنے کو مکروہ بہی جانا تہا یا نہین حضرت نے فرمایا البتہ بارہ شخصون نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا تہا خالد بن سعید

در سلمان فارسی اور ابوذر غفاری اور مقداد اور عمار یاسر اور بریدہ اسلمی مہاجرین
سے اور ابوالہیثم بن التیہان اور سہل بن حنیف اور خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین
اور ابی بن کعب اور ابوایوب انصار مین سے جسوقت ابوبکر نے منبر پر جاکر خطبہ پڑہنا
شروع کیا تو ان لوگون نے باہم صلاح کی بعضون نے کہا قسم خدا کی ہم جاتے ہین اور
ابوبکر کو منبر پر سے گرا دیتے ہین بعض لوگون نے جواب دیا اگر ایسا کروگے تو تم
سب مارے جاؤگے اور خدا فرماتا ہی ولا یحیق المکر السیی الا باہلہ یعنی تم لوگ اپنی کو ہلاکت
مین نہ ڈالو غرض وہ لوگ سب کی سب جناب امیر کے پاس آئی اور کہنے لگے یا حضرت آپنے
اپنے حق کو کیون چہوڑ دیا حالانکہ آپ حق پر ہین ہم لوگون نے ارادہ کیا ہی کہ ابوبکر
کو منبر رسول سے اوتار دین آپکی کیا رائی ہے حضرت نے فرمایا قسم خدا کی اگر ایسا
کروگے تو جنگ واقع ہوگی تلوارین کہنچ جائینگی جہاد برپا ہوجائیگا تو ضرور ہوگا کہ ہم
بھی ان لوگون سے جہاد کرین حالانکہ تم لوگ انکی مقابل مین مثل نمک کے ہو کہانی
تین اور منزلہ سر مہ کے ہو انکہہ تین معلوم کرو کہ رسولخدا قبل وفات اپنی مجہسے وصیت فرماگئے
ہین یا ابا الحسن ان الامۃ ستغدر بک من بعدی وتنقض فیلک عہدی
ای علی لوگ میرے بعد تم سے بیوفائی کرینگے اور تمہارے ہاتہ مین تم جو ان لوگون سے
عہد و پیمان لیا ہے اسکو توڑ ڈالین گے تم بمنزلہ ہارون کے ہو موسی سے کہ بعد
جانے موسی کے بنی اسرائیل اُنسے پہر گئے اسی طرح بعد میری امت میری تم سے
پھر جائیگی مین نے کہا یا رسول اللہ مین اسوقت کیا کرونگا فرمایا اگر یکہ اعوان و انصار
ملجائین تب تو جہاد کرنا نہین تو صبر کرنا خلاصہ جناب امیر موجب وصیت کے سب
مہاجرین و انصار پاس گئے اور اپنی حقیقت بیان کی اور سب سے مدد چاہی پس
چوالیس آدمیون نے قبول کیا حضرت نے فرمایا کل صبح کو تم لوگ مسلح و مہیا
جنگ ہوکر آؤ جب صبح ہوئی تو سوای چار آدمیون کے کوئی نہ آیا دوسرے

شب کو بھی حضرت نے اُن لوگون سی کہا ان لوگون کے صبح کا وعدہ کیا جب
صبح ہوئی تو کوئی نہ آیا تیسری شب کو پھر حضرت نے ایسا ہی کیا اُن لوگون نی صبح کا
وعدہ کیا مگر کوئی نہ آیا جب حضرت امیر نے یہ بیوفائیان اُن لوگون کی دیکھین تو
صبر کرکے گھر مین بیٹھہ رہے اور فرماتے تہے اگر چالیس شخص بھی میری مدد کرتے
تو مین اُنسے جہاد کرتا خامساً جناب امیر خطبہ شقشقیہ مین (جو بتصریح علماء اہل سنت
مثل ابن ابی الحدید و صاحب قاموس و صاحب نہایہ اور سبط ابن جوزی وغیرہ کی
کلام جناب امیر ہے) خود جناب امیر ارشاد فرماتے ہین وطفقت ارتای بین
ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء (الی ان قال) فرایت
ان الصبر علی ھاتا احجی فصبرت وفی العین قذی وفی الحلق شجی اری
تراثی نہبا یعنی مینے سوچنا شروع کیا کہ ایا باوجود بیدست و پائی و قلت انصار و
نایابی مددگار کے ان لوگون پر حملہ کرون اور جہاد کرون اور اپنے حق کو لیلون یا یہ
کہ صبر کرون اس حال مین کہ حق لوگون کی نظرون سی چھپا ہوا ہی پس بعد
فکر کے مینے دیکھا کہ صبر کرنا بہتر ہے اس سبب سی مینے صبر کیا حالانکہ میری
آنکھ مین خار تہا اور حلق مین استخوان تہا یعنی مین نہایت کوفت و رنج مین تہا کہ اپنی
آنکھون سے دیکھتا تہا کہ میراث خلافت اور باغ فدک لٹ رہا ہی اس کلام سے
حضرت کی بخوبی ثابت ہوا کہ صبر کرنیکو حضرت نے جہاد کرنیسے بہتر جانا کیونکہ
باوجود قلت انصار و اعوان اگر حضرت جہاد کرتے اور حق خلافت کے لینے مین کوشش
کرتے تو بیشک متہا سب کو قتل کرکے لے سکتے تہے مگر یہ امر باعث اضمحلال دین
اسلام کا ہوتا چونکہ ابتداء زمانہ انتقال رسول خدا کا تہا اگر جناب امیر دس پانچ
آدمیون کے ساتہ ہوکر جہاد کرتے تو لوگ نفسانیت اور طمع ریاست و حکومت
پر محمول کرتے اور کفار دین اسلام پر استہزا کرتے اور کہتی کہ یہ لوگ طلب ریاست

چہاپہ طہران

وحکومت کے واسطے جہاد کرتے ہین معلوم ہوا کہ مذہب اسلام کوئی چیز منجانب اللہ نہین ہے بلکہ یہ دین ان لوگون نے فقط واسطے تحصیل دنیا کے اختراع کیا ہے پس کوئی شخص دین اسلام کی طرف رجوع نکرتا اور اگر حضرت جہاد کرتے تو ضرور تھا کہ ہزارون قتل ہوتے پس جو لوگ مسلمان تھے اور اسلام کے نام لیوا تھے وہ بھی کم ہو جاتے کیونکہ زمانہ استقبال پیغمبر خدا تک زمانہ اسلام کو کما ینبغی ترقی نہوئی تھی بلکہ کفار کہتے کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ یہ لوگ خود ہی سب کو مسلمان کرتے ہین اور خود ہی مسلمانون کو قتل کرتے ہین پس کیونکر کوئی اسلام قبول کرتا انہین وجہون سے حضرت نے صبر کو بہتر سمجھا اور اسی کی طرف حضرت نے اشارہ فرمایا ہے فرمایا ہے ان الصبر علیھا ما احجی یعنی دیکھا ہے نے صبر کرنا اس مادہ مین بہتر ہے جہاد سے یہی وجہ ہے چونکہ حضرت نے اسوقت جہاد نکیا اور مسلمانون کا کشت و خون اس زمانہ مین نہوا تو دین و اسلام کو کسی طرح کا اضمحلال بھی نہوا بلکہ ترقی ہوئی جبکہ خلفاء ثلثہ خصوصًا عمر کے زمانہ مین ممالک و بلاد فتح ہوئے تو بہت سے لوگ اسلام بھی لائے اور دین محمدی کو اختیار کیا جسپر اہلسنت بڑا فخر کرتے ہین کہ شیخین کی وجہ سے کسقدر بلاد فتح ہوئے اور کسقدر لوگ مسلمان ہوئے اور کتنا دین نبی نے رواج پایا سبحان اللہ جہاد کی نسبت تو شیخین کیطرف کرنا بہت بیموقع معلوم ہوتا ہے انکا جہاد کرنا اور ثابت قدم رہنا تو جنگ احد و خیبر و حنین کے فرار سے بخوبی ظاہر ہے اگر فقط فتح بلاد باعث فوز مراتب جلیلہ و فضائل جمیلہ کا ہوتا تو چاہئے کہ یزید اور دوسرے بادشاہان جورجنکی زمانہ مین فتح بلاد کفار ہوئی وہ بھی مستحق مراتب رفیعہ اور فضائل جمیلہ کے ہون واذلیس فلیس پس دیکھو اور سمجھو کہ اسمین شیخین کیواسطے کوئی فخر کی بات نہین ہی مال مفت جمع تھا لوگ تابع کثرت سے تھے بیٹھے بیٹھے حکم دیدیا کہ فلان ملک پر چڑھائی کرو لشکر اسلام سے جب چڑھائی کی

تو حسب اتفاق فتح بھی ہوی جو مال غنیمت ہاتھ آیا کچھ آپ لیا باقی سب خلیفہ صاحب کے یہان
روانہ کیا ہمتوان حضرات کی جانفشانی جب سمجھتے کہ خود بھی یہ لوگ مثل پیغمبر خدا کے لڑائیون مین
جاکر شریک رہا کرتے اور لڑتے اور تیغ زنی کرتے وانی لهم ذالك علاوہ اسکے صحیح بخاری
مین ہے ان اللہ لیؤید هذا الدین بالرجل الفاجر یعنی رسولخدا نے فرمایا کہ حق تعالے
تائید کرتا ہے اور قوت دیتا ہی اس دین اسلام کو ہاتھ سے شخص فاجر کے اور احیاء العلوم مین
غزالی نے لکھا ہی قال النبی ان اللہ تعالی لیؤید هذا الدین باقوام لاخلاق لهم یعنی
رسولخدا نے فرمایا کہ حق تعالے تائید کرتا ہے اس دین اسلام کی اون لوگونسے ہاتھ سے
جنکو کوئی بہرہ خوبی سے نہین ہے اور عبد الرؤف مناوی نے فیض القدیر شرح جامع صغیر
مین لکھا ہے جسکے متن کی عبارت یہ ہے ان اللہ تعالی لیؤید الاسلام برجال ما هم اهله
یعنی خداوند تعالی تائید کرتا ہے اسلام کی اون لوگونسے جو اہل دین مین سے نہین ہین تو جب
فاسق و فاجر بے بہرہ دین کے ہاتھ سے بھی اس دین نبی کی تائید و ترقی ہوتی ہے تو اس مین
کون سے فخر کی بات ہی علاوہ اسکے جتنے اعمال خیر ہین اون پر اجر و ثواب جب مترتب ہوتے
ہین کہ جب ایمان درست ہو اور شیعے ان لوگونکو اصل ایمان ہی سے بے بہرہ جانتی ہین اور نیز
چونکہ شیعے انلوگ غاصب حق خلافت سمجھتے ہین پس ان سے اگر اس قسم کے اعمال ہون گے بھی
تو وہ بھی گناہ مین داخل ہونگے جیسے کوئی شخص کسی کا مال لوٹ کے یا چوری کرکے مدرسہ
یا مسجد بنوائے یا فقراء و مساکین کو خیرات دے اور کھانا کھلائے ساوسگا احتجاج طبرسی مین
مذکور ہے کہ جب جناب امیر کو بعد جنگ نہروان کے یہ بات معلوم ہوئی کہ لوگ کہتے ہین کہ علی
ابن ابیطالب اگر خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے تو ابوبکر و عمر سے کیون نہین جہاد کیا جسطرح طلحہ
و زبیر اور عائشہ سے جہاد کیا تو یہ سنکر حضرت نے اون لوگون سے فرمایا کہ مین نے اس جہاد
نہ کرنے مین سات پیغمبرونکی متابعت کی اول حضرت نوح ہین کہ اونہون نے فرمایا رب انی
مغلوب فانتصر پروردگارا مین مغلوب ہون تو مدد کر اگر یہ کہو کہ نوح مغلوب نہ تھے تو

ص ۴۳۱ کتاب المجلد چاپہ ۲

ص ۹۵ چاپہ طہران

قرآن کی تکذیب ہوتی ہے اور اگر مغلوب تھے تو یہی عذر میرا بھی سمجھو **دوسری** حضرت ابراہیمؑ ہین کہ اونہون نے کہا واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ یعنی مین کنارہ کشی کرتا ہون تم لوگون سے اور اوس چیز سے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو سوائے اللہ کے پس اگر تم سب یہ کہو کہ حضرت ابراہیمؑ نے بغیر مجبوری باوجود قدرت کے کافرون سے کنارہ کیا پس یہ کلام کفر ہوگا اور اگر کہو کہ مجبوری کناری کشی کی پس اسی طرح مجھے بھی سمجھو **تیسرے** حضرت لوطؑ ہین کہ اپنی قوم سے فرمایا لو ان لی بکم قوۃ کاش مجھے تمہارے دفع کی قوت ہوتی اگر یہ کہو کہ اونکو قوت تھی کافرون سے جہاد کرنیکی تو قرآنکی تکذیب ہوتی ہے اور اگر کہو کہ البتہ اونکو قوت نہ تھی پس اسی طرح وہی پیغمبر کو بھی سمجھو **چوتھے** حضرت یوسفؑ ہین کہ اونہون نے کہا رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ ای پروردگار میرے قیدخانہ بہتر ہے میرے نزدیک اوس چیز سے جسکی طرف مجکو یہ سب عورتین بلاتی ہین پس اگر یہ کہو کہ اونکو اون سبنے بلایا اوس چیز کیطرف جو بری نہ تھی اور باعث عتاب خدا نہ تھا تو یہ کلمہ کفر کا ہے کہ اس سے تکذیب کلام خدا کی لازم آتی ہے اور اگر یہ کہو کہ البتہ اون سبنے حضرت یوسفؑ سے ایسی بات کی خواہش کی جو باعث غضب خدا کا تھا اس سبب سے حضرت یوسفؑ نے انکار کیا اور بمجبوری زندان مین رہنا قبول کیا پس اسیطرح میرا بھی عذر سمجھو **پانچوین** حضرت موسیٰؑ ہین کہ اونہون نے کہا ففررت منکم لما خفتکم فوہبا لی ربی حکما تم لوگون سے جبکہ مین ڈرا مین تم سب سے اگر یہ کہو کہ موسیٰؑ نے بغیر خوف کے فرار کیا تو کافر ہو جاؤگے اور اگر یہ کہو کہ بسبب خوف کے فرار کیا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو **چھٹے** حضرت ہارون ہین کہ اونہون نے کہا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی ای بھائی اس قوم نے مجکو ضعیف سمجھا اور قریب تھا کہ مجکو قتل کر ڈالین اگر یہ کہو کہ قوم نے اونکو ضعیف نہین سمجھا پس کافر ہو جاؤگے اگر کہو البتہ ہارون وصی موسیٰؑ کو اونکی قوم نے ضعیف سمجھا پس یہی عذر وصی پیغمبر کا بھی سمجھو **ساتوین** رسول خدا محمد مصطفےٰ ہین کہ خوف سے کفار کے غار مین چھپے اگر یہ کہو کہ بیخوف کے چھپے تو کافر ہو جاؤگے اگر کہو کہ بسبب خوف کے تھا پس یہی عذر میرا بھی سمجھو یہ کلام

معجز نظام حضرت یہ سنکر سب لوگ ہنسے اوٹھے اور کہنے لگے البتہ حق آپکے ساتھ ہے اور قول آپکا
بہت درست ہے یہ ہین جوابات اس شبہ کے فاحفظها وتلك عشرة كاملة اب رہا
یہ قول ان لوگونکا کہ حضرت امیرؑ خلفائے ثلثہ کو جہان کہین اون لوگونکو نہ معلوم ہوتا تھا مسائل شرعیہ
بتلایا کرتے تھے اور اکثر امور مہمہ مین رائے دیا کرتے تھے اگر خلیفہ رسولؐ اونکو نہ سمجھتے ہونگے تو کیون مسائل بتلاتے
اور کیون رائے دیتے اس سے معلوم ہوا کہ جناب امیرؑ نے بھی خلافت کو اون حضرات کی مان لیا
تو اب ہم لوگونکو چون وچرا کرنیکی جگہ نہین رہی جیساکہ مولوی وحیدالدین نے بھی لکھا ہے
اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ جناب امیرؑ کا ثلثہ کو مسائل شرعیہ تعلیم کرنا اور امور مہمہ مین
جہان اونحضرات کی عقل کام نکرتی ہو رائے دینا اسی سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ قابل خلافت کے
نہ تھے باوجود اعلم وافقہ اور افضل کے جو شخص جاہل ہو مسائل شرعیہ نہ جانتا ہو غلط مسئلے بتلایا کرتا ہو
ایک ایک عورت کے اور شراب خوارے قائل ہو جایا کرتا ہو وہ کب خلیفہ رسولؐ اور امام ہو سکتا ہے
جناب امیرؑ اسی واسطے تعلیم کیا کرتے تھے تاکہ لوگون پر افضلیت اور حقیت حضرت کی ثابت ہو
اور اتمام حجت ہو جائے اور نیز احکام شرع باوجود رہنے امام اصل کے معطل نہونے پائین اور
لوگ دین اسلام پر استہزا کرنے نہ پائین اور خلافت کا مان لینا تو جب ہوتا کہ جناب امیرؑ اس
خلافت پر راضی ہوتے اور خوشی خوشی جاکر ابوبکر سے بیعت کرتے حالانکہ دیکھنے سے کتب تواریخ
اور احادیث کے معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز جناب امیرؑ بیعت وخلافت ابی بکر بلکہ ثلثہ پر راضی نہ تھے
اور ہمیشہ کے سامنے حقیت اپنی خلافت کی بیان کی ہے چنانچہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ
دینوری نے کتاب الامامت والسیاسۃ مین لکھا ہے فاخرجوا علیا ومضوا به الی
ابی بکر فقالوا له بایع فقال ان لم افعل فمه قالوا اذا والذی لا اله الا هو نضرب
عنقك قال اذا تقتلون عبد الله واخا رسول الله قال عمر اما عبد الله
فنعم واما اخو رسوله فلا وابو بکر ساکت لا یتکلم فقال له عمر الا تامر فیه
بامرك فقال لا اکرهه علی شیء ما کانت فاطمة الی جنبه فلحق علی بقبر

رسول اللہ یصیح وبیکے وینادی یابن امان القوم استضعفونی وکادوا
یقتلونی یعنی آخر کار لوگون نے علیؑ کو مکان سے زبردستی باہر نکالا اور ابوبکر کے
پاس لے آئے اور کہا بیعت کرو جناب امیر نے فرمایا اگر مین بیعت نکرون تو تم لوگ کیا کروگے
اون سب نے کہا اگر بیعت نکروگے تو قسم اوس خدا کی جو وحدہ لاشریک ہی تمہاری گردن
مارینگے تمکو قتل کرڈالینگے حضرت نے فرمایا تو تم ایک اور برادر رسولؐ کو قتل کروگے عمر نے
کہا تم بندہ خدا تو البتہ ہو مگر برادر رسول نہین ہو اور یہ سب کلام ابوبکر نے سنا مگر منھ سے
کچھ نہ کہا عمر نے کہا چپکے کیا بیٹھے ہو اسکے بارے مین حکم کیون نہین دیتے (یعنے قتل کا) ابوبکر نے کہا
چونکہ فاطمہؑ بیٹی رسولؐ کی انکی زوجیت مین ہی اس سبب سے مجکو حکم دینے مین تامل ہوتا ہے
یہ سنکر جناب امیرؑ وہانسے چلے آئے اور قبر رسول خداؐ سے لپٹکر رونے لگے اور نالہ و فریاد کرنے لگی
اور فرماتے تھے ای بھائی اس قوم نے مجکو ضعیف سمجھا اور قریب ہی کہ یہ لوگ مجکو قتل کرین
اس روایت سے کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکار ہوگیا کہ جناب امیرؑ خلافت ابوبکر پر
راضی نہ تھے کیونکہ جب حضرت نے بیعت ابوبکر سے انکار کیا اور گھر مین بیٹھ رہے تو لوگ
اوحضرت کو زبردستی گھر مین سے نکال کر ابوبکر کے پاس بیعت کے واسطے لیگئے اور قریب تھا
کہ قتل کرڈالین اور کتاب کنز العمال مین ہے فلما قعد ابوبکر علی المنبر نظر فی
وجوہ القوم فلم یر علیا فسال عنہ فقام رجال من الانصار فاتوا بہ فقال ابن عم
رسول اللہ وختنہ اردت ان تشق عصا المسلمین یعنی ابوبکر نے منبر پر جاکر لوگونکی
طرف خیال کیا حضرت علیؑ کو اون لوگون مین نہ دیکھا پوچھا علیؑ کہان ہین وہ کیون نہ آئے
پس چند شخص انصار مین سے اوٹھ کھڑے ہوئے اور جاکر حضرت امیرؑ کو لے آئے اوسوقت
ابوبکر نے کہا ای برادر رسولؐ و ای زوج بتولؑ ہم چاہتے ہین کہ گروہ مسلمین مین تفرقہ ڈالکر
میری خلافت کو درہم و برہم کرڈالو اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے جناب امیرؑ
بیعت و خلافت ابوبکر سے انکار کرکے گھر مین بیٹھ رہے مگر کچھ لوگ زبردستی حضرت کو

ص
کتاب الامارۃ
خلافت

پکر مکے لی آئے اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جناب امیر چاہتے تھے کہ خلافت ابو بکر کی درہم و
ہو جاے جیساکہ قول حضرت صدیق کا اردت ان تشق عصا المسلمین اسپر دلالت کرتا
اور صحیح مسلم مین ہے وکان لعلی من الناس جھة حیاة فاطمة فلما توفیت استنکر
علی وجوہ الناس فالتمس مصالحة ابی بکر ومبایعتہ ولم یکن یبایع تلک الاشہ
یعنی جبتک فاطمہؓ زندہ رہین اوسوقت تک علی کے واسطے ایک رعب اور دبدبہ رہتا او
لوگونکی نظرونمین وقعت تھی جب سیدہ نے انتقال کیا تو اوسی وقت سے لوگونکے رنگ بد
گئے اور جناب امیرؓ نے اپنی طرف سے سبکے رخ پھرے ہوے دیکھے پس مجبور ہوے ابو بکر سے
مصالحہ وبیعت کرنے پر اور ابھی تک کہ چھ مہینے گذرے تھے بیعت نہین کی تھی اس روایت سے
بھی رضامندی بیعت ابی بکر پر ثابت نہین ہوتی اسلیے کہ مصالحہ بعد لوگونکے منحرف ہونے کے
مجبوری تھا پھر کیف بروایت شارح مقاصد جب حضرت نے ابو بکر سے بیعت کی (اگر
مجبور ہوکر تو بعد اسکے جب دبانے اوٹھنے لگے تو فرمایا یارک اللہ فیما اساءنی وترکہ
لو خدا مبارک کرے تمکو جس سے تم لوگ خوش ہوے مگر مجکو ناگوار ہوا اور میرا حق ضایع ہو
اس سے بھی ظاہر ہوا کہ حضرت نے مجبوری بیعت کی نہ برضا و رغبت اور جمال الدین محدث
نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہے جمعے از اہل تواریخ آوردہ اند کہ چون از مہم بیعت فراغ
حاصل شد ابو بکر صدیق از وجوہ مہاجر و اعیان انصار مجمعے ساختہ فرستاد و علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ را بان مجلس طلبیدہ وے اجابت فرمود دران مجمع حاضر شد و در محلے لائق خود نشست
و از موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب آنست کہ میخواہم کہ چنانچہ سائر اصحاب
با ابو بکر بیعت کردہ اند تو ہم بیعت کنی علی گفت من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ این منصب
را گرفتید بشما حجت میگردانم راست گویید کہ بحضرت رسالت کہ اقرب بود کیست عمر گفت
ترا نگذاریم تا بیعت نکنی علی فرمود اول این سخن مرا جواب باصواب بگویید بعد ازان از من بیعت
جویید ابو عبیدہ گفت ای ابو الحسن تو بواسطہ سبقت در اسلام وفضل و قرابت تقریب پیغمبر ایام

جلد دوم چاپ لکھنؤ صفحہ ۱۵۴ جلد دوم چاپ مکتبہ

جلد دوم چاپ لکھنؤ صفحہ ۳۳

علیہ الصلوٰۃ والسلام سزاوار حکومت وخلافتی ولیکن چون صحابہ بر ابوبکر اجماع واتفاق نمودند
مناسب اینست کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق در آری علی گفت ای ابوعبیدہ تو امین این امتے
بقول رسول مختاری ومقتضائے امانت راستی است در گفتار وکردار موہبتی کہ حق سبحانہ تعالیٰ
بخاندان نبوت کرامت فرمودہ در بند آن میباشید کہ بجائے دیگر نقل کنید مہبط قرآن و وحی
وموجد امر ونہی ومنبع فضل وعلم ومعدن عقل وحلم ما ایم وبواسطۂ این امور خلافت را شائستہ
وامارت را سزا ایم بشیر بن سعد انصاری گفت ای ابوالحسن اگر داعیہ کہ تو امروز ظاہر میکنی پیش
ازین معلوم مردم شدے ہرآئینہ با تو منازعہ ومنافقہ نمیکردند وبا تو بیعت می نمودند ولیکن
چون در خانہ خود نشستی ودر اختلاط با مردم بستی ایشان را گمان این شد کہ تو از خلافت کنارہ
میکنی ودفع اغنای این امور از خود چارہ میکنی اکنونکہ جماعتی از مسلمانان کسے دیگر را قبول
کردہ اند بہر پیشوائے از پئے در می آئی وخود را طرز دیگر مینمائی علی فرمود ای بشیر تو روا میداری
کہ من جسد اطہر وقالب انور سید عالم را غسل ندادہ وتجہیز وتکفین وے نہ نمودہ واز دفن وے
فراغت حاصل نکردہ دم در طلب خلافت وحکومت زدمی وبا مردم در منازعت وخصومت
شدمی ابوبکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم واستوار وہر یکے از اشباہ مقابل صد کلمہ بل ہزار است
از راہ رفق ومدارا در آمد وگفت ای ابوالحسن مرا گمان این بود کہ ترا با من در این امر مضائقہ نباشد
اگرے دانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمیکردم اکنونکہ مردم با من اتفاق
نمودہ اند اگر تو نیز بایشان موافقت نمائی طن مرا مطابق واقع ساختہ باشی واگر حالا توقف کنی
وخواہی کہ درین امر تفکر وتامل نمائی ہیچ جرمی بر تو نیست پس علی از مجلس برخواست ومتوجہ
خانۂ خویش گشت آور صاحب روضۃ الصفا نے بھی اسی طرح لکھا ہے اور بعد چند سطر کے لکھا ہے
در بعضے اقوال چنین آمدہ کہ حضرت امیر در بیعت ابوبکر تاخیر وتوقف می نمود صدیق با وے مکتوبے
نوشت مضمون آنکہ از ابی بکر خلیفۂ رسول خدا بجانب علی بن ابیطالب بدرستیکہ مسلمانان با من
بیعت کردند وبامارت من راضی شدند تو نیز بایشان موافقت نمائی امیر المومنین علی در جواب

ص ۱۹۰ جلد دوم چاپ پنجم

نوشت کہ بمکتوبے بمن نوشتہ بودی و دران ذکر کردہ کہ مسلمانان با تو بیعت کردند و بحکومت تو راضی شدہ اند و حالانکہ من پیش از ہمہ خلائق بدولت اسلام مشرف شدہ ام و تصدیق رسول او کردہ و من خدا را بگواہی میخوانم کہ بخلافت تو راضی نیستم اور مولوی وحید الدین خان نے حدیقہ تحقیق مین لکھا ہے ہفتم یہ کہ حضرت عمر ایک بڑے ہوشیار اور مزاجدار حضرت رسولخدا کے تھے کہ جب حضرت رسولخدا نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے فرمائی تو حضرت عمر نے بتقاضائے مصلحت وقت اور مزاجداری اور خوش آمد رسول کے بے تکلف حضرت علی کو مبارک باد دی مگر صرف دو مہینے بعد اوسکے جب حضرت رسول بیمار ہوئے تو اوسی وقت سے رنگ بدل گیا اور وصیت تحریری کرنیمین خلل انداز ہوئے اور جب حضرت رسول نے انتقال فرمایا تو فوراً حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا کر کے حضرت علی کو بلا بھیجا اور دھمکایا کہ اس مجلس سے نہین جانے پاؤگے جبتک کہ بیعت ابوبکر کے نہین کروگے کہ حضرت علی نے جواب دیا کہ دھمکی سے نہین ڈرتے ہین اور جبتک جان باقی ہے طلب حق اپنا کرینگے تب حضرت ابوبکر نے بغیر بیعت لینے کے رخصت کیا غرض کجا وہ مبارک بادی اور کجا یہ زبردستی اتنے یہ حال ہے بیعت ابوبکر کا کہ حضرت امیر کی نارضامندی خلافت ابی بکر پر ہر کتاب سے ہر عبارت سے ظاہر ہے **اب** رہی بیعت جناب امیر کے عمر کے ساتھ پس ظاہر ہے کہ جب حضرت امیر بیعت ابوبکر پر راضی نہ تھے تو بیعت عمر پر جو اوسپر متفرع ہے اور مصداق بناء فاسد علی الفاسد ہے کب راضی ہونگے علاوہ اسکے خلافت عمر کی تو بوصیت ابوبکر کے بمودای ھل جزآء الاحسان الا الاحسان کے قرار پائی پس کب جناب امیر نے عمر کے ساتھ بیعت کی **اب** حال بیعت عثمان کا سنیے کہ جناب امیر ہرگز خلافت عثمان پر راضی نہ تھے اور اوسکو باطل سمجھتے تھے جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہے در بعضے از کتب تواریخ بنظر رسیدہ کہ چون عبد الرحمن بن عوف با امیر المومنین عثمان بیعت نمود حضار مجلس باو دران امر موافقت کردند علی مرتضیٰ تامل و تعلل در زیدہ فرمود سوگند میدہم شمارا و میخواہم کہ با من راست گوئید

علم مطابقت جناب امیر با عمر

ص ۳۳۳ ابن عبد ربہ حیاۃ یکشو

ص ۵۹ ر

اگر در میان اصحاب رسول ہیچ احدی ہست کہ آن سرور بمقتضیٰ سلسلہ عقد مواخات را میان یاران خویش استحکام میداد باو عقد اخوت بست فرموده باشد انت اخی فی الدنیا والاخرۃ غیر از من جمیع حضار مجلس گفتند بعد ازان فرمود ہیچ کس دیگر میان شما ہست کہ حضرت در شان او فرموده باشد من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ غیر از من ہمہ گفتند بانگاہ فرمود ہیچ احدے از میان شما ہست کہ آن سرور باو فرموده وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی غیر از من جمیع حضار از صحابہ کبار گفتند پس خود در میان شما ہیچ مرد ہست کہ این وحی و ربط امر و نہی او را در سورہ براۃ مومنین دہشتہ علی الاشہاد گردانیده باشد باین کلمہ کافیہ وجامعہ وافیہ لا یؤدی عنی الا انا او رجل من عنی غیر از من ذمرد حضار باجمع گفتند دیگر فرموده آیا نمیدانید کہ سید البشر و شفیع روز محشر بر جمله مہاجرین و کل انصار مراقبین فرموده بر سم امیر سرایا بجانب یمن فرستاد و ایشان را وصیت بانقیاد و متابعت امیر جیش نموده و بر من ہرگز کسے را امیر نگردانید طائفہ حاضرین باجمع گفتند بلے ہمچنین بوده کہ میفرمائی دیگر گفت آیا میدانید کہ معلم معلمت علم الاولین والآخرین اعلائے اعلام علم من فرموده یاران را اعلام کرد باین طریقہ کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا و بروایتی انا دار الحکمۃ وعلی بابھا گفتند آرے میدانیم دیگر فرمود آیا نمیدانید کہ اصحاب رسول مگر برادر مقام مخاطرہ باعدا گذاشتہ از معرکہ محاربہ فرار نمودند و من ہرگز در ہیچ موطن مخوف از آن سرور تخلف نه نموده نفس خویش را وقایۂ نفس النفس وجنۃ اقدس آنحضرت کردم گفتند بلے ہمچنین است باز فرموده آیا نمیدانید کہ اول مرد یکہ قدم در دائرہ ایمان و اسلام در آورد منم ہمہ گفتند بلے میدانیم انگاہ فرمود کدام یک از ما اقرب است بر سول از روے نسب جملہ گفتند مرتبہ اقربیت ترا ثابت و مسلم و قدم فربت تو در راہ قربت و قرابت بان سرور بغایت راسخ و محکم است اس سے ثابت ہوا کہ جناب امیرؑ ہرگز خلافت عثمان پر راضی نہ تھے بلکہ اوسکو اپنا حق جانتے تھے اور سبکے آگے حجت اپنی پیش کرتے تھے اور تاریخ ابو الفدا میں ہے شم جمع عبد الرحمن الناس بعد ان اخرج

صفحہ ۵۰۶ مسکوہ چھاپہ دہلی

صفحہ ۱۷۰ ربیع اول چھاپہ مصر

نفسه عن الخلافة فدعا عليا فقال عليك عهد الله وميثاقه لتعملن بكتاب الله
وسنة رسوله وسيرة الخليفتين من بعده فقال ارجو ان افعل واعمل مبلغ
علمي وطاقتي ودعا بعثمان فقال له مثل ما قال لعلي فعاهده على ذلك فرفع عبد
الرحمن راسه الى سقف المسجد ويده في يد عثمان وبايعه فقال على ليس هذا
اول يوم تظاهر تم علينا فيه فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون
یعنی بعد اسکے عبد الرحمن نے جب اپنے کو خلافت سے خارج کیا تو لوگونکو جمع کیا اور حضرت علی
کو بلایا اور کہا تم اقرار کرو اور خدا سے عہد کرو کہ ہم بموجب کتاب خدا وسنت رسول اور
سیرہ شیخین کے عمل کرینگے حضرت علی نے کہا ہم سے جہانتک ہو سکے گا بموجب علم وطاقت
اپنے عمل کرینگے بعد اسکے عبد الرحمن نے عثمان کو بلایا اور عثمان سے بھی وہی کہا جو حضرت
امیر سے کہا تھا پس عثمان نے فورًا قبول کر لیا اور عہد کیا کہ ہم ویسا ہی کرینگے اوسوقت
عبد الرحمن نے سر اپنا مسجد کی چھت کیطرف بلند کیا اور ہاتھ عثمان کا پکڑا اور بیعت کی پس
حضرت علی نے یہ دیکھکر کہا یہ کچھ پہلا روز نہین ہے جو تم لوگون نے اپس مین ملکر ہمپر اس
خلافت کے بارے مین غلبہ کیا ہے خیر ہم صبر کرتے ہین خدا ہمارا مدد کرنے والا ہے اور روضۃ الصفا
مین بھی ہے عبد الرحمن رو بجانب آسمان آورده گفت خدایا گواه باش که من قلاده خلافت
در گردن عثمان انداختم امیر المومنین علی گفت ای پسر عوف غرض تو ازین حرکت که کردے
آن بود که مرجع خلق گردی این نه اول روز است که شما بر من غلبه کرده باشید فصبر جميل والله
المستعان على ما تصفون اس روایت سے ظاہر ہوا کہ جناب امیر متیقن خلافتونکو ناحق سمجھتے تھے
اور خود کو اوسکا مستحق جانتے تھے کہ حضرت نے فرمایا تم لوگون نے کچھ آج ہی خلافت کو ہم سے
نہین لے لیا بلکہ بیشتر ہی سے بزور وظلم تم لوگون نے ہم سے لے لیا اور حضرت نے اوس پر
صبر جمیل فرمایا بہرکیف جب بعد عثمان کے خلافت جناب امیر کو ہوئی ہے تو حضرت نے
کس شد و مد سے خطبہ پڑھا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تینون خلافتین باطل تھین چنانچہ

ص ۲۲۴ جلد دوم چھاپہ ہندی

جلد دوم چھاپہ ہندی

صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے وچون مبالغہ از حد گذشت امیر المومنین علی فرمود
اگر با من بیعت میکنید بدانید کہ من از حد شرع تجاوز نخواہم کرد و میل و محابہ از من واقع
نخواہد شد و فصل امور بمشاورہ جمہور خواہد بود و یکدرم از بیت المال برائے خود صرف نکنم
و میان شما تمییز نہ نہم بلکہ ہر یک را بنظر مرحمت و عاطفت ملاحظہ نمایم و احکام بین العباد موجب
کتاب اللہ و مقتضائے حدیث و سنت رسول اللہ امضا و اجرا کنم انگاہ فرمود بمسجد روید کہ این
امر بخفیہ بقطع نتوان رسانید پس بمسجد رفتند و اول کسیکہ با او بیعت کرد طلحہ بود و بعد او زبیر آن
سعادت دریافت انگاہ اہل مصر یکبار بعد ازان مہاجر و انصار و اہل مدینہ گروہ گروہ شرف
بیعت با او دریافتند پس امیر المومنین علیؑ روز جمعہ بر سر منبر رسول اللہؐ بر آمد و خطبہ در غایت
بلاغت و فصاحت انشا فرمود و گوید اول آن خطبہ این بود الحمد للہ علی احسانہ قد
رجع الحق الی مکانہ یعنی شکر خدا کا اوسکے احسان پر کہ حق نے اپنی جگہ پر رجوع کیا اور اپنے
ٹھکانے پر پہنچ گیا ہم کہتے ہین جس شخص کے دلمین ذرا بھی انصاف ہوگا
اور کچھ بھی عقل رکھتا ہوگا وہ اس کلام سے جناب امیرؑ کے سمجھے گا کہ خلافت خلفائے ثلثہ کے
حق پر نہ تھی البتہ جب حضرت امیرؑ خلیفہ ہوئے تب خلافت اپنی مرکز پر پہنچ گئی جاء الحق
و زہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اور نیز جناب امیرؑ نے خطبہ شقشقیہ مین جو باقرار
علما و محدثین اہلسنت مثل ابن ابی الحدید و سبط ابن جوزی و صاحب قاموس و صاحب
نہایہ وغیرہ کلام جناب امیرؑ ہے شکایت و ظلم کو خلفائے ثلثہ کے بشرح و بسط بیان کیا ہے
حضرت فرماتے ہین اما واللہ لقد تقمصہا ابن ابی قحافۃ انہا لتعلم ان محلی منہا محل
قطب من الرحی ینحدر عنی السیل و لا یرقی الی الطیر فسدلت دونہا ثوبا و طویت
عنہا کشحا و طفقت ارتئی بین ان اصول بید جذاء او اصبر علی طخیۃ عمیاء یہرم فیہا
الکبیر و یشیب فیہا الصغیر و یکدح فیہا مومن حتی یلقی ربہ فرأیت ان الصبر علی ہاتا
احجی فصبرت و فی العین قذی و فی الحلق شجا ارا تراثی نہبا حتی مضی الاول لسبیلہ
فادلی بہا الی فلان بعدہ ثم تمثل بقول الاعشی شتان ما یومی علی کورہا و یوم حیان
اخی جابر فیا عجبا بینا ہو یستقیلہا فی حیاتہ اذ عقدہا لاخر بعد وفاتہ فیا للہ و للشوری
متی اعترض الریب فی مع الاول حتی صرت اقرن الی ہذہ النظائر لکنی اسففت اذ
اسفوا و طرت اذ طاروا فصغا رجل منہم لضغنہ و مال الاخر لصہرہ مع ہن و ہن الی
ان قام ثالث القوم نافجا حضنیہ بین نثیلہ و معتلفہ و قام معہ بنو ابیہ یخضمون مال اللہ
خضمۃ الابل نبتۃ الربیع الی ان انتکث علیہ فتلہ و اجہز علیہ عملہ و کبت بہ بطنتہ
فما راعنی الا والناس کعرف الضبع الی ینثالون علی من کل جانب حتی لقد وطی الحسنان
و شق عطفای مجتمعین حولی کربیضۃ الغنم فلما نہضت بالامر نکثت طائفۃ و مرقت اخری
و قسط آخرون کانہم لم یسمعوا کلام اللہ حیث یقول تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لا
یریدون علوا فی الارض و لا فسادا بلی واللہ لقد سمعوہا و وعوہا و لکنہا حلیت الدنیا
فی اعینہم و راقہم زبرجہا اما و الذی برأ النسمۃ لولا حضور الحاضر و قیام الحجۃ بوجود
الناصر و ما اخذ اللہ علی العلماء ان لا یقاروا علی کظۃ ظالم و لا سغب مظلوم لالقیت
حبلہا علی غاربہا و لسقیت آخرہا بکاس اولہا و لالفیتم دنیاکم ہذہ ازہد عندی من عفطۃ
عنز یعنی خدا کی ابوبکر نے پیراہن خلافت کو باوجودیکہ اوسکے بدن پر ٹھیک نہین آتا تھا مگر کھینچ
کھانچ کے بتکلف پہن لیا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس خلافت کا دار و مدار علیؑ کے ساتھ ہے
چونکہ یہ خطبہ طولانی ہے اس سبب سے ہمنی اس جزوہ مین بتمامہا لکھنا مناسب نہ سمجھا
و من شاء الاطلاع فلیرجع الیہا فی نہج البلاغہ ہم حضرات اہلسنت کی سمجھ پر

نہایت تعجب کرتے ہین کہ کسقدر راونکی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہے اور دیدۂ بصیرت پر جالا چھایا ہوا ہے نہ کچھ سوچتے ہین نہ دیکھتے ہین خواہ مخواہ انصاف کے گلی پر چھری پھیرتے ہین باوجودیکہ جناب امیر خلافت ثلثہ کو باطل سمجھتے تھے اور برابر طلب حق اپنا کرتے تھے اور منص نبوی خلیفہ رسول بھی تھے اور بشہادت محدثین اہلسنت سب سے اعلم اور افقہ اور افضل ترین خلائق بھی تھے اور بروایت ابن مسعود پیغمبر خدا نے اپنی زندگی مین ابوبکر و عمر کے خلیفہ ہونے سے انکار بھی کیا تھا باینہمہ یہ لوگ ابوبکر اور عمر کو خلیفہ رسول کہے جاتے ہین اور جناب امیر کی خلافت کو باطل ٹھہراتے ہین فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا حالانکہ انکی کتابون مین بلکہ صحاح مین موجود ہے کہ پیغمبر خدا نے جناب امیر کو اپنے بعد خلیفہ بلافصل مقرر کیا تھا صحیح ترمذی مین ہے جبکہ پیغمبر خدا کے پاس چند اصحاب نے آکر جناب امیر کی شکایت کی تو پیغمبر خدا غضبناک ہوے اور مکرر فرمایا تم لوگ کیا علی کی شکایت کرتے ہو ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن بعدی یعنی مین علی سے ہون اور علی مجھ سے ہے اور علی ہمارے بعد حاکم اور مالک اور آقا ہر مومن کا ہے اور یہ روایت خصائص نسائی مین بھی ہے اب خیال کرو کہ پیغمبر خدا نے ولایت جناب امیر کو اپنے بعد فرمایا ہے ابوبکر و عمر و عثمان کے بعد نہین فرمایا ہے اور سید علی ہمدانی نے کہ علماے اہلسنت سی ہے کتاب مودۃ القربی مین لکھا ہے قال دخلت علی رسول اللہ وھو فی غمرات الموت فقلت یا رسول اللہ ھل اوصیت قال یا سلمان ان الذری من الاوصیاء قلت اللہ ورسولہ اعلم قال آدم وصیہ شیث وکان افضل من ترکہ وکان وصی نوح سام وکان افضل من ترکہ وکان وصی موسی یوشع وکان افضل من ترکہ وکان وصی سلیمان آصف بن برخیا وکان افضل من ترکہ وکان وصی عیسی شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترکہ بعدہ وانی اوصیت الی علی وھو افضل من ای ترکہ بعدی یعنی سلمان فارسی سے منقول ہے وہ کہتے ہین وقت انتقال پیغمبر خدا کے

مین حضرت کے پاس گیا اور مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے وصی اپنا کسی کو قرار دیا یا نہین
حضرتؐ نے فرمایا ای سلمان تم پیغمبرونکے اوصیاء کو جانتے ہو مین نے کہا خدا اور رسول بہتر جانتے
ہین فرمایا آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے اور وہ سب اولاد آدمؑ سے بعد آدم کے افضل تھے
اور وصی نوحؑ کے سامؑ تھے اور وہ افضل تھے بعد اونکے سب لوگون سے اور وصی موسیٰؑ کے
یوشعؑ تھے اور وہ افضل تھے سب سے بعد موسیٰ کے اور وصی سلیمانؑ کے آصفؑ بن
برخیا تھے اور وہ افضل تھے ہر ایک سے بعد اونکے اور وصی عیسیٰؑ کے شمعونؑ بن حمیر صفا
تھے اور وہ سب مین افضل تھے بعد عیسیٰؑ کے اور مین نے اپنا وصی علیؑ کو کیا اور وہ افضل
ہے ہر شخص سے بعد میرے اب ہم نہین سمجھتے کہ حضرات اہل سنت اس حدیث مین کیا تاویل
کرینگے اس سے تو صریح خلیفہ بلافصل ہونا جناب امیر کا پایا جاتا ہے ازانجاکہ سنی کامل وہ ہے
شخص ہے جو اہلبیت رسولؐ سے کسی قدر اگرچہ برابر تخم کنجشک کے ہو عداوت ضرور رکھے
والا جناب امیرؑ کو خلفائے ثلثہ سے کم رتبہ و کم علم اور حقیر تو ضرور سمجھے اور جہان کہین فضیلت
جناب امیرؑ اور مضامین خلافت کو اون حضرت کے دیکھے تو ضرور اوسمین تاویل غلط کردے
اگرچہ مخالفت حکم خدا و رسولؐ کے ہو جائے مگر خلافت ثلثہ ہاتھ سے نہ جانے پائے ایسے
حالت مین بعید نہین ہے کہ اس حدیث مین بھی یہ لوگ کچھ نہ کچھ بات بنائین پس
نہایت تعجب کی بات ہے کہ جسکو پیغمبر خداؐ نے اپنا وصی اور افضل خلائق فرمایا ہو وہ تو خلیفہ
نہو اور جو لوگ جھوٹے گنہگار و غاباز خائن ہون وہ خلیفہ رسول ہو جائین جیسا صحیح مسلم
مین ہے قال فلما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب
میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امراتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال
رسول اللہ لا نورث ما ترکنا فصدقہ فرایتما کاذبا اثما غادر اخائنا واللہ یعلم
انہ لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ وولی
ابی بکر فرایتمانی کاذبا اثما غادر اخائنا انتھی موضع الحاجۃ یعنی عمر نے کہا

ص ۱۵۰
جلد دوم چاپہ کلکتہ

جب رسولخدا نے انتقال فرمایا تو ابوبکر نے کہا مین خلیفہ رسول اللہ ہون اوسوقت تم لوگ ابوبکر کے پاس آئے اور تم نے انہی عباس میراث اپنی اپنے بھتیجے کے مال سے طلب کی اور انھون نے (یعنے علی نے) میراث اپنی زوجہ کی جو اوسکے باپ سے اوسکو پونہچتی ہے طلب کی اوسوقت ابوبکر نے جواب دیا کہ رسولخدا نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہین ہوتا جو ہم چھوڑ جائین وہ صدقہ ہے اوسوقت تم دونون نے ابوبکر کو جھوٹا گنہگار بیوفا دغاباز خائن جانا اور خدا جانتا ہے کہ وہ سچے نیک سیدھے تابع حق تھے بعد اوسکے جب ابوبکر کے اور مین خلیفہ ہوا تو تم دونون نے مجکو بھی اوسیطرح جھوٹا گنہگار بیوفا دغاباز خائن جانا الحمد اللہ کہ بشہادت عمر کے یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب امیر ابوبکر اور عمر دونونکو جھوٹا گنہگار دغاباز خائن جانتے تھے والا جناب امیر اس کہنے پر عمر کے انکار کرتے اور سکوت نہ فرماتے بلکہ کہتے کہ مین تم دونونکو ایسا نہین سمجھتا ہون تم مجھپر کیون جھوٹی تہمت کرتے ہو واضح ہو کہ یہ سب صفتین جو مین پائی گئین یہ سب علامت نفاق کی ہین مشکوۃ مین لکھا ہے عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتے یدعھا اذا اوتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذا خاصم فجر متفق علیہ یعنی حذیفہ راوی عبد اللہ بن عمر سے منقول ہے کہ رسولخدا نے فرمایا جس شخص مین چار باتین ہون وہ پکا منافق ہے اور جس شخص مین ایک بات ہو تو یہ ایک خصلت نفاق کی پائی جائیگی جبتک کہ باز نہ آوے جب امین قرار دیا خیانت کرے اور جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو بیوفائی کرے اور جب کسی سے مخاصمہ کرے تو راہ فسق و فجور پر چلے یہ حدیث متفق علیہ ہے ہم کہتے ہین اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو شخص خائن اور کاذب اور غادر ہو وہ منافق ہے شاید یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر حذیفہ سے (جو صاحب اسرار رسولخدا کے تھے اور پیغمبر خدا نے نام سب منافقین کے اونکو بتا دئے تھے) اکثر پوچھا کرتے تھے ای حذیفہ مجکو تو پیغمبر خدا نے

چاپ ہندی ص ۹

منافقین مین سے نہین کہا ہے جیساکہ احیاء العلوم مین غزالی نے لکھا ہے ولقد کان عمر یبالغ فی تفتیش قلبہ حتی کان یسئل حذیفۃ انہ ھل یعلم بہ من اثار النفاق شیئاً اذکان حذیفۃ قد خصہ رسول اللہ ص بعلم المنافقین یعنی عمر کو اپنے دل کا حال دریافت کرنیکے واسطے بہت کدوکاوش کرتے تھے حتی یہانتک کہ حذیفہ سے اکثر پوچھا کرتے تھے ای حذیفہ ہم مین بھی علامت نفاق کی تم پاتے ہو اور حذیفہ سے پوچھنے کی وجہ یہ تھی کہ اونکو پیغمبر خدا نے منافقونکے نام اور علامات سب بتلا دیے تھے اب اہلسنت کو چاہیے کہ پیروی منافقین کاذبین آثمین غادرین خائنین کی چھوڑدین اور شیعیان علی بن ابیطالب اور دوستداران اہلبیت طاہرین مین داخل ہون اگر یہ کہین کہ ہم لوگ بھی علی سے محبت رکھتے ہین پس یہ قول ان لوگونکا محض لسانی ہے اور اس دعوی مین اپنے یہ لوگ ہرگز سچے نہین ہین کیونکہ محب کامل وہی ہے جو دوست کے دشمنونسے دشمنی اور دوستونسے دوستی رکھے نہ یہ کہ اوسکو بھی دوست رکھے اور اوسکے دشمنونکو بھی دوست رکھے ایسی دوستی کب معتبر ہے مثلاً اگر کوئی شخص نمرود اور فرعون اور شداد کی خدائی کا بھی قائل ہو اور اللہ تعالی کی الوہیت کا بھی اعتقاد رکھتا ہو وہ کبھی اپنے اعتقاد مین کامل نہوگا اور یہ عقیدہ اوسکا بکار آمد نہوگا جبتک کہ آلہہ باطلہ سے برائت نکرے چنانچہ کلمہ لا الہ الا اللہ اسپر شاہد عادل ہے کہ اول اوسکا تبرا ہے کل آلہہ سے اور آخر اوسکا تولی ہے اللہ واحد سے پس یہی دو جزو ایمان کے ہین (یعنے تبرا اور تولی) اور اسی طرح اگر کوئی شخص مسیلمہ کذاب کی نبوت کا بھی قائل ہو اور خاتم النبیین کی پیغمبری کا بھی معتقد ہو وہ ہرگز اپنے دعوے مین سچا نہین ہے اور یہ اعتقاد اوسکا محض باطل ہوگا پس اسی طرح اگر کوئی شخص دشمنان جناب امیرؑ کے خلافت کا بھی قائل ہو اور اونکو دوست رکھے اور جناب امیرؑ کے دوستی کا بھی دعوی کرے وہ ہرگز اپنی دعوی مین سچا نہین ہے اور نہ یہ عقیدہ اوسکا بروز قیامت کچھ نفع بخشے گا

تو بتاریکی علے را دیدۂ ✦ زین سبب غیرے برو نگزیدۂ

ص ۲۸۸ مطلب بیان فضیلۃ الخوف والترغیب فیہ من کتاب الخوف والرجاء جلد چہارم

علامت نفاق نفرت عمر ولی نعمت ما قطع

صریح کفر ہے

مسلک ہفتم اثبات مین امامت اور خلافت باقی امامون کے

جاننا چاہیے کہ بعد رسولخدا کے بعدد نقباء بنی اسرائیل بارہ امام اونکے خلیفہ اور حجت خدا اور پیشوائے خلق اور ہادی امت ہین اور اونھین کے ساتھ پیغمبر نے تمسک کرنیکا حکم دیا ہے پہلے امام امیر المومنین علی علیہ السلام دوسرے امام حسن علیہ السلام تیسرے امام حسین علیہ السلام چوتھے امام زین العابدین علیہ السلام پانچوین امام محمد باقر علیہ السلام چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام ساتوین امام موسی کاظم علیہ السلام آٹھوین امام علی رضا علیہ السلام نوین امام محمد تقی علیہ السلام دسوین امام علی نقی علیہ السلام گیارھوین امام حسن عسکری علیہ السلام بارھوین امام محمد مہدی آخر الزمان علیہ السلام اور دلیل اون حضرات کے امام اور خلیفہ برحق ہونے کی علاوہ احادیث مروبہ کتب شیعہ اثنا عشریہ کثرہم اللہ فی البریہ کی کئی طرحسے ہے اول صحیح بخاری مین ہے عن جابر بن سمرۃ قال سمعت النبی یقول اثنا عشر امیرا فقال کلمۃ لم اسمعھا فقال ابی انہ قال کلھم من قریش جابر بن سمرہ سے منقول ہے وہ کہتا ہے سنا مین نے کہ رسولخدا نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہون گے بعد اسکے حضرت نے ایسا کلمہ فرمایا جسکو مین نے نہ سنا میرے باپ نے کہا کہ حضرت نے فرمایا کل قریش سے ہون گے اور بعض روایات مین اثنا عشر خلیفۃ کا لفظ واقع ہے یعنے حضرت نے فرمایا میرے بعد بارہ خلیفہ ہون گے دوسرے باتفاق فریقین حضرت نے فرمایا مین تم لوگون مین دو چیز چھوڑے جاتا ہون ایک تو کتاب خدا دوسرے میرے اہلبیت ہین جبتک انکا دامن پکڑے رہوگے کبھی گمراہ نہوگے اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر نے جو اہلبیت کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا تو اون لوگون کو چاہیے کہ معصوم ہون کیونکہ اگر وہ معصوم نہون تو ممکن ہے کہ اون سے گناہ وقوع مین آوے پس اگر ہم اوس گناہ مین اونکی اطاعت و پیروی کرین تو یہ خلاف مرضی خدا و رسول کے ہوگا اور اگر اونکی اطاعت نہ کرین تو بھی خلاف

حکم رسول کے ہوگا اور نہ تفضیل کا قائل ہونا دعوای بلا دلیل ہے کیونکہ یہ ہیئت مطابق ہی پیغمبر نے یہ
تعین کیا ہی کہ جو انکے ساتھ نیک کام مین تمسک کریگا وہ گمراہ نہوگا اور باتفاق فریقین یہ بات
ثابت ہی کہ بعد حضرت رسول ؐ کے سوای ان بارھون بزرگوار کے جو اہلبیت رسول ؐ سے ہین
کوئی شخص تمام عمر گناہون سے پاک و منزہ نہین ہی پس یہی امام ہونگے اور نہ خلفای ثلاثہ پہلے
کافر تھے برابر بت پوجا کیے شراب پیا کیے ایسے لوگ کہان قابل امامت (جو کہ تالی مرتبۂ
نبوت ہی) ہو سکتے ہین سوا تیسرے ان حضرات معصومین سے موافق دعوے کے معجزات ظاہر ہوئے
آئے کہ جنکا ثبوت شیعون کے یہان تو اتر ہے بلکہ اہلسنت نے بھی انکے معجزات کا اقرار کیا
ہے جیسا کہ ابن طلحہ نے مطالب السئول مین اور ابن صباغ نے فصول مہمہ مین اور ملا جامی
نے شواہد النبوۃ مین لکھا ہے پس یہ دلیل ہے انکے امام برحق ہونے کی چوتھے یہ کہ ان
امامون کے زمانہ سے آجتک کتنے لوگ ان حضرات کے مخالف و معاند گذرے ہین جیسا کہ
بنی امیہ و عباسیہ کے زمانہ مین جو لوگ انسے اتحاد و ارتباط رکھتے تھے اونکو قتل کر ڈالتے
تھے گھر بار لوٹ لیتے تھے یہانتک کہ اون ظالمین نے کل امامون کو کسیکو تیغ ظلم سے کسیکو
زہر دغا سے شہید کیا ایک حضرت صاحب العصر رہگئے جنکو خدا نے (بسبب اسکے کہ
دنیا حجت خدا سے خالی نہ ہے) دشمنونکی نظرون سے پوشیدہ کر دیا اور اتبات حال
ہے کہ بہت سے اہل اسلام انکی امامت کے قائل نہین ہین با اینہمہ کسی نے ان حضرات پر
کسی قسم کا عیب نہ لگایا کسی کی مجال نہ ہوئی کہ انمین قدح و جرح کر سکے انکی عدالت
مین نقص لگا سکے پس اسکو منجملہ معجزات ان حضرات کے سمجھنا چاہیے کہ انکی مراد کو
خدا نے درست و دشمن سب پر ظاہر کر دیا کہ کوئی شخص انکے حق مین کوئی تہمت نہین لگا سکتا

مسلک ہشتم بیان مین اثبات وجود امام دوازدہم ع کے

جاننا چاہیے کہ حضرت صاحب الزمان علیہ صلوات اللہ المنان بارھوین امام
ہین اور بنابر مشہور سنہ ۲۵۵ دو سو پچپن ہجری مین شعبان کی پندرھوین شب کو

پیدا ہوئے اور زندہ ہین مگر بمصالح چند لوگونکی نظرون سے پوشیدہ ہین اور ہمارے حضرت
امام اور خلیفہ برحق ہونا اہلسنت کی کتابون سے بھی ثابت ہی مسند ابی داود و ترمذی
ابن مسعود سے منقول ہی قال رسول اللہ لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول
اللہ تعالی ذلک الیوم حتی یبعث فیہ رجلا من اہلبیتی یواطی اسمہ
اسمی یملأ الارض قسطا و عدلا کما ملئت ظلما و جورا یعنے فرمایا رسولخدا نے
اگر ایام دنیا سے نہ باقی رہی مگر ایک روز تو حق تعالے اوس روز کو بڑھا دیگا یہانتک
کہ مبعوث ہو اوس روز ایک شخص میرے اہلبیت مین سے کہ نام اوسکا موافق ہو گا
میرے نام کے وہ شخص بھر دیگا زمین کو عدل و انصاف سے جسطرح کہ بھری گئی ہو گی ظلم و
جور سے اس قسم کی بہت سی حدیثین علاوہ احادیث مروبہ کتب شیعہ کے اہلسنت کی
کتابون مین موجود ہین جنسے یقین حضرت صاحب الزمان کی امامت کا ہوتا ہی مگر فرق
اسقدر ہے کہ اہلسنت کہتے ہین کہ مہدی موعود اب پیدا ہون گے حالانکہ ایسا نہین
ہے بلکہ وہ حضرت پیدا ہو چکے جیسا کہ جامی نے شواہد النبوۃ مین اور جمال الدین
محدث نے روضۃ الاحباب مین لکھا ہی اور ابھی تک زندہ و باقی ہین مگر بمصالح
چند خدا نے خلائق کی نظرون سے الی یوم الوقت المعلوم اونکو پوشیدہ رکھا ہی
اور دلیل حضرت کے موجود ہونے کی کئی طرح سے ہی اول یہ حدیث متفق علیہ بین الفریقین
ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا من مات و لم یعرف امام زمانہ فقد مات
میتۃ جاہلیۃ جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کافرون کی
موت مرتا ہی اس سے معلوم ہوا کہ ہر زمانہ مین امام کا ہونا ضرور ہے کوئی زمانہ امام
سے خالی نہین ہو سکتا کیونکہ زمانہ کو حضرت نے اوس شخص کیطرف مضاف فرمایا ہی
اس سے ظاہر ہوا کہ ہر شخص کے زمانہ مین امام کا موجود ہونا ضرور ہی اور یہ بغیر اسکے
نہین ہو سکتا کہ حضرت صاحب الزمان کے وجود کے قائل ہون دوسرے اس بات کو

صہ ۱۱۰ شرح عقائد نسفی چھاپہ لکھنؤ

مسلک اول مین ثابت کر چکے ہین کہ امام کو چاہیے کہ منصوص ہو یعنے رسول یا امام اوسکی امامت پر نص کرے بتصریح اپنی زندگی مین لوگون سے کہدے کہ یہ ہمارے بعد امام ہوگا پس اگر حضرت صاحب العصر اب پیدا ہون تو چاہیے کہ اونکے واسطے (چونکہ نبی اور امام سب انتقال کر چکے) کوئی نص نہو والا لازم باطل فالملزوم مثلہ بعض اہلسنت اعتراض کرتے ہین کہ ایسا امام جو نظرون سے غائب ہو اوسکے ہونے سے کیا فائدہ وہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص اتنی مدت تک ہزارون برس زندہ رہے جواب پہلے شبہ کا یہ ہے کہ یہ بات ثابت ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو جو باتین امم سابقہ مین واقع ہوئین اوسی طرح اس امت مین بھی واقع ہونگی پس یہ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایک مدت دراز تک خوف نمرود سے غار مین رہے اور وہین پرورش پائی اور اسی طرح حضرت موسےٰ نے بھی مخفی ولادت پائی اور جب فرعون کے خوف سے بھاگے تو سالہا سال جزائر مصر مین مخفی رہے اسی طرح پیغمبر آخر الزمان ابتدا مین بعثت و نبوت تک خوف کفار سے شعب ابیطالب مین مستور رہے اور جب مکہ سے ہجرت کی تو کئی روز تک غار مین پوشیدہ رہے پس اس استمرار مین انبیاؑ کے اتنے روز تک کیا فائدہ ہوا جو فائدہ وہان سمجھے گے ویسا ہی یہان بھی سمجھو یہ بات ظاہر ہے کہ جسطرح اون انبیا کو خدا نے بسبب سرکشی اکثر عباد کے اونکی نظرون سے پوشیدہ رکھا جب مصلحت ہوئی تو ظاہر کیا اسی طرح امام آخر الزمانؑ کو بھی بسبب ظلم و عدوان خلائق بے ایمان کے خدا نے لوگونکی نظرون سے پوشیدہ کیا جب مصلحت ہوگی تو ظاہر کریگا اور حضرت کے پوشیدہ رہنے مین بھی ایسا ہی فائدہ ہے جسطرح آفتاب کے ابر مین رہنے سے خلائق کو نفع پہونچتے اور برابر زمین پر حجت خدا کے قدم کی برکت سے لوگون کو امن و امان رہے مومنین انتظار فرج اور ثواب پاتے ہین جیسا کہ احادیث مین موجود ہے یا انمہ اکثر ایسا ہوا بھی ہے کہ حضرت کے وجود ذیجود سے لوگون کو نفع پہونچا ہے جب کسی مشکل مین پڑے ہین تو حضرت نے آکر

مدد کی ہی چنانچہ کتاب بحار الانوار مین منقول ہی کہ ایک زمانہ مین ایک شخص سُنّی نہایت متعصب بحرین کا حاکم وہ بادشاہ ہوا اور وزیر اوسکا اوس سے بھی زیادہ تر متعصب و ناصبی تھا اور اہل بحرین سے چونکہ وہ سب شیعیان اہلبیت اطہار سے تھے نہایت عداوت رکھتا تھا اور ہر دم فکر مین اونکی ایذا رسانی کے رہا کرتا تھا یہانتک کہ ایک روز وہ وزیر بادشاہ کے پاس گیا اور اپنے ساتھ ایک انار لیتا گیا اور بادشاہ کو دیا بادشاہ نے جب اوس انار کو دیکھا تو اوسپر یہ نقش تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر و عمر و عثمان و علی خلفاء رسول اللہ جب اوس حاکم نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ نقش خود بخود انار پر ہوا ہی کسی آدمی نے نہین بنایا ہی یہ دیکھکر وہ نہایت خوش ہوا اور وزیر سے کہا یہ دلیل مذہب رافضی کے باطل کرنے کے واسطے نہایت قوی ہی اب اہل بحرین کے باب مین تیری کیا رای ہے وزیر نے کہا یہ لوگ نہایت متعصب ہین خلفای ثلاثہ کو بُرا کہتے ہین اونکی خلافت سے انکار کرتے ہین ضرور ہے کہ یہ انار اونکو دکھلایا جاے اگر وہ ہمارا مذہب اختیار کرین فبہا المراد نہین تو تین باتون سے ایک بات اختیار کرین یا ایسا ہی کوئی انار وہ بھی اپنی حقیت مین لائین یا جزیہ دین یا وہ قتل کیے جائین اور عورتین اونکی قید کیجائین بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور علما اور سادات بحرین کو بلا بھیجا اور وہ انار دکھایا اور کہا اب تمکو لازم ہی کہ تم لوگ اسکا جواب دو یا جزیہ دینا قبول کرو یا اپنا قتل ہونا گوارا کرو یہ سنکر وہ لوگ بہت گھبرای چہرے اونکے متغیر ہوگئے خوف سے کانپنے لگے آخر جو لوگ اونمین سن رسیدہ تھے اونھون نے حاکم سے کہا ہمین تین دن کی مہلت ملے اگر اس عرصہ مین ہمسے جواب ہوسکا تو بہتر ہے نہین تو آپ کو اختیار ہی غرض اوسنے قبول کیا اور وہ لوگ نہایت متردد و پریشان اپنے گھر آئے اور آپسمین مشورہ کرکے دس شخصون کو جو بہا عابد و زاہد تھے تجویز کیا بعد اسکے اونمین سے بھی تین آدمیون کو جو سب سے زیادہ پرہیزگار اور اطاعت گذار تھے چنا اور ایک شخص سے کہا تم صحرا مین جاکر عبادت جناب باری

اور گریہ وزاری اور استغاثہ وبیقراری مین مشغول ہوا اور یہ دعا کرتہ کہ خدایا تمھاری فریاد کو
پہونچے اور امام دوجہان حجۃ اللہ فی الدوران صاحب العصر والزمان کو ظاہر کرے کہ وہ
کوئی تدبیر ایسی بتائین جس سے ہم سب کو اس بلا سے نجات ہو غرض وہ صحرا مین گئے اور تمام
شب بتضرع وزاری جناب باری مین مشغول عبادت رہے اور خدا سے دعا کرتے رہے
یہانتک کہ صبح ہوگئی بے نیل مقصود اوس صحرا سے واپس آئے دوسرے روز اون لوگون
نے دوسرے شخص کو بھیجا وہ بھی تمام شب مشغول عبادت رہے اور خدا سے استغاثہ
وفریاد کرتے رہے یہانتک کہ صبح ہوگئی اور اوسی طرح مایوس گھر پھر آئے اہل بحرین نے جب یہ
دیکھا تو نہایت گھبرائے اون لوگون مین ایک تہلکہ پڑ گیا تیسری شب اون لوگون نے محمد بن
عیسیٰ کو جو نہایت متقی وپرہیزگار عالم وفاضل ودیندار تھے بھیجا وہ ننگے سر ننگے پانون صحرا
کیطرف گئے اور نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ نماز مین مشغول ہوے اور درگاہ باری مین
نہایت عجز وبیقراری سے مناجات کرنے لگے کہ ای فریادرس ماندگان ای چارہ سازان
بیچارگان جلد اس بلا سے ہمکو نجات دے جب آخر شب ہوئی تو ایک شخص کو دیکھا کہ وہ
اون سے کہتا ہے یہ تمھارا کیا حال ہے اس اندھیری شب مین اس میدان سنسان
مین کیون بیٹھے ہو محمد بن عیسیٰ نے کہا مجھ سے باتین نہ کرو مجھکو اپنے حال پر چھوڑ دو مین
ایک امر عظیم کے واسطے اپنے گھر سے نکلا ہون اور اوسکو سوای اپنے آقا اور امام کے
کسی دوسرے سے نہ بیان کرونگا اونھون نے فرمایا ای محمد بن عیسیٰ مین ہی صاحب الامر ہون
بیان کرو کیا حاجت ہے اونھون نے کہا اگر آپ وہی ہین تو خود اس ماجرے سے
واقف ہون گے فرمایا البتہ تم انار کا حال دریافت کرنیکے واسطے یہان آئے ہو محمد
بن عیسیٰ کہتے ہین جب مین نے یہ سنا تو عرض کی ہان اے مولا یہی بات ہے اب ہمکو
اس بلا سے نجات دیجیے فرمایا ای محمد اوس وزیر نے ایک سانچہ مٹی کا بنایا ہے
اوسکے دو ٹکڑے کیئے ہین اون ٹکڑون مین اوسنے اون کلمات کو جو اوس انار پر نقش تھے

گھر دا ہی اور سادہ سکے گھر مین ایک درخت انار کا ہی وہ وزیر انار کو اون سے توڑ کر زمین پر رکھکر
مضبوط باندھ دیتا ہی جب وہ انار اوس سانچہ مین بڑھتا ہی تو اوسپر وہ کلمات جو سانچہ مین
کھدے ہین اوبھر آتے ہین اور نقش بنجاتے ہین جب تم کل بادشاہ کے سامنے جانا تو کہنا
مین جواب لایا ہون مگر اوسکو وزیر کے مکان مین ظاہر کرونگا جب تم اوسکے مکان مین جاؤگے
تو داہنی طرف ایک کوٹھا دکھائی دیگا کہنا مین جواب نہ دونگا مگر اس کوٹھے پر اوسے وزیر
اس امر سے انکار کریگا مگر تم ہرگز نہ ماننا اور نہ اوسکو منہا جانے دینا بلکہ اپنے ساتھ رکھنا جب
تم وہان داخل ہوگے تو تمکو ایک طاق دکھلائی دیگا کہ اوسپر سفید تھیلی رکھی ہوگی تم جاکر
اوسکو اوٹھا لینا اوسمین وہ سانچہ رکھا ہوا ہی تم اوس سانچہ کو نکالکر حاکم کے سامنے رکھدینا
اور اوسمین انار کو بھی رکھکر برابر کردینا تا حقیقت حال ظاہر ہوجائے اور ای محمد اوس حاکم
سے یہ بھی کہنا کہ اس انار مین سوای راکھ اور دھوئین کے کچھ نہین ہی اگر اسکی تصدیق منظور ہو
تو اس وزیر کو عنایت ہو کہ اس انار کو توڑے جب وہ توڑیگا تو اوسمین سے راکھ اور دھوان
اوڑکر منھ پر اور ڈاڑھی پر اوس وزیر کے پڑیگا جب محمد بن عیسی نے یہ سنا تو نہایت خوش
ہوے اور زمین ادب کو بوسہ دیکر اپنے گھر آئے اور لوگون کو خوشخبری دی جب صبح ہوئی
تو حاکم کے پاس گئے اور موافق حکم امامؑ کے سب باتون کو عمل مین لائے جیسا امامؑ نے فرمایا تھا
ویسا ہی سب امر ظاہر ہوا حاکم نے محمد بن عیسی سے کہا تمکو یہ جواب کسنے بتایا ہی اونھون نے کہا
امام دوران حجۃ الرحمان صاحب العصر والزمانؑ نے جو بارھوین امام ہین اور لوگون کی نظر سے
پوشیدہ ہین حاکم نے اونسے سب اماموں کے نام پوچھے اونھون نے یکے بعد دیگری سبکے نام بیان
کیئے اوسنے کہا تم اپنا ہاتھ بڑھاؤ مین تمسے بیعت کرون مین گواہی دیتا ہون کہ سوای خدا کے کوئی
دوسرا معبود نہین ہے اور محمد مصطفیؐ اوسکے رسول ہین اور ہمارے مرتضیؑ اونحضرتؐ کے خلیفہ ہوا
فصل ہین غرض وہ بادشاہ شیعۂ کامل اور دستداران اہلبیتؑ مین شامل ہوگیا بعد اسکے
حکم دیا کہ وزیر کو قتل کرین اور اہل بحرین سے معذرت کی اور اونکی نہایت تعظیم و تکریم کرنے لگا

اس قسم سے بہت سے مقامات ایسے ہوے ہین جہان حضرت ظاہر ہوے ہین اور مؤمنین کی مدد کی ہے
آنکو مسائل تعلیم کیے ہین بعد اسکے پھر نظرون سے غائب ہوگئے ہین اب رہا جواب دوسرے
شبہ کا پس نہایت تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ قائل ہین کہ صلحا مین سے حضرت خضرؑ اور الیاسؑ
ادریسؑ اور الیاسؑ اور عیسیٰؑ یہ سب زندہ ہین اور اشقیا مین سے دجّالؔ اور ابلیس اتنک
دونون معہ جثہ ہین اور حضرت نوح کی عمر اڑھائی ہزار برس کی تھی اور لقمان بن عاد کی
عمر تین ہزار برس کی تھی ان لوگون کی اسقدر زندگانی کرنے پر یہ لوگ تعجب نہین کرتے اور ایک
شخص جسکو کہ فضیلت پیغمبر آخر الزمانؐ مین سے ہے اوسکی اسقدر زندگانی کرنے پر تعجب کرتے ہین

ان ھذا الشیٔ عجاب

مسلک نہم بیان مین رجعت کے

جاننا چاہیے کہ رجعت کا بھی اقرار کرنا منجملہ ضروریات مذہب کے ہے اور مراد رجعت سے یہ ہے
کہ قبل قیامت کے حضرت قائم علیہ السلام کے زمانہ مین کچھ لوگ جو بالکل نیک ہین اور کچھ لوگ
جو بالکل بد ہین وہ زندہ ہون گے نیک تو اسواسطے کہ اپنے اماموں کے دیکھنے سے خوش ہون
آنکھین اون کی روشن ہون اپنی نیکیون کی جزا دنیا مین بھی پاوین اور بد اسواسطے
کہ اہلبیت علیہ السلام کی شان و شوکت کو کہ جسکے مٹانے کے درپے رہا کرتے تھے
مشاہدہ کرین دل اونکا غمگین ہو اپنی برائیون کی سزا دنیا مین بھی دیکھ لین اور
رجعت کا ہونا اجماعیات اور متواترات سے ہے اسکا انکار کرنا باعث خروج
مذہب تشیع سے ہے اور اس رجعت کا استبعاد کرنا محض نادانی ہے کیونکہ امم
سابقہ مین بھی ایسا ہوا ہے کہ بہت سے لوگ بعد مرنے کے پھر زندہ ہوے ہین اور مدت
تک زندہ رہے ہین بعد اسکے اون سب نے انتقال کیا ہے خدا فرماتا ہے فقال لھم
اللہ موتوا ثم احیاھم یعنے جو لوگ وبا کے ڈر سے گھر چھوڑ کر بھاگ گئے تو
اون سے خدا نے کہا تم سب مرجاؤ پس وہ لوگ مرگئے بعد ایک مدت کے دعا سے

حزقیل پیغمبر کی وہ سب زندہ ہوئے پھر اپنی اپنی موت سے مرے
اسی طرح حضرت عزیر کو خدا نے بعد مرنیکے پھر زندہ کیا او
ایک مدت تک وہ زندہ رہے بعد اسکے انتقال کیا اسی طرح
حضرت موسی نے جب اپنی قوم کے کہنے سے رویت خدا کا
سوال کیا تو تجلی نور کی سبب سے وہ سب ہلاک ہو گئی پھر جب
موسی نے دعا کی تب وہ لوگ زندہ ہوئے اور دنیا مین رہے
بعد اسکی اپنی اپنی موت سے مرے اور اسی طرح بہت سے
مردونکو حضرت عیسی نے زندہ کیا اور وہ سب بہت دنون
تک دنیا مین رہے بعد اسکے انتقال کیا پس اگر اس امت مین بھی
ایسا ہو کہ بعد مرنیکے کچھ لوگ زندہ ہون تو کون سی تعجب کی جگہ ہے
حالانکہ پیغمبر خدا نے فرما دیا ہے کہ جو جو باتین امم سابقہ مین ہوئین
وہ سب باتین ہمارے امت مین بھی ہونگی مگر حضرات اہلسنت
اس رجعت کا انکار کرتے ہین چنانچہ ابو حنیفہ نے ایک روز مومن طاق
سے (جو کہ اصحاب امام جعفر صادق سے تھے) بطور استہزا کے
کہا تم لوگ قائل رجعت کے ہو پس ہمکو اسوقت رجعت کے وعدہ پر
کچھ روپیہ دو جب ہم رجعت مین زندہ ہونگے تو تم ہمسے اپنا روپیہ
لے لینا مومن طاق نے کہا یہ سچ ہے مگر حدیث مین یہ بھی ہے کہ بہت سی
لوگ کتے اور سور اور بندر وغیرہ کی شکل پر مبعوث ہونگے کیا
معلوم تو کس شکل مین ہوگا ہم تجکو کیونکر پہچانینگے اپنا روپیہ کیونکر
وصول کرینگے اور حالات مین رجعت کے حدیث مفضل نہایت
مفصل ہے اور اسمین اکثر حالات رجعت کے بتفصیل امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہین منجملہ اوسکے یہ ہی کہ مفضل نے پوچھا یا مولا بعد اسکے حضرت
صاحب الامر کہان جائینگے فرمایا بعد اسکے مدینہ جائینگے وہان اونسے وہ امر ظاہر
ہوگا جو باعث مومنون کی خوشی کا اور سبب کافرونکی ذلت کا ہوگا مفضل نے پوچھا
وہ کیا امر ہی فرمایا جب صاحب العصر پیغمبر خدا کی قبر مطہر کے پاس ہونچینگے تو
کہینگے یہ قبر تو ہماری جد بزرگوار رسول مختار کی ہی وہ سب کہینگے ہان یہی صاحب
العصر کہینگے یہ سب کون ہین جو پہلوے رسول مین دفن ہوئے وہ لوگ کہینگے
یہ دونون صحابی رسول کے ابوبکر و عمر ہین صاحب العصر مصلحتا پوچھینگے کون
ابوبکر اور کون عمر ان سبکو یہان کیون دفن کیا شاید کوئی دوسرا ہوگا وہ سب
کہینگے ای مہدی آل محمد سوائے ابوبکر و عمر کے کوئی دوسرا دفن نہین ہے ان لوگونکو
اسواسطے یہان دفن کیا کہ یہ خلیفہ اول و ثانی رسول کے تھے صاحب العصر کہینگے اگر تم مین سے کوئی انکو
دیکھی تو پہچان سکتا ہی وہ سب کہینگے ابتدا اونکے حلیہ سے ہم پہچان سکتے ہین اوسوقت صاحب العصر کہینگے
اچہا دونون کو قبر اونسے باہر نکالو وہ دونو اوسی صورت اصلی سی تر و تازہ قبر اونسے باہر نکلینگے تب حکم کرینگے
کہ کفن کو ان سبکے اوتار لو بعد اسکے اون دونونکو ایک درخت خشک پہ لٹکا دینگے
پس اوسواسطے امتحان خلق کے وہ درخت ہرا ہوجائیگا پتے نکل آئینگے جو لوگ
انکی محبت کا دم بھرتے ہین وہ بہت خوش ہونگے غرض جو لوگ کچہہ بھی انسے
محبت رکھتے ہونگے وہ سب اس ماجرائے عجیب کے دیکہنے کو وہان موجود ہوجائینگے
تب صاحب الامر کیطرف سے ایک منادی ندا کریگا کہ جو لوگ انکی دوست
ہین وہ سب ایک جگہ علیحدہ کہڑے ہون پس اوسوقت دو قسم کی لوگ
ہوجائینگے ایک وہ جو اونکے دوست ہین دوسرے وہ جو اونکو برا کہتے ہین
اونکے دوستونسے صاحب الامر کہینگے تم لوگ ان سے تبرا کرو اور انکی
محبت اپنے دلونسے نکال ڈالو نہین تو عذاب خدا مین مبتلا ہوگے وہ سب

بینگے واہ یہ کیونکر ہو سکتا ہی جبکہ ہمنے اُنکی کوئی بات نہین دیکہی تہی اوسوقت تو اُنکی
محبت سے ہاتھہ نہ اوٹھایا اب تو ایسی کرامت بھی انسے دیکہہ چکے اب کیونکر انسے
بیزاری کر سکتے ہین بلکہ آپسے ہم لوگ علیحدہ ہین اور اونسے بیزار ہین جنھون
نے اِس خواری و ذلت کے ساتھہ ان لوگونکو قبرون سے باہر نکالا اوسوقت
حضرت حکم کرینگے ایک آندھی سیاہ چلیگی کہ وہ سب دوستداران شیخین ہلاک
ہو جائینگے

سبیل پنجم معاد مین

اور اوسمین ایک شبہہ اور چودہ مسلک اور ایک خاتمہ ہی شعبہ معنی معاد مین
معاد کے معنے لغت مین عود کے یا مکان عود یا زمان عود کے ہین اور اصطلاح
مین عود کرنا روح کا ہی طرف جسم کے یا عود کرنا حیات کا تاکہ دنیا مین جو اعمال نیک
یا بد کیے ہین اونکی جزا یا وے نیک لوگ بہشت مین جاوین بد لوگ جہنم مین
سزا پاوین۔

مسلک اول اثبات معاد مین

جاننا چاہیئے کہ معاد کا بھی اقرار کرنا منجملہ ضروریات دین کے ہی اور اوسکا
انکار کرنا کفر ہے اسی سبب سے سب اہل اسلام بلکہ کل اہل ملل اس معاد
کے قائل ہین مگر بعض حکماء فلسفیین بعض شبہات مین پڑکر اس معاد کے قائل
ہین مگر بعض حکماء فلسفیین بعض شبہات مین پڑکر اس معاد جسمانی کا انکار کرتے ہین
اور کہتے ہین جو چیز معدوم ہو گئی اوسکا پھر اعادہ ہونا محال ہی حالانکہ کوئی
دلیل اور برہان اسپر قایم نہین ہی اور جو شبہات کیے ہین وہ سب مخدوش
ہین جیسا کہ کتب مبسوطہ مین مذکور ہی یہ نہین سمجھتے کہ جو خلاق عالم ایسا قادر ہی
کہ عدم محض سے وجود مین لایا وہی قادر حکیم اگر بعد معدوم ہو جانیکے پھر موجود

کردے تو کونسی تعجب کی جگہ ہی علاوہ اسکے ممکن ہے کہ اجزاے عالم
دوس بیت کے موجود ہون اور خداوند دانا سے جزئیات عالم السر
والخفیات اون سبکو جمع کرے اور حیات بخشی وھو علی کل شئی
قدیر اور دلیل معاد کے ہونیکی دو طرح سے ہی عقلی و نقلی
دلیل عقلی - یہ ہی کہ خداوند حکیم نے اس دنیا کو دار تکلیف و مشقت
و مزرعۂ آخرت بنایا ہے اور اس بات کو ہم مبحث عدل مین لکھ چکے
ہین کہ خدا نے جو اپنے بندونکو تکلیف دی تو اسکا عیوض بھی خدا کو
دینا ضرور ہے کیونکہ اگر اس مشقت و تکلیف کا عیوض نہ ملے تو اس سے
خدا کا ظلم لازم آتا ہی حالانکہ خدا عادل ہے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ اس
تکلیف کا نفع یہہ خدا کو نہین پہونچا کیونکہ وہ مستغنی ہی بلکہ خود بندونکو
پہونچتا ہی اور یہ ظاہر ہے کہ اس نفع سے نفع دنیا مراد نہین ہے کیونکہ
یہ لذات دنیا جو کہ مخلوط ساتھ انواع مصائب و آلام روحانی
وجسمانی کے ہین درحقیقت نفع نہین ہین قطع نظر اسکے بہت سے
کفار دشمن پروردگار ایسے ہین جو کبھی نیک کام نہین کرتے باینہمہ
تمام عمر عیش و عشرت آرام و لذت کے ساتھ بسر کرتے ہین کبھی اونکو
تکلیف نہین ہوتی اور بہت سے مومنین مخلصین ایسے ہین جو کبھی خلاف
حکم خدا نہین کرتے باینہمہ تمام عمر رنج و تکلیف مین فقر و فاقہ مین بسر
کرتے ہین کسی قسم کی راحت اونکو نہین ملتی اس سے معلوم ہوا کہ دنیا
دار الجزا نہین ہی دار العمل ہی اور دار الجزا کوئی دوسرا مکان ہے
جہان ہر شخص اپنے اپنے اعمال کا عوض پادے اور وہ بغیر اسکے
نہین ہوسکتا کہ انسان بعد مرنیکے پھر زندہ ہو اسی کو معاد کہتے ہین

اور دلیلین نقلی بہت سی ہین یہانپر ہم ایک ہی آیت پر اکتفا کرتے ہین حق تعالے
جید قرآن مجید مین فرماتا ہے وضرب لنا مثلا ونسی خلقه قال من یحیی
العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاءھا اول مرة وھو بکل
خلق علیم مفسرین نے سبب نزول اس آیہ کا یہ لکھا ہی کہ ابی بن خلف
ایک ہڈی بوسیدہ پیغمبر خدا کے پاس کہین سے لے آیا اور ہاتھہ پر رکھکر اوسکو
مل ڈالا کہ وہ ریزہ ریزہ ہوگئی پھر کہنے لگا ای محمد تم اسی کو کہتے ہو کہ خدا قیامت
مین زندہ کریگا حضرت نے فرمایا البتہ بلکہ خدا تجکو بھی زندہ کریگا اور جہنم مین
ڈالدیگا اوسوقت یہ آیت نازل ہوئی جسکے معنے یہ ہین کہ ہمارے واسطے وہ
شخص ضرب المثل لایا اور اپنی خلقت کو بھولگیا کہنے لگا اس ہڈی کو جو بوسیدہ ہی
کون زندہ کرسکتا ہی کہ ای رسول زندہ کریگا اوسکو وہ جسنے پیدا کیا اوسکو
پہلی مرتبہ اور وہ ہر شئی مخلوق کو جانتا ہی۔

مسلک دوم اس بات کا یقین کرنا چاہیے کہ جتنی چیزین دنیا مین زندہ ہین
اون سبکے واسطے سوائے ذات خدا کے موت ضرور ہے کل من علیھا
فان ویبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام حدیث مین یعقوب
احمر سے منقول ہی وہ کہتا ہی مین امام جعفر صادقؑ کی خدمت مین گیا کہ اونکے
فرزند اسمعیل کی تعزیت دون حضرت نے اسمعیل کے حق مین دعا کی پھر فرمایا
خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو جو باعث ایجاد خلق تھے خبر دی انک میت
وانھم میتون تو بھی مریگا اور یہ سب بھی مرینگے اور فرمایا کل نفس ذائقه
الموت جتنے لوگ ہین سب موت کا مزہ چکھینگے بعد اسکے حضرت نے
فرمایا قیامت مین اہل زمین سبکے سب مرجا ینگے کوئی باقی نرہیگا بعد اسکے
اہل آسمان مرینگے سوائے ملک الموت اور حاملان عرش اور جبرئیلؑ اور

میکائیل کے کوئی نہ رہیگا اوسوقت ملک الموت کہینگے خداوندا اب سوائے میرے
اور حاملان عرش کے اور جبرئیل اور میکائیل کے کوئی باقی نہین ہے حکم ہوگا کہو
جبرئیل اور میکائیل سے کہ تم سب بھی مرجاؤ ملائکہ کہینگے بار الہا یہ دونون تیرے
برگزیدہ فرایتون مین حکم ہوگا تھے سبکے واسطے موت کو مقرر کیا ہی پس وہ دونون بھی
مرجائینگے تب ملک الموت کہینگے خداوندا اب سوائے میرے اور حاملان عرش
کوئی باقی نہین ہے حکم ہوگا حاملان عرش بھی مرجائین جب وہ سب بھی مرجائینگے
تو اوسوقت ملک الموت خائف و ترسان آکر کھڑے ہونگے پس حکم ہوگا ای
ملک الموت تو بھی مرجا جب وہ بھی مرجائینگے اوسوقت خداوند جبار ندا کریگا
کہان ہین آج وہ لوگ جو دعوی خدائی کا کرتے تھے کہان ہین وہ لوگ جو
ہمارا شریک دوسرے کو قرار دیتے تھے اب بتلائین کہ یہ ملک کسکے واسطے ہے
پھر فرمائیگا یہ سب اوسی خدا کے واسطے ہی جو واحد و قہار ہی لمن الملک الیوم
للہ الواحد القہار

حکایت شہرستانی نے ملل و نحل مین اور مورخین و محدثین اہلسنت نے اپنی
کتابون مین لکھا ہے کہ جب رسول خدا نے انتقال فرمایا تو عمر نے کہا پیغمبر نے
انتقال نہین کیا ہی بلکہ مثل عیسی کے زندہ آسمان پر چلے گئی ہین جو شخص کہے گا
کہ پیغمبر نے انتقال کیا ہی تو مین اوسکی گردن مارونگا آخر ابوبکر نے سمجھایا اور کہا
تو نہین جانتا کہ خدا فرماتا ہے انک میت و انہم میتون اوسوقت عمر نے
کہا مین نے تو یہ آیت آجتک سنی ہی نہ تھی۔

مسلک سوم اس بات کا بھی اقرار کرنا چاہئی کہ وقت احتضار و شدایدجان
کندنی کے جناب رسولخدا اور ائمہ ہدی علیہم السلام تشریف لاتے ہین
سومنکو بہشت کی بشارت دیتے ہین کافرون اور مخالفون کو عذاب دوزخ

سے ڈراتے ہین اور یہ بات مذہب امامیہ مین باحادیث مستفیضہ و متواترہ طریقہ
اہلبیت علیہم السلام سے ثابت ہی حدیث مین ہی کہ جب زبان محتضر کی بند ہوتی
ہے تو رسول خدا اور علی مرتضیٰ تشریف لاتی ہین پیغمبر خدا داہنی طرف اور
امیر المومنین بائین طرف بیٹھتے ہین حضرت رسولؐ اوس شخص سے کہتے ہین
کہ جسکا تو امیدوار تھا وہ تیرے سامنے ہی اور جس سے تو خائف تھا اوس سے
بیخوف ہو اپس بہشت کے دروازیکو کھولدیتے ہین اور اوس سے کہتے ہین دیکھہ
یہ تیری جگہ ہی اگر تو چاہے تو پھر دنیا مین تجکو پھیر دین وہ شخص کہتا ہے اب مجکو
دنیا مین جانیکا کچھہ کام نہین ہے بعد اسکے رنگ اوسکا سفید ہوجاتا ہی پیشانی
پر اوسکی پسینہ آنے لگتا ہی لب اوسکے کھنچ جاتے ہین ناک اوسکی دراز ہوجاتی
ہی آنکھون سے اوسکی آنسو جاری ہوتے ہین جب جان اوسکی بدن سے نکلجاتی
ہے تو پھر دنیا مین جانیکو اوس سے کہتے ہین وہ قبول نہین کرتا اور روح برابر
اوسکے ساتھہ رہتی ہے یہانتک کہ غسل دیتے ہین اور کفن کرتے ہین اور
تابوت مین رکھتے ہین جب اوسکو لے چلتے ہین تو روح بھی آگی آگی چلتی ہے
اور مومنون کی روحین اوسکے استقبال کے واسطے آتی ہین اور اوسپر سلام
کرتی ہین اور بہشت کی بشارت دیتی ہین

مسلک چہارم احوال مین عالم برزخ کے

برزخ اوس زمانہ کو کہتے ہین جو مرنے سے قیامت تک ہی اور سوال
وضغطہ و فشار قبر یہ سب اسی زمانہ مین بدن سے متعلق ہوتے
ہین اور باقی امور زمانہ برزخ کے روح سے متعلق ہوتے
ہین حدیث مین ہے کہ روحین مومنین کی اکثر اپنے اہل و عیال کے دیکھنے کو
آتی ہین اور جس چیز کو دوست رکھتی ہین اوسکو ملاحظہ کرتی ہین اور جس چیز سے

کراہت رکھتی ہین وہ اونکے دیکھنے مین نہین آتی اور کافر کی روح بھی اپنے
اہل وعیال کو دیکھنے آتی ہی جس چیز کو نہین چاہتے وہ اوسکی دیکھنے مین آتی ہی
اور جس چیز کو چاہتی ہی وہ اوسکے دیکھنے مین نہین آتی غرض بعض روحین ہر جمعہ
کو آتی ہین اور بعض کم آتی ہین جیسے جسکے اعمال ہون اور ایک حدیث مین ہی کہ
بعض ارواح ہر سال اور بعض ہر مہینے مین اور بعض ہر ہفتہ مین اور بعض تیسرے
روز اور بعض ہر روز جیسا جسکا مرتبہ ہو اپنے اہل وعیال کے دیکھنے کو آتی
ہی اور عزیز و اقارب کو دیکھتی ہی اگر اونکو خیر و خوبی مین پاتی ہی تو خوش ہوتی
ہی اگر گناہ و پریشانی مین دیکھتی ہی تو غمگین ہوتی ہی اور اسکا بھی اعتقاد کرنا چاہئے
کہ سوال قبر حق ہی اور مشہور اکثر متکلمین کے نزدیک یہ ہی کہ سوال قبر عام نہین ہے
بلکہ مخصوص اوسی سے سوال ہوگا جو مؤمن کامل یا کافر محض ہی اور جو لوگ مستضعف
یا مجنون یا اطفال ہین اونسے سوال نہین ہوگا اسی طرح اوس میت سے
بھی سوال نہوگا جس میت کے واسطے تلقین پڑھی گئی ہو جیسا کہ حدیث مین ہے
کہ جب میت کو قبر مین تلقین کرتے ہین تو فرشتے آپسمین کہتے ہین آؤ پھر چلین
جو عقیدہ نیک اسکا تھا وہ تو معلوم ہو چکا اسکو تعلیم کر چکے اور حدیث مین ہے
کہ جب مردیکو دفن کر چکتے ہین تو اوسکی قبر مین دو فرشتے منکر نکیر آتے ہین
کہ آواز ین اونکی مثل رعد کے اور آنکھین اونکی مثل برق کے ہین اور بال اونکے
زمین پر لٹکتے ہین وہ اوس مردیکو کمر تک زندہ کرتے ہین اور پوچھتے ہین تیرا
پروردگار تیرا کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر مؤمن ہی تو کہتا ہی اللہ پروردگار
میرا ہی اور اسلام دین میرا ہی اور قرآن کتاب میری ہی اور کعبہ قبلہ میرا ہے
بعد اسکے پیغمبر اور امام کا سوال کرتے ہین جب سبکا جواب ٹھیک دیتا ہی تو
وہ فرشتے اوس سے کہتے ہین ۵

سو تو آرام سے نہ کہہ کچھ بات + جیسے سویا تھا اپنے بیاہ کی رات

اور اوسکی قبر کو کشادہ کر دیتے ہین قبر اوسکی نورانی ہو جاتی ہے اور ایک دروازہ بہشت کا اوسکے سامنے کھول دیتے ہین جہانتک اوسکی نظر کام کرے اور اوس سے خوشبو پہونچا کرتی ہے نسیم بہشت آیا کرتی ہے اور اگر وہ میت کافر ہی تو جب وہ دونون فرشتے اوس سے ان سب باتونکو پوچھتے ہین تو کہتا ہی مین نہین جانتا پس ایک دروازہ جہنم کا اوسکے واسطے کھول دیتے ہین کہ ہمیشہ اوس سے حرارت جہنم پہونچا کرتی ہی

مسلک پنجم بیان مین بعض علامات قیامت کے پہلے خروج کرنا یاجوج اور ماجوج کا ہی مفسرین نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا یاجوج ایک گروہ ہے اور ماجوج بھی ایک گروہ ہی ہر ایک چار سو طائفہ ہین اور ایک شخص انمین کا نہین مرتا ہی جبتک ہزار اولادون کو اپنے صلب سے نہ دیکھے اور انکی تین قسمین ہین ایک قسم کے لوگ تو مثل درخت کے بلند ہین اور ایک قسم کے لوگ ایسی ہین جو طول اور عرض مین برابر ہین اور یہ لوگ ایسے ہین کہ کوئی پہاڑ یا لوہا انکے سامنے نہین ٹھہر سکتا اور ایک قسم کے وہ لوگ ہین جنکے کان بہت بڑے ہین کہ ایک کان کو بچھاتے ہین اور دوسرے کان کو اوڑہتے ہین اور جس جانور کے پاس گذرتے ہین جیسے ہاتھی اور اونٹ اور سور وغیرہ اوسکو کھا لیتے ہین بلکہ انمین سے جب کوئی مرتا ہے تو اوسکو بھی وہ لوگ کھا جاتے ہین دوسرے ظاہر ہونا دابۃ الارض کا ہی اکثر احادیث مین وارد ہوا ہی کہ مراد دابۃ الارض سے جناب امیرالمومنین علیہ السلام ہین کہ قریب قیامت کے ظاہر ہونگے اور اونکے ساتھ عصائے موسیٰ اور انگشتر سلیمان ہوگی عصا کو مومن کی دونون آنکھونکے درمیان مین ماریگے اور پیغمبر

ہو جائیگا ھذا مومن حقا اور انگوٹھی سے کافر کی دونون آنکھونکے درمیان
مین مارینگے کہ اوسپر لکھ جائیگا ھذا کافر حقا اور بعض حدیث مین ہی کہ اوس عصا
کو پیشانی پر مومن کی مارینگے پس ایک سفیدی مثل ستارے کے ظاہر ہوگی کہ تمام
چہرہ اوسکا نورانی ہو جائیگا اور انگوٹھی سے کافر کی ناک پر مارینگے کہ سیاہ
ہو جائینگی اور تمام چہرہ اوسکا کالا ہو جائیگا تیسرے آفتاب مغرب سے طلوع
کریگا چوتھے مشرق کی جانب سے دھوان بلند ہوگا حق تعالے فرماتا ہی
یوم تاتی السماء بدخان مبین اور وہ دھوان مشرق سے لیکر مغرب
تک تمام بھر جائیگا اور چالیس روز تک رہیگا مومنین کے لیے مثل زکام کے
ہوگا اور کافرونکے لیے مثل صاحب نشہ کے اور وہ دھوان اونکے دماغ
سے اور کانسے اور نتھنے سے نکلیگا

مسلک ششم بیان مین نفخ صور اور فناے اشیاء کے

جاننا چاہیے کہ نفخ صور آیات وحدیث سے ثابت ہی خداوند حمید قرآن مجید مین
فرماتا ہی یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجا یعنے اوسروز کہ جب صور پھونکا
جائیگا تو تم لوگ آؤگے اپنی قبرون سے محشر مین فوج فوج بعض مفسرین نے
لکھا ہے کہ جناب رسولخدا سے معاذ بن جبل نے پوچھا یا حضرت افواجا سے
کیا مراد ہی فرمایا ای معاذ تو نے بڑے امر عظیم کا سوال کیا یہ فرماکر آنکھون مین آنسو
بھر لائے اور کہا میری امت کے لوگ دس قسم سے محشور ہونگے کچھ تو بندر
کی صورت پر اور یہ وہ لوگ ہین جو چغلخوری کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ سور کی
صورت پر اور یہ وہ لوگ ہین جو حرام کھاتے ہین اور کسب حرام کیا کرتے ہین
اور کچھ لوگ سنھ کے بھل محشور ہونگے اور فرشتے اونکو دوزخ کی طرف کھینچتے
ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو سود کھایا کرتے ہین اور کچھ لوگ اندھے محشور ہونگے

اور یہ وہ لوگ ہین جو حکم مین جور و ظلم کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ بہرے اور گونگے محشور ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو اپنے اعمال پر غرور کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ اسطرح محشور ہونگے کہ اپنی زبان کو چباتے ہونگے اور وہ زبان اونکے سینون تک لٹکتی ہوگی اور اونکے منھ سے پیپ جاری ہوگی کہ اہل محشر اوس سے پناہ مانگینگے اور یہ وہ لوگ ہین جو عالم ہین مگر قول اونکا خلاف اونکے عمل کے ہوتا ہی اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے ہاتھ اور پانون کٹے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو اپنے ہمسایہ کو اذیت پہونچاتے کرتے ہین اور کچھ لوگ آگ کی سولی پر دار کشیدہ محشور ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو بادشاہونکے یہان لوگونکی بدگوئی کیا کرتے ہین اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے بدنسے مثل مردار کے بدبو آئیگی اور یہ وہ لوگ ہین جو بموجب شہوات نفسانی اپنے عمل کیا کرتے ہین اور حق خدا کو مثل زکوۃ وغیرہ کے نہین دیتے ہین اور کچھ لوگ ایسے محشور ہونگے جنکے جسے سر سے پیر تک قطران کے ہونگے اور بدنسے ملے ہونگے اور یہ وہ لوگ ہین جو تکبر کیا کرتے ہین اور حدیث مین ہی کہ خدا نے اسرافیل کو ایک صور بہت بڑا حوالہ کیا ہی کہ ایک سرا اوسکا مشرق مین پہونچا ہی اور دوسرا مغرب مین اور جب سے پیدا ہوے ہین اوس بوق کو منھ مین لیے برابر منتظر حکم خدا کے ہین کہ جب اوسکا حکم ہو تو صور پھونکین منقول ہی کہ دو شخص کپڑا انکا لکر خرید و فروخت کرتے ہونگے اور ابھی کپڑا تہ نکیا ہوگا کہ قیامت ہو جائیگی اور کسی نے لقمہ اوٹھایا ہوگا ابھی منھ تک نہ پہونچا ہوگا کہ مر جائیگا اسقدر مہلت نہ ملیگی کہ اپنے گھر پھیر کر آئے یا کچھ وصیت کرے جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائیگا (جسکو نفخہ کہتے ہین) تو جتنے ذیحیات زمین اور آسمان مین ہین وہ سب

مرجائینگے الا من شاء اللہ جب دوسری مرتبہ پھونکا جائیگا (جسکو سعید ہ
کہتے ہین) تو وہ سب زندہ ہوجائینگے اور حیران کھڑے ہوکر دیکھینگے کہ اب
انکے ساتھ کیا ہوتا ہی جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہے ونفخ فی الصور فصعق
من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شاء اللہ ثم نفخ فیہ اخری
فاذا ھم قیام ینظرون اور امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ
خدا حکم کریگا اسرافیلؑ کو کہ دنیا مین جاؤ پس وہ صور لیکر آوینگے اور صور مین ایک
سر اور دو شاخین ہین کہ درمیان اون دونون شاخونکے مثل آسمان اور زمین
کے فاصلہ ہی جب ملائکہ اسرافیل کو دیکھینگے کہ صور لیئے جاتے ہین تو کہینگے معلوم
ہوتا ہی کہ خدا نے اہل زمین اور اہل آسمان کے مرنیکا حکم دیا ہی جب اسرافیل زمین
پر آئینگے تو بیت المقدس مین جائینگے اور منہ کعبہ کی طرف کرینگے جب اہل زمین
اسرافیل کو دیکھینگے تو کہینگے معلوم ہوتا ہی کہ خدا نے اہل زمین کے مرنیکا حکم دیا ہی
غرض اسرافیلؑ اوس شاخ سے جو زمین کیطرف ہی صور پھونکینگے پس اوس سے
ایسی آواز نکلیگی کہ زمین پر جتنے ذی روح ہین سب مرجائینگے اور اسی طرح
اوس سرے سے جو آسمان کیطرف ہی جب صور پھونکینگے تو ایسی آواز
نکلیگی کہ سب اہل آسمان ذی روح سوائے اسرافیلؑ کے ہلاک ہوجائینگے
اوسوقت اسرافیل کو حکم ہوگا تم بھی مرجاؤ پس وہ بھی مرجائینگے اور اسی کیفیت
پر باقی رہیگا جبتک کہ خدا چاہی

سلک ہفتم بیان مین حشر وخوش کے

خداوند عادل فرماتا ہے واذا الوحوش حشرت اس بات پر سبکا اتفاق
ہی کہ قیامت مین سب جانور بھی محشور ہونگے تاکہ وہ مصیبت ورنج جو دنیا
مین اونکو پہونچا ہے جیسے بیمار ہونا اور مرنا اور ذبح ہونا اور مثل ان سبکے

اوسکی جزا یا دین جس حیوان کو کسی حیوان سے اذیت پہونچی ہو جیسے شاخدار نے حیوان بے شاخ کو مارا ہو اوسکا قصاص لے بعد اسکے خدا کو اختیار ہی کہ بعض کو بہشت مین لیجائے اور بعض کو فنا کردے اور حدیث مین ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا تم لوگ قربانی کو اچھی طرح کیا کرو کہ صراط پر جانیکے واسطے وہ تمہاری سواری ہوگی

مسلک ہشتم بیان مین احوال مجانین و اطفال کے

حدیث مین ہے کہ مومنین کے لڑکونکو رب العالمین حضرت ابراہیم اور سارہ کے سپرد کرتا ہے کہ وہ اونکی پرورش کرتے ہین اور ایک درخت سے (ج) بہشت کے ایک قصر مروارید مین ہی اور اوسمین پستان مثل گائے کے پستانو کے ہوتے ہین دودھ پلایا کرتے ہین جب لڑکے کے منہ سے نکل جاتا ہی تو پھر اوسکے منہ مین لگا دیتے ہین جب روز قیامت ہوگا تو اون اطفال کو لباسہاے پاکیزہ پہنا کر خوشبو لگا کر اونکے باپکو دیدینگے اور بعض حدیث مین ہے کہ شیعونکے لڑکونکو حضرت فاطمہ پرورش کرتی ہین جب قیامت ہوگی تو اونکے باپکو تحفہ دینگے وہ سب اپنی باپکے ساتھ بہشت مین رہا کرینگے اور کفار کے لڑکونمین اختلاف ہی بعضے کہتے ہین وہ سب بھی مثل اپنے باپکے جہنم مین جائینگے اور بعضونکا قول ہے کہ سب بہشت مین جائینگے اور بعضون نے لکھا ہے کہ اعراف مین رہینگے اور بعضون نے کہا ہے کہ خدا بموجب اپنے علم کے عمل کریگا جنکو جانتا ہے کہ اگر یہ زندہ رہتے تو سعید ہوتے وہ تو بہشت مین جائینگے اور جنکو جانتا ہی کہ اگر یہ زندہ رہتے تو شقی ہوتے وہ جہنم مین جائینگے اور بعض حدیث مین ہے کہ جب روز قیامت ہوگا تو خداوند عالم آگ روشن کریگا اور لڑکونکو اور بھونونکو اور گونگے کو اور ابلہ اور ستضعف کو اور اوس

شخص کو جو زمانہ فترت مین رہا اور راہ سچ حق ظاہر نہوا (مثل زمانہ جاہلیت کے)
ہمکہینگا اس آگ مین چلے جاؤ جو شخص جلا جائیگا اوسپر وہ آگ سرد ہوجائیگی اور یہ
جو لوگ تامل کرینگے وہ کہینگے یہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ہم دیدہ ودانستہ آگ مین کودین
اوسوقت خدا اونسے فرمائیگا جب ہمنے بلاواسطہ ایک امر کے واسطے تمسے
کہا تو تمنے اوسکو قبول نکیا اگر بواسطہ کسیکے ہمارا حکم تم تک پہونچا تو اوسکو کب
مانتے آخر الامر وہ سب جہنم مین جائینگے

سلک نہم بیان مین میزان وحساب وماخذہ رب الارباب کے
جاننا چاہیے کہ میزان کا ہونا حق ہی حق تعالے فرماتا ہی والوزن یومئذن
الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ
فاولئک الذین خسروا انفسہم بما کانوا بایاتنا یظلمون یعنے وزن
یوم قیامت حق ہی پس جس کسی کا پلہ نیکی کا بھاری ہوگا وہ لوگ رستگار ہین
اور جس کسی کا پلہ ہلکا ہوگا پس وہ لوگ وہ ہین جو ہمارے آیات اور احکام
کو نہین مانتے تھے اور اپنے نفسونپر ظلم کرتے تھے اور اوسکو ضایع کرتی تھے
اور وزن مین اعمال کے اختلاف ہی کہ اس سے کیا مراد ہی بعضون نے کہا ہی کہ اعمال مجسم ہوکر تولے
جائینگی اور بعضون نے کہا ہی کہ صحیفہ اعمال تولے جائینگے اور مثل اسکے اور بھی اقوال ہین جنکا لکھنا
خالی طوالت سے نہین ہی اعتقاد اجمالی کافی ہے حدیث مین ہی جب روز قیامت
ہوگا تو وہ بندہ مومن ایک فقیر اور ایک امیر کو حساب کے واسطے کھڑا
کرینگے اوسوقت فقیر کہیگا پروردگارا مجکو کسواسطے روک رکھا ہی تو خوب
جانتا ہی کہ تو نے مجکو کوئی حکومت اور ریاست نہین دی تھی جسکے سبب سے
مین کسی پر ظلم کرتا یا عدالت کرتا اور نہ بہت زور مال تو نے مجکو دیا تھا جو مین
نے تیری زکوۃ ندی تیری راہ مین خرچ نکیا یا بیجا صرف کیا اسی قدر تو نے

مجکو دیا جس سے مین اپنی زندگی بسر کرتا رہا اپنی جان کی حفاظت کرتا رہا اوسپر
خداوند جلیل فرمائیگا یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے چھوڑ دو اسکو کہ بہشت مین جائے
اور وہ مالدار اوسی طرح برابر حساب کے واسطے کھڑا رہیگا اسقدر پسینہ
اوس سے جاری ہوگا کہ اگر چالیس اونٹ پئین تو اونکے واسطے کافی ہو بعد
اس خرابی کے بہشت مین جائیگا وہ فقیر اوس سے پوچھیگا اتنی دیر تجکو کیون
ہوئی وہ کہیگا حساب دیتے دیتے برا حال ہوا ہر ایک قصور کے بعد دوسرا
قصور ظاہر ہوتا تھا آخر خدا نے اپنی رحمت سے بخشدیا پھر وہ امیر اوس سے
پوچھیگا تو کون ہی وہ کہیگا مین وہی فقیر ہون جو تیرے ساتھ عرصۂ محشر مین
کھڑا کیا گیا تھا اور اسی طرح جب مومن گنہگار اور شیعیان اہلبیت اطہار
کو قیامت کے روز مقام حساب مین لاکر کھڑا کرینگے تو خداوند کریم خود
متوجہ حساب ہوگا اور ایک ایک گناہ پر اوسکے اوسکو آگاہ کرتا جائیگا
بندہ کہتا جائیگا ہان ای ستار العیوب یہ گناہ مجھ سے ہوا ہی پس خدا اون
گناہونکو کسی پر ظاہر نکریگا نہ کسی پیغمبر پر نہ کسی فرشتہ پر بلکہ بعض گناہ کو اوسکے
اوس شخص پر بھی ظاہر نکریگا تا باعث اوسکی زیادتی ندامت کا ہو بعد اسکے
کاتبان اعمال کو حکم کریگا کہ اسکے گناہونکو محو کرکے نیکیونکو لکھو اور سب پر
ظاہر کرو جب لوگ دیکھینگے تو کہینگے اللہ اللہ یہ ایسا بندہ ہے جسنے ایک
گناہ بھی نہین کیا پس حکم ہوگا اسکو داخل بہشت کرو اور یہی معنے ہین قول
خدا کے فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما
اور حدیث مین جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہی کہ جب روز
قیامت ہوگا تو لوگ اپنی قبرون سے یا برہنہ عریان بدن بے ریش و
بے عیب نکلینگے اور ایک عقبہ محشر مین یہ سب جمع ہونگے اوس سے بلا ہر

جانے نہین پائینگے اسقدر مجمع ہوگا کہ ایک دوسرے پر سوار ہونگے ہاتھ کسب
کردم گھٹنے لگے گا اور بے انتہا پسینہ جاری ہوگا نالہ وفریاد کی آوازین بلند ہونگی
پس ایک فرشتہ خدا کی جانب سے ایسی آواز دیگا جسکو سنکر سب چیخ اٹھینگے
خون سے کانپنے لگینگے آنکھونسے آنسو جاری ہونگے حیرت سے آسمان کیطرف
دیکھتے ہونگے اوسوقت خداوند جبار کہیگا ہین وہ خدا جسکا کوئی شریک
نہین ہے اور مین عادل ہون آجکے روز تم لوگونمین عدالت وانصاف کے
ساتھ حکم کرونگا حق ضعیف کا قوی سے لونگا گناہونکو نیکیونسے بدل دونگا
جو کوئی کسیکے ظلم کو معاف کریگا اوسکو ثواب عطا کرونگا آجکے روز اس عقبہ
سے کوئی ظالم نگذریگا مگر وہ جسکو مظلوم بخشدے اور مین اوسکے عیوض مین
ثواب عطا کرون اب تم لوگ ایک دوسرے سے لپٹ کر اپنا اپنا مظلمہ
طلب کرو جسکو جس سے دنیا مین ظلم پہونچا ہو وہ دادخواہ ہو مین گواہ ہون
یہ سنکر سب مظلوم دوڑینگے اور اپنے اپنے ظالمونکو ڈھونڈھ کر پکا لینگے
اور اونسے مواخذہ چاہینگے اسی حال پر ایک بدت ہوجائیگی کہ سب سب
پریشان ہونگے اور پسینہ مین بھر جاینگے بہت سے کہینگے مین اپنے مظالم سے
باز آیا کہین جلد اس عقبہ سے نجات ملے اوسوقت آواز آئیگی اگر چاہتے ہو
اپنے مظلمہ کو بخشدو اور اس عقبہ سے گذر جاؤ اور اگر نہین بخشدوگے تو تمھارے
رہو کر مین تمھارا مظلمہ ظالم سے لون یہ سنکر بہت سے لوگ خوش ہونگے
اور اپنے مظلمہ کو بخشدینگے کہ جلدی نجات پادین اور بعضے کہینگے یا غیاث
المستغیثین ہمارا مظلمہ بہت بڑا ہی ہم نہ بخشینگے اوسوقت رضوان خازن جنا
حکم ہوگا کہ ایک قصر چاندی کا قصرہاے بہشت سے انواع نعمت والوان
ظروف طلا ونقرہ اور حور وغلمان سے آراستہ کرے جب آراستہ ہوگا

تو ایک منادی آواز دیگا اس مکان کیطرف دیکھو اوسکو دیکھکر ہر شخص تمنا کریگا
کہ یہ مکان مجکو ملتا آواز آئیگی یہ مکان اوسکا ہی جو اپنے مظلمہ کو معاف کرے یہ
سنکر اکثر معاف کر دینگے اور یکھہ لوگ نہین معاف کرینگے اوسوقت اون لوگونکو سیدھا
حساب مین عرش خدا کے پاس لاکر کھڑا کرینگے اور صحیفہ اعمال کھولے جائینگے میزان
کھڑی کیجائیگی خداوند عادل مظلومونکی دادرسی کریگا ظالم اگر کافر ہی تو اوس مظلوم
کے گناہ کو اوسکے اوپر زیادہ کر دیگا کہ باعث اوسکی زیادتی عذاب کا ہوگا اور
اگر ظالم مسلمان ہی تو بقدر اوسکے ظلم کے اوسکی نیکیان لیکر مظلوم کو دیدیگا اور ظالم
کے گناہ کو اوسقدر زیادہ کر دیگا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی
کہ قیامت کے روز یکھہ لوگ جب اونکے اعمال قبیحہ اونکو دکھلائے جائینگے تو اوس
سے انکار کرینگے کہینگے ہمنے تو ان کامونسے ایک بھی نہین کیا ہے پس وہ
فرشتے جنھون نے لکھا ہی گواہی دینگے وہ کہینگے پروردگارا یہ سب تیرے
فرشتے ہین تیری ہی ایسی گواہی دینگے قسم تیری مین نے ان کامونکو نہین کیا ہی
اوسوقت اونکی زبانین بند ہو جائینگی اور اعضاء وجوارح گواہی دینگے کان گواہی
دیگا جو حرام چیزونکو سنا ہی مثل غنا اور غیبت وغیرہ کے آنکھ گواہی دیگی جو اشیا
حرام کو دیکھا ہی مثل ناچ وغیرہ کے ہاتھ گواہی دینگے جو اونسے حرام کام ہوئے
ہین جیسے چوری وقتل نفس وغیرہ پانون گواہی دینگے جو حرام کام مین چلے ہین
فروج گواہی دینگے جو اونسے حرام ہوا ہے جیسے زنا ولواطہ وسحق وغیرہ اور
یہی معنے ہین قول خدا کے حتے اذا ما جاؤھا شھد علیھم سمعھم و
ابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون

مسلک دہم بیان مین حوض کوثر کے

خداوند مجید فرماتا ہی انا اعطیناک الکوثر ای رسول ہمنے تمکو کوثر عطا کیا

اکثر عامہ وخاصہ کا اسپر اتفاق ہی کہ مراد اس سے حوض کوثر ہی عامہ نے ابن عباس سے
روایت کی ہی کہ حضرت امیرؑ نے پیغمبر خداؐ سے حوض کوثر کو پوچھا فرمایا ایک نہر ہی
جو عرش کے نیچے جاری ہی اور کونرے اوسکے کنارے مثل ستارونکی رکھے ہین
پانی اوسکا دودھ سے سفید اور شہد سے شیرین اور مسکہ سے زیادہ نرم ہی اور
سنگریزی اوسکی مروارید اور زبرجد و یاقوت کے ہین اور گھانس اوسکی زعفران
ہے خاک اوسکی مشک سے زیادہ خوشبو ہی بعد اسکے حضرت نے جناب امیرؑ کے
شانہ پر ہاتھ مار کر فرمایا ای علیؑ وہ نہر میرے واسطے ہی اور میرے بعد جو تمہارے
دوست ہین اونکے واسطے ہی اور حضرت ابو ذرؓ سے منقول ہی کہ رسول خداؐ نے
فرمایا میری امت حوض کوثر پر وارد ہوگی پانچ علم کے ساتھ پہلا رایت عجل (یعنے پہلے صاحب کا) پس ہین اوسکو اوسکا ہاتھ پکڑونگا دیکھکر اوسکا رنگ
سیاہ ہو جائیگا پانون تھرانے لگینگے بدن کانپنے لگے گا اور جو اوسکے شریک
ہین اون سبکا بھی یہی حال ہوگا ہین اونسے پوچھونگا دو چیز بزرگ جو تم لوگون
ہم چھوڑ گئے تھی اونکے ساتھ کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کو (یعنے قرآنکو) توہمنے
غلط سمجھا اور اوسکی تکذیب کی اور چھوٹے کو (یعنے اہلبیتؑ کو) آزار دے
اور ظلم کیے ہین کہونگا تم سب بائین جانب جاؤ پس اونکو فرشتے جانب شمال
(جو محل اہل عذاب ہی) اوسی طرح پیاسا بارو سے سیاہ لیجائینگے اور ایک قطرہ
آب کوثر سے نہ دینگے بعد اسکے رایت فرعون (یعنے دوسرے صاحب کا)
آئیگا اور اس رایت کے ساتھ بہت سے لوگ ہونگے ابو ذرؓ نے جب یہ سنا کہا
یہ سب گمراہ ہونگے فرمایا بلکہ دین کو میرے یہ سب فاسد کر دینگے حق کو باطل کرینگے
غیر کے حق کو دنیا کے واسطے غصب کرینگے انکی جتنی باتین ہونگی سب دنیا کے
واسطے ہونگی حضرت فرماتے ہین جب مین اوسکا ہاتھ پکڑونگا تو اوسکا بھی رنگ سیاہ

ہو جائیگا قدم کانپنے لگینگے بدن لرزنے لگے گا اوسکے ساتھیونکا بھی یہی حال
ہوگا اونسے بھی مین پوچھونگا ثقلین کے ساتھ تمنے کیا سلوک کیا وہ کہینگے تیرے
کو ہمنے جھوٹا سمجھا اور پھاڑ ڈالا اور چھوٹے کے ساتھ جنگ کی اور اونکو
قتل کر ڈالا اوسوقت مین کہونگا تم سب بھی بائین جانب جاؤ پس سب
بھی اوسی طرح پیاسے بارے سیاہ وہانسے نکالے جائینگے بعد اسکے
رایت فلان (یعنے میرے صاحب کا) آویگا اور اوسکے ساتھ پچاس
ہزار آدمی ہونگے اونسے بھی اوسی طرح سوال وجواب ہوگا جیسا اون دونونسے
ہوگا اور اونکا بھی وہی حال ہوگا جو اون دونونکا ہوگا بعد اسکے رایت
محمد (یعنے سردار خوارج کا) آویگا اوسکے ماتحت ستر ہزار آدمی میری
امت سے ہونگے اون سبکا بھی بعد سوال وجواب کے وہی حال ہوگا
جو اون تینونکا ہوا بعد اسکے آویگا رایت امیر المؤمنین وقائد الغر المحجلین
(یعنے علی بن ابیطالب کا) جب مین اونکا ہاتھ پکڑونگا تو چہرہ اونکا اور اونکے
اصحاب کا نورانی اور سفید ہو جائیگا اونسے پوچھونگا تمنے ثقلین کے ساتھ
کیا سلوک کیا وہ کہینگے بڑے کی تصدیق کی اور اوسکی پیروی کی اور چھوٹے
کی مدد کی اور اوسکے دشمنونسے جہاد کیا اوسوقت مین کہونگا تم لوگ آؤ
اس نہر سے پیو جب وہ لوگ اوس نہر سے پانی پینگے تو پھر کبھی پیاسے
نہونگے اور بعض کے چہرے مانند چاند کے اور بعض کے مانند ستارے کے روشن
ہو جائینگے اس روایت کو دیکھکر اہلسنت کو تعجب ہوگا ابتداءً اسکو قبول
کرینگے مگر ہم اسی روایت کے موافق انکی کتابونسے بھی بلکہ صحاح سے لکھتے
ہین جس سے بموجب الحدیث یفسر بعضہ بعضاً بخوبی سمجھا جائیگا کہ بیشک حضرات
ثلاثہ اصحاب بدعت وضلالت سے ہین صحیح بخاری مین ہے عن عبد اللہ

عن النبیؐ قال انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن رجال منکم ثم لیختلجن دونی فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک یعنے عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہ جناب رسول خداؐ نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا مین تم سبکے پہلے حوض کوثر پر جاؤنگا وہان دیکھونگا کہ تم لوگونمین سے کچھ لوگ ظاہر ہونگے پس اونکو فرشتے پکڑکر جہنم کی طرف کھینچتے ہوے میرے پاس سے لیجائینگے اوسوقت مین کہونگا پروردگارا یہ تو میرے اصحاب ہین حکم ہوگا تم نہین جانتے کہ ان لوگونے تمھارے بعد کیا کیا بدعتین کین اور ایک روایت مین ہی فاقول انہم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی یعنے حضرتؐ نے فرمایا اوسوقت مین کہونگا یہ سب تو مجھ سے ہین (یعنے اصحاب ہین) آواز آئیگی تم نہین جانتے کہ ان لوگون نے تمھارے بعد کیا کیا بدعتین کین پس مین کہونگا دوری ہو دوری ہو رحمت خدا سے اوس شخص کے لئے جسنے میری بعد میری دین کو تغیر دیا اور خراب کردیا اور صحیح مسلم مین ہی الا وانہ سیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شئ شہید ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم قال فیقال لہم انہم لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم منذ فارقتہم یعنے ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ پیغمبر خداؐ نے ایک روز منبر پر جاکر خطبہ پڑہا اور اصحاب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا ایہا الناس آگاہ رہو کہ قیامت مین کچھ لوگ میری امت سے لائے جائینگے پس فرشتگان ذات

الشمال (جو عذاب کے واسطے مقرر ہین) اونکو جہنم مین لیجانیکے واسطے پکڑینگے
اوسوقت مین کہونگا خداوندا یہ تو میرے اصحاب ہین حکم ہوگا تم نہین جانتے کہ
بعد تمہارے ان لوگون نے کیا کیا بدعتین کین پس مین کہونگا وہ کلام جو حضرت
عیسیٰ نے کہا تھا کہ خداوندا مین جبتک ان لوگونکے ساتھ تھا اُنکا نگران رہا جب
تو نے مجکو بلا لیا پھر تو ان سبکا نگرانِ حال تھا اور تو ہر چیز کا واقف کار ہی اگر
تو ان لوگونکو عذاب کریگا تو تیرے بندے ہین اور اگر بخشدیگا تو تو عزیز و حکیم
ہی حضرت نے فرمایا اوسوقت جواب ملیگا کہ جبسے تم ان لوگونسے جدا ہوے
برابر یہ لوگ اولٹے پاؤن دین سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے اگر کسی کو یہ شبہ
ہو کہ اِن حدیثون مین تو کہین ثلاثہ کا نام نہین ہی یہ حدیث اصحاب ثلاثہ مین سے
کسی پر بعینہ کیونکر صادق ہو سکتی ہی تو ہم کہینگے کہ ہم اوپر لکھ چکے کہ یہ بات مسلم ہی
ہی کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہی اور ہم اوپر حدیث خمسہ یاتی
کی لکھ چکے ہین کہ اِن تینونکو بعد سوال و جواب کے فرشتے پکڑ کر جہنم مین لیجائینگے
اور یہہ روایت ہمارے یہان بطرق متعددہ وارد ہی اور جناب حیدر صفدر
ساقی کوثر نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہی پس یہ بات نہایت بے انصافی
کی ہی کہ شیعونکے یہان کی روایات جو ماخوذ اقوال اہلبیت طاہرین اور ائمہ معصومین
سے ہین وہ سب غلط ٹھہرائی جائین خصوصًا اوس صورت مین بھی جبکہ اہلسنت
کے یہانکی روایات سے معاضد و موافق ہون اسپر بھی اگر کوئی متعصب کہے
کہ ہم ہرگز شیعونکی روایات کو نہین مانتے ہمکو تصریح نام کی اہلسنت کی کتاب سے
دکھادو تو ہم بحمد اللہ رب العالمین و اعانت و مدد ائمہ معصومین صلوات اللہ
علیہم اجمعین تصریح نام کی بھی اہلسنت کی کتاب سے ثابت کیئے دیتے ہین کہ پھر
اونکو جاے کلام باقی نہ رہے سو طاؤس بن مالک مین لکھا ہی مالک عن ابی النضر

ولے عمر بن عبد اللہ بلغہ ان رسول اللہ قال لشہداء احد ھؤلاء
اشہد علیہم فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ ألسنا باخوانہم
اسلمنا کما اسلموا وجاہدنا کما جاہدوا فقال رسول اللہ بلی ولا
ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابوبکر ثم بکی ثم قال ائنا
لکائنون بعدک یعنے مالک نے ابو نصر سے روایت کی ہے کہ جو لوگ جنگ احد
مین شہید ہوے تھے اونکی لاشونکے پاس جناب رسول خدا تشریف لاے اور فرمایا مین
گواہی دیتا ہون انکے بارے مین (یعنے یہ سب جنتی ہین) یہ سنکر ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ
کیا ہم لوگ انکے بھائی نہین ہین ہم بھی اسلام لاے جسطرح یہ لوگ اسلام لاے
ہمنے بھی جہاد کیا جسطرح اون لوگون نے جہاد کیا (یعنے آپ ہمارے واسطے
کیون نہین جنتی ہونیکی گواہی دیتے ہین) پیغمبر خدا نے فرمایا ہان یہ سب ہی مگر مین
نہین جانتا کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعتین کروگے راوی کہتا ہے یہ سنکر ابوبکر
نے پھر رونا شروع کیا بعد اسکے کہا یا رسول اللہ کیا ہم لوگ بعد آپکے
ہونیوالے ہونگے اس سے ظاہر ہوا کہ محدثین و مبتدعین سے مراد حدیث حوض
مین بھی یہی حضرات ثلاثہ اور اونکے اتباع ہین اگر ابوبکر کا شمار اون لوگونمین نہوتا
تو بیشک ابوبکر کے رونے پر حضرت رسول سکوت نکرتے بلکہ فرما دیتے کہ تم کیون
روتے ہو تم اون لوگونمین نہین ہو بلکہ تم جنتی ہو جسطرح حضرت نے ایک مرتبہ
فرمایا کہ میرے ازواج مین سے ایک عورت ہوگی کہ میرے بھائی اور وصی سے
ٹر یگی اور جب مقام حواب پر پہونچیگی تو کتے وہانکے بھونکین گے اور وہ ناحق
پر ہوگی یہ سنکر ام سلمہ رونے لگین حضرت نے اونکو تسلی دی اور فرمایا تم
کیون روتے ہو تم اونمین نہین ہو اور صحیح ترمذی مین عایشہ سے
منقول ہے قال رسول اللہ ص قد کان یکون فی الامم

صدقون فان یك فی امتی احد فعمر بن الخطاب یعنے زمانہ سابق مین
ہر امت مین کوئی شخص احداث اور بدعت کرنے والا ہوا کرتا تھا اور میری
امت مین اگر کوئی ایسا ہوگا تو عمر ہوگا۔

سلک یازدہم بیان مین صراط کے

جاننا چاہئی کہ صراط ایک پل ہی جو جہنم کے اوپر بنا ہوا ہی اور اوسکے نیچے جہنم ہی اور
وہ صراط بال سے باریک تلوار سے تیز آگ سے زیادہ گرم ہی اور ایک حدیث
مین ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ صراط پر ہزار برس کی راہ
چڑھاؤ ہی اور ہزار برس کی راہ برابر ہی اور ہزار برس کی راہ اتار ہی پس بعض
لوگ جو مومن خالص ہین وہ بہت آسانی کے ساتھ مثل برق کے گذر جائینگے
اور بعض لوگ مثل گھوڑے کے دوڑ کے اوپر سے چلے جائینگے اور کچھ لوگ
اوپر کھڑے ہوکر چلینگے اور کچھ لوگ چار دن ہاتھ پانون سے مثل لڑکون کے
چلینگے اور کچھ لوگ اوس سے لٹکتے ہوے جائینگے کہ آگ تھوڑا سا اونکے بدن
سے لیگی اور تھوڑا چھوڑ دیگی جسکے جیسے اعمال ہون اور تفسیر امام مین رسول
انام سے منقول ہی کہ جب پروردگار عالم تمام خلایق کو زندہ کریگا تو ایک
منادی زیر عرش ندا کریگا ای خلایق اپنی آنکھین بند کرلو تا فاطمہ دختر میرے
حبیب کی صراط پر سے گذر جائے پس سب لوگ آنکھین بند کرلینگے سوائے
محمد مصطفےٰ و علی مرتضیٰ و حسن مجتبیٰ و حسین شہید کربلا صلوات اللہ علیہم ما دامت
الارض والسماء کے اور جو لوگ کہ اولاد طاہرین سے اون معصومہ کے
ہونگے جب وہ حضرت بہشت مین داخل ہونگے تو رداے مبارک صراط
پر ہوگی اور ایک سرا اوسکا حضرت کے ہاتھ مین ہوگا اور دوسرا سرا عرصۂ
محشر مین پس خدا کی جانب سے آواز آئیگی اے دوستداران فاطمہؑ تم سب

ایک ایک تار سے اس چادر کے لپٹ جاوینگے جتنے دوستداران سیدہ زنان
ہین سبکے سب ایک ایک تار سے لپٹ جائینگے یہانتک کہ تین ہزار فئام سے بھی
زیادہ اوس سے لپٹ جائینگے کہ ہر فئام ہزار ہزار (یعنے دس لاکھ) آدمی کا ہوگا
اور یہ سب کے سب برکت و شفاعت اون معصومہ کے آتش جہنم سے نجات پائینگے
اور منقول ہی کہ جب عصاۃ موحدین جہنم مین جائینگے تو کفار و مشرکین طعنے دینگے
کہینگے تمھارے اسلامی کچھ کام نہ آئی ہم تم برابر ہوگئے تم بھی جہنم مین آئے اور ہم بھی
جہنم مین ڈالے گئے اوسوقت دریاے رحمت الٰہی جوش مین آئیگا خداوند رحیم فرشتون
سے کہیگا تم ان لوگون کی شفاعت کرو فرشتے اونکی شفاعت کرینگے جسقدر کہ خدا
چاہے بعد اسکے پیغمبرون سے کہیگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی شفاعت کرینگے جتنا
خدا چاہیگا پس مومنین مخلصین سے فرمائیگا تم بھی شفاعت کرو وہ بھی شفاعت
کرینگے جسکے واسطے خدا چاہیگا بعد اسکے خداوند کریم فرمائیگا مین سب سے زیادہ
رحم کرنے والا ہون تم سب کے سب جہنم سے باہر آؤ پس وہ لوگ جہنم سے اسطرح
باہر نکلینگے جسطرح پروانے چراغ کی گرد جمع ہوتے ہین

مسلک دوازدہم بیان مین بہشت کے

جاننا چاہیئے کہ بہشت کا بھی اعتقاد رکھنا منجملہ ضروریات دین کے ہی اور بہشت
کا موجود ہونا احادیث اور آیات قرآنی سے بتصریح و تواتر ثابت ہی اور بہشت
دار بقا ہی اوسمین کبھی موت نہین ہی اور بہشت مین بوڑھاپا اور بیماری اور رنج
و غم اور فکر و تردد یہ سب نہین ہی اور آپس مین بغض و حسد و عداوت و نزاع
و فساد یہ سب باتین بھی نہین ہین بلکہ ہر شخص اپنے اپنے مرتبہ پر جو خدا کی طرف
سے ملا ہی راضی رہیگا اور دوسرے کے مرتبہ کی تمنا نہین کریگا اور ایک
حدیث مین ہی کہ اوپر کے درجہ کے لوگ نیچے کے درجہ مین آئینگے اور نیچے کے

درجہ والے اوپر کے درجہ پر نہین جاینگے تاکہ اونکو درجہ اعلے دیکھکر تمنا و افسوس
نہو اور اسی طرح لوگونکو بہشت مین بول و براز نہوگا جیسے جنین کو شکم مادر مین
لہذا پہونچتی ہی اور بول و براز اوسکو نہین ہوتا بلکہ مثل عطر کے پسینہ بنکر نکلجائیگا اور
جو عورتین بہشت مین ہونگی اونکے واسطے بھی حیض و نفاس و استحاضہ اور ولادت
یہ سب نہوگا اور رشک و حسد و عداوت و بدخلقی جو عورتونکی عادت ہوتی ہی
یہ باتین بھی اونمین نہونگی اور ازواج مطہرہ سے یہی مراد ہی اور بہشت کی
روشنی آفتاب و ماہتاب و ستارہ وغیرہ سے نہین ہی بلکہ جو کیفیت صبح صادق
سے طلوع آفتاب تک رہتی ہی ویسا ہی وقت ہوگا اور ظل ممدود سے یہی مراد
ہی اور بہشت کی شراب مین مستی اور بیہوشی اور لغو اور فحش نہین ہی حدیث مین ہی
کہ اہل بہشت کرسیونپر جو طلا سے بنی ہونگی اور مرصع مروارید و جواہر سے ہونگی
تکیہ دے ایک دوسرے کیطرف منہ کیے بیٹھے ہونگے اور گرد اونکے غلام اور
لڑکے کانونمین گوشوارے پہنے پیالے اور آفتابے سونے اور چاندی اور جواہر
کے ہاتھونمین لیے کھڑے ہونگے جس میوہ کی خواہش کرینگے جس چڑیا کے کباب کو
جی چاہیگا فورًا موجود ہو جائیگا اور حورین سیمین نازک بدن مثل مروارید نامفتہ
کے مصاحبت مین ہونگی اور بہشت کے مکانات اکثر کوٹھے ہونگے اسواسطے
کہ کوٹھے کے اوپر سے باغ و نہر گل و سبزہ وغیرہ کی بہار دیکھنے کا زیادہ لطف
ہوتا ہی حدیث مین ہی کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا یا مولا
جب زن و شوہر دونون مومن ہون تو وہ دونون بہشت مین جاینگے اور اسمین
زن و شوہر باقی رہینگی یا نہین فرمایا خداوند حکیم عادل ہی اگر مرد افضل ہی عورت
سے تو اوس مرد کو اختیار دیا جائیگا اگر اوسنے خواہش کی تو وہ عورت بھی
اوسکی بیبی بنسے ہوگی اور اگر نہین چاہا تو اوسکی بی بی نہوگی اور اگر عورت افضل

ہر مرد سے تو خدا اوس عورت کو اختیار دیگا اگر وہ چاہیگی تو مرد اوسکا شوہر ہوگا
اور اگر نہین چاہیگی تو وہ اوسکا شوہر قرار نہین پاویگا پھر حدیث مین ہے
کہ ام سلمہؓ نے حضرت رسولؐ سے پوچھا کہ اگر کسی عورت نے دو شوہر کیے
ہون تو وہ کسکو ملیگی فرمایا جو اونمین سے خوش خلق ہوگا اور اپنی بی بی کے
ساتھ خوش خلقی اور احسان کرتا ہوگا اوسیکو ملیگی اور ایک حدیث مین ہے
کہ شوہر آخر کو ملیگی اور ایک حدیث مین ہے کہ عورت کو اختیار دیا جائیگا جسکو
چاہے اختیار کرے اور ابو بصیر سے منقول ہے کہ مین نے امام جعفر صادق
علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی یا مولا مجکو بہشت کا مشتاق کیجیے فرمایا
بہشت کی خوشبو ہزار برس کی راہ سے معلوم ہوگی اور جس کسی کا بہشت
مین کم سے کم بھی درجہ ہوگا وہ ایسا ہوگا کہ اگر تمام جن و انس اوسکے مہمان ہون
تو بھی وہ اون سبکو طعام و شراب سے سیر کر سکتا ہے اور پھر وہ نعمت کم نہو
اور ادنی درجہ اور مرتبہ کا بھی کوئی شخص جب داخل بہشت ہوگا تو تین باغ
اوسکو دکھلائی دینگے جب ادنی باغ مین جائیگا تو وہان اسقدر حور تین اور
خدمتگار اور میوے اور نہرین اوسکی دیکھنے مین آئینگی کہ آنکھین اوسکی
روشن ہو جائینگی دل خوش ہو جائیگا حمد و شکر الہی بجا لائیگا فرشتے کہینگے
اوپر نظر کر جب وہ دیکھے گا تو پہلے باغ سے بھی اوسکو زیادہ آراستہ پائیگا
اور اون چیزونکو دیکھے گا جو پہلے باغ مین نہ تھین کہیگا واہب العطایا
باغ بھی مجکو ملے آواز آئیگی اگر اسکو ہم دین تو شاید پھر تیسرے کی بھی تو
خواہش کرے وہ کہیگا بار الہا اب تجھ سے زیادہ کا طالب نہونگا بیشک تو
کافی ہے پس خدا اوسکو وہ باغ عطا کریگا جب وہ بندۂ مومن اوس باغ
مین جائیگا تو خوشی اوسکی دونی ہو جائیگی اور شکر خدا بجا لائیگا اوسوقت بمود

لئن شکرتم لازیدنکم ایک دروازہ جنت الخلد کا اوسکے سامنے کھولیگا تمہارے
پہلے سے بھی زیادہ اوسمین نعمتونکو دیکھیگا اوسوقت کہیگا پروردگارا تیرے شکر کے
تیرے احسانات کا کہ تونے مجکو جہنم سے نجات دی اور اپنی نعمتونسے مالامال
کردیا ابوبصیر نے عرض کی یا مولا شوق میرا اور زیادہ کیجے فرمایا بہشت مین
ایک نہر ہے کہ اوسکے کنارے لڑکیان زمین سے جمی ہوئی ہین جب مومن
کسیکو اونمین سے پسند کرکے لیتا ہی تو خلاق عالم اوسکے جگہہ پر دوسری
کو پیدا کردیتا ہی اور بہشت مین ہر مومن کو سات ہزار دختران باکرہ اور چار ہزار
ثیبان ثیبہ اور سات حور العین ملینگی ابوبصیر نے پوچھا حور العین کس چیز سے
پیدا ہوئی ہین فرمایا خاک زرانی سے بہشت کی کہ شعاع و چمک اونکے بانکی
شتر حلے کے نیچے سے دکھلائی دیگی اور ایک روایت مین ہی کہ معنی استخوان
ساق پاکا اونکے شتر حلے کے نیچے سے دکھلائی دیتا ہی اگر اونکے گیسو نکو
آسمان و زمین کے درمیان مین لٹکا دین تو نور سے اونکی آنکھین خیرگی کرنے
لگین اور آفتاب و ماہتاب کی ضرورت نہو اور حدیث مین ہی کہ بہشت مین
ایک درخت ہی حکم خدا سے جب ہوا چلتی ہی اور اوس درخت سے ملتی ہے
تو اوس سے انواع و اقسام کی آواز اور راگ پیدا ہوتے ہین کہ کبھی کسی نے
ویسا نہ سنا ہوگا فرمایا یہ اوس شخص کے واسطے ہی جسنے دنیا مین خوف خدا سے
گانا سننا ترک کیا ہوگا اور حدیث مین ہی کہ جب مومن بہشت مین اپنے مکان
مین داخل ہوگا تو اوسکے سر پہ ایک تاج کرامت جو مرصع یاقوت و مروارید
سے ہوگا رکھا جائیگا اور اوسکو ستر حلے برنگہائے گوناگون و اقسام مختلف
ہوسونے اور چاندی اور مروارید اور یاقوت کے مزین اور مرصع ہونگے عنایت ہونگے
اور لباس اونکا حریر کا ہوگا جب مومن اپنے تخت پر جلوس کریگا جو وہ تخت

مارے خوشی سے حرکت مین آئیگا اور جب دوست خدا بہشت مین رہنے لگے
گا تو وہ فرشتہ جو بہشت کا موکل ہی اجازت چاہیگا کہ اوسکو بہشت کی بہار کہاوے
دوسرے خدمتگار و کنیز و غلام سب اوس سے کہینگے ابھی ٹہہر اسوقت ولی خدا اپنے
تخت پر بیٹہا ہوا ہی اور اپنی زوجہ حوریہ کے ساتھہ آرام کا قصد رکہتا ہی پس حوریہ
اپنے خیمہ سے اوسکی طرف نہلتی ہوئی نکلیگی کنیزین گرد اوسکے اطلس کے
ہوئی اور وہ حوریہ سر سے پاوں تک جواہر و مروارید و زبرجد سے سجے ہونگے شک
رنگہ سے رنگے ہوئے پہنے ہوگی سر پر اوسکے ایک تاج کرامت ہوگا پاوں مین
اوسکے دو موزے طلائی مکلل بیاقوت و مروارید ہونگے جب نزدیک پہونچیگی
تو وہ مومن بارے اشتیاق کے اوٹہہ کہڑا ہوگا وہ کہیگی آج تکلیف کا دن نہین
ہی کیون تکلیف کرتے ہوئین تمہارے واسطے ہون اور تم میرے واسطے
ہو پس اون دونون مین بوسون کا معانقہ ہوگا مگر کسیکو کہٹکا گوارا نہوگا بعد
اسکے خداوند کریم ہزار فرشتونکو واسطے مبارکباد دینے کے بہیجیگا جب
پہلے دروازے پر بہشت کے پہونچینگے تو اوس فرشتے سے جو اوسکا نگہبان
ہی کہینگے ہمکو خدا نے واسطے مبارکباد اور تہنیت دینے کے بہیجا ہی تم اجازت
طلب کرو وہ کہیگا ٹہہر جاؤ مین دربان سے کہون اور اوس فرشتہ اور دربان
کے درمیان مین تین باغ بزرگ کا فاصلہ ہوگا غرض وہ فرشتہ اوس دربان
سے ان فرشتونکے آنی کی وجہ بیان کریگا وہ کہیگا اسوقت بہت مشکل ہی
کہ اوسسے اجازت طلب کرون اور درمیان اوس حاجب اور ولی خدا کے
دو باغ کا فاصلہ ہی آخر حاجب قیم سے کہیگا اور وہ قیم خدمتگاران خاص سے
اوس مومن کے ان فرشتونکے آنیکی وجہ بیان کریگا جب وہ خدمتگار اوس دوست
خدا سے کہینگے تب وہ اجازت دیگا پس وہ سب فرشتے اوس مکان مین

ہزار دروازے ہیں جو ہر ایک پر ایک ایک فرشتہ موکل ہی داخل ہونگے اور یہ
اوسپر سلام کرینگے اور اوسکو مبارکباد دینگے اور یہی معنے ہین قول خدا کے
والملآئکۃ یدخلون علیہم من کل باب سلام علیکم بما صبر
تم فنعم عقبی الدار اور منقول ہی کہ درختہای بہشت اس خصیت سے ہونگے
کہ جب انسان کھڑا ہوگا تو اوسکے قد کے برابر ہو جائین گے اور جب بیٹھیگا تو
شاخین اوسکے نیچے کو جھک جائینگی اگر لیٹے گا تو اور بھی جھک جائینگی تا وقتیکہ
خواہش ہاتھ با آسانی میوون تک پہونچ جائے بلکہ جس قسم کے میوے کی خواہش
کریگا فورًا وہ میوہ منہ کے پاس پہونچ جائیگا اور ہر قسم کے میوے اوس سے
کہینگے پہلے مجکو کھا اور نہرین اوسکی بعض تو پانی کی اور بعض شراب کی اور
بعض دودھ کی اور بعض شہد کی ہونگی جب وہ خواہش کھانیکی کریگا تو جس چیز کو
جی چاہیگا بے کہے لاکر حاضر کرینگے اور کم سے کم ہر مومن کے ساتھ ستر حوریں
اور چہار عورتین مومنہ ہونگی ایک ساعت حوریہ کے ساتھ بسر کریگا اور ایک
ساعت آدمیہ کے ساتھ اور ایک ساعت تخت پر بیٹھکر برادران مومن کے
ساتھ خلوت کریگا اور ایک دوسرے کی ملاقات کریگا اور کبھی ایسا ہوگا کہ تخت
پر بیٹھا ہوگا کہ شعاع آفتاب اوسکو گھیر لیگی وہ متحیر ہوکر اپنے خدمتگار رو سے
پوچھیگا یہ شعاع کیسی ہی جسنے مجکو گھیر لیا وہ کہینگے یہ نور ایک حوریہ سے ہی جو
ابھی تیرے پاس نہین آئی ہی تیری محبت اور اشتیاق ملاقات مین اپنے خیمہ سے
نکلی ہی جب اوسنے تجکو دیکھا ہی تو شوق سے تبسم کیا ہی یہ نور اور چمک اوسکے
دانتونکی ہی وہ کہیگا اجازت دو کہ میرے پاس آوے پس فورًا ہزار غلام اور
ہزار کنیزین اوسکو جاکر خوشخبری دینگی کہ دوست خدا نے تجکو بلایا ہی یہ سنکر
وہ حوریہ ستر حلے بالوان مختلف مرصع بمروارید و یاقوت و زبرجد پہنکر مشک سے

معطر ہو کر نمایان ہوگی اور قد اوسکا ستر ہاتھ کا ہوگا اور درمیان دونون
شانونکے دس ہاتھ کا فاصلہ ہوگا جب وہ قریب آئیگی تو خدمتگار مرد اربد
و یاقوت و زبرجد اوسپر سے نثار کرینگے پس وہ دونون ایسمین سالہا سال معانقہ
کرینگے اور کبھی ناگوار نہوگا پھر حدیث مین ہی کہ جناب رسولخدا نے فرمایا
نخلہائے بہشت جڑ مین اونکی طلائے سرخ کی ہین اور شاخین اونکی زبرجد کی
ہین اور پتے اونکی حلہ ہائے سبز کے ہین اور خوشی اونکے مروارید سفید کے
ہین اگر خوشے اونکے چاندی سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ شیرین مسک
سے زیادہ نرم ہین اور درمیان مین اون خرمونکے گٹھلی نہوگی اور درازی
ہر خوشہ کی بارہ ہاتھ کی ہوگی اور اوپر سے نیچے تک ایک سے ایک ملا ہوگا
اور ہر خرما بڑے گھڑے کے برابر ہوگا اور ہاتھ اونکے ہر ایک
دل کے برابر ہونگے جب ان میوونکو توڑینگے فوراً اوسکی جگہ دوسرا ہو جائیگا
اور کبھی کم نہوگا جیسے ایک چراغ سے ہزار چراغ جلائین مگر اوسکا نور کبھی
کم نہو اور پھر حدیث مین ہی کہ خداوند کریم بندگان مومنین سے فرمائیگا تم سب
میری مہربانی سے داخل بہشت ہو اور میرے معاف کرنیسے آتش دوزخ
سے نجات پاؤ اور بہشت کو بسبب اعمال خیر اپنے آپسمین تقسیم کرلو قسم
مجکو اپنے عزت و جلال کی کہ مین تم لوگونکو جگہ دونگا ایسے مکان مین کہ جسمین
ہمیشہ رہنا ہوگا جب تم بہشت مین جاؤگے تو مثل آدمؑ کے ساتھ ہاتھ کا
تمہارا قد ہوگا اور مثل عیسیٰؑ کے تینتیس برس کا سن ہوگا اور زبان تمہاری
عربی مثل زبان محمدؐ کے ہوگی اور صورت و جمال مین مثل یوسفؑ کے ہوگے
کہ جسمین سے نور چمکتا ہوگا اور دل تمہلوگونکا مثل ایوب کے کینہ و حسد سے
پاک و منزہ ہوگا اور ایک حدیث مین ہی کہ اہل بہشت مثل جوان ترکونکے

داڑھی سونچھ سے پاک وصاف ہونگے اور بدن مین بال نہونگے سرمہ لگائے تاج
سر پر رکھے دست برنجن اور انگوٹھی ہاتھونمن پہنے ہونگے بدن اونکا نہایت نرم
ولطیف تروتازہ ہوگا ہر آدمی مین سو آدمیونکی قوت کھانے اور پینے اور جماع کرنیکی
عطا ہوگی اور دن کے اور رات کے کھانیکا ذائقہ چالیس برس تک رہیگا بستر
اونکے حریر کے ہونگے اور کپڑے اونکے سبز رنگ کے ہونگے ہمیشہ زندہ رہینگے
کبھی اونکے واسطے موت نہوگی ہمیشہ جاگتے رہینگے کبھی خواب نہوگا مستغنی ہونگے
کبھی محتاج نہونگے خوش رہینگے کبھی غمگین نہونگے ہنستے ہونگے کبھی گریان نہونگے
باعزت وآبرو رہینگے کبھی ذلیل نہونگے نیک طبیعت رہینگے کبھی غم وغصہ نکرینگے بالکل
تمام کھائینگے کبھی بھوکے نہونگے ہمیشہ سیراب رہینگے کبھی پیاسے نہونگے کپڑے
پہنا کرینگے کبھی ننگے نہونگے سوار ہوکر آپسمین ملاقات کو جایا کرینگے اس قسم کی حدیثین
وصف بہشت مین بہت ہین ہمنے تھوڑا سا واسطے خوش ہونے شیعیان حیدر کرار
ومحبان اہلبیت اطہار کے لکھدیا

سلک سیزدہم حالات مین جہنم کے

جاننا چاہیئے کہ جہنم کا بھی اعتقاد رکھنا مثل بہشت کے واجب ہی اور انکار کرنیوالا
اوسکا کافر ہی منقول ہی کی دوزخ کے سات طبقے ایک پر ایک ہین پہلا
جہنم ہی وہ اون لوگونکے واسطے ہی جو اہل توحید سے گنہگار ہین وہ اوسمین بقدر
اعمال ناشرا اپنے سزا پائینگے بعد اسکے اوسمین سے نکالے جائینگے دوسرا
سعیر ہی وہ جائے یہود ہی تیسرا سقر ہی وہ جائے نصاریٰ ہی چوتھا جحیم ہی
وہ جائے صابئین ہی پانچوان نکی ہی وہ جائے مجوس ہی چھٹا حطمہ ہی وہ
جائے مشرکین ہی ساتوان ہاویہ ہی جو سبکے نیچے ہی وہ جائے منافقین
ہی ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار اور جاننا چاہیئے

کہ خدا گنہگار دونگے حق مین فرماتا ہی لابثین فیہا احقابا اوس جہنم مین وہ سب
بہت حقبے رہینگے کہ جنکی انتہا نہین ہی بعضون نے لکھا ہی کہ تینتالیس ۴۳ حقبے ہین ہر حقبہ
ستر خریف کا ہی اور ہر خریف سات سو برس کا ہی اور ہر برس تین سو ساٹھ روز
کا ہی اور ہر روز ایک ہزار برس کا ہی حدیث مین امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول
ہی کہ یہ آیت شان مین اون لوگون کے ہی جو مسلمان ہونگے اور بسبب گناہونکے
جہنم مین ڈالے جائینگے بعد سزا کے نکالے جائینگے مؤلف کہتا ہی لوگونکو چاہیے
کہ اپنے گناہونکو سہل نہ سمجہین اور یہ خیال نکرین کہ آخر جہنم سے نجات پائینگے اور
بہشت مین جائینگے کیونکہ ہزار دن برس جہنم مین رہنا اور معذب ہونا کہانا نکا تہوڑا
ہی اور حدیث مین منقول ہے کہ جب حضرت آدم کو خدا نے دنیا مین بہیجا تو جبرئیل
کو حکم دیا کہ مالک دوزخ سے تہوڑی سی آگ مانگ کر آدم کے واسطے لیجاؤ کہ وہ
کہانا پکائین جبرئیل نے مالک سے آگ طلب کی مالک نے کہا کتنی آگ چاہیئی جبرئیل نے کہا ایک
چنوٹی کے برابر مالک نے کہا اگر اسقدر آگ دنیا مین جائیگی تو آسمان اور زمین سب جل جائینگے کہا اچھا
چنوٹی کے برابر ہی مالک نے کہا اسقدر آگ بہی اگر دنیا مین جائیگی تو ایک قطرہ پانی کا نہ برسے
گا اور ایک گہاس بہی زمین سے نہ اوگے گی آخر جبرئیل نے درگاہ خدا مین
عرض کی خداوندا کسقدر آگ لون حکم ہوا بقدر ایک ذرہ کے جبرئیل نے بموجب
حکم کے ایک ذرہ آگ دوزخ سے لیکر ستر ستر مرتبہ ستر نہرون مین غوطہ دیکر دنیا کے
ایک پہاڑ کی چوٹی پر لاکر رکہدی وہ آگ تمام پہاڑ کو جلا کے پہر دوزخ مین
چلی گئی اوس آگ کی حرارت جو پتھرون مین باقی رہگئی اوس سے تمام دنیا مین یہ آگ
پہیلی ہی اور ابو بصیر سے منقول ہی وہ کہتے ہین مین نے جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام کی خدمت مین عرض کی یا مولا مین بہت سنگدل ہو گیا ہون مجہے
خوف دلایئے فرمایا زندگی دراز کے واسطے آمادہ رہ بتحقیق کہ ایک روز جبرئیل

امین نہایت ملول وغمگین حبیب رب العالمین کے پاس آئے اور پہلے تبسم فرما کرتے تھے حضرت نے سبب تُرش روئی کا پوچھا کہا آپکے روز دم دوزخ کو موقوف کیا ہی فرمایا دم دوزخ سے کیا مراد ہی عرض کی یارسول اللہ خدا نے حکم کیا کہ ہزار برس آتش جہنم کو پھونکین جسوقت وہ پھونکی گئی تو سفید ہوگئی پھر حکم ہوا ہزار برس اور پھونکین اب وہ سیاہ وتاریک ہوگئی ہی اگر ایک قطرہ ضریع سے (جو پسینہ اہل جہنم کا اور چرک وریم زناکارونکی فروج کی ہی اور جہنم کی دیگون مین جوش کھاتا ہی اور پانی کے عوض مین اہل جہنم کو دیا جائیگا) دنیا کے پانی مین ملا دیا جاوے تو تمام اہل دنیا اوسکے بدبو سے مرجائین اور اگر ایک حلقہ زنجیر کا (جو ستر ہاتھ کا ہی اور اہل جہنم کے گلے مین پہنایا جائیگا) دنیا مین لے آوین تو اوسکی گرمی سے تمام دنیا پگھل جاوے اور اگر ایک پیراہن کو اہل جہنم کے آسمان اور زمین درمیان مین لٹکا دین تو تمام اہل دنیا اوسکی بدبو سے مرجائین اور ابن عباس سے منقول ہی کہ جہنم کے سات دروازے ہین اور ہر دروازہ پر ستر ہزار پہاڑ ہین اور ہر پہاڑ مین ستر ہزار درہ ہین اور ہر درہ مین ستر ہزار وادی ہین اور ہر وادی مین ستر ہزار شگاف ہین اور ہر شگاف مین ستر ہزار گھر ہین اور ہر گھر مین ستر ہزار سانپ ہین کہ طول ہر سانپ کا تین دن کی راہ کا ہی اور اونکے نیش مثل خرمے کے درخت کے ہین گنہگارون کے پاس آکر لپٹین گے نوچین گے کاٹینگا اور گوشت اور پوست کو ہڈیون سے کھینچ لیگا جب وہ شخص وہان سے نجات پائیگا تو جہنم کی ایک نہر مین گریگا کہ چالیس برس تک اوسمین چلا جائیگا ایک روایت مین ہے کہ جب اہل جہنم جہنم مین ڈالے جائینگے تو ستر برس تک نیچے جاتے رہینگے جب نیچے پہونچینگے تو جہنم پھر اونکو اوپر پھینکدیگا پس فرشتے گرز آتشین لیکر

سر پہ مارینگے کہ پھر وہ نیچے چلے جائینگے ہمیشہ یہی حالت رہیگی اور ایک حدیث
مین امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ جہنم کے سات دروازے ہین
ایک دروازہ سے فرعون و ہامان و قارون یعنے اول و ثانی و ثالث داخل
ہونگے اور ایک دروازہ سے خاص نبی ایسہ داخل ہونگے اور ایک دروازہ
باب لظی ہے اور ایک دروازہ باب سقر ہی اور ایک دروازہ باب ہاویہ
ہی جو کوئی اوس دروازہ سے ڈالا جائیگا ستر برس مین جہنم مین پہونچیگا پس جہنم کو
جوش ہوگا اور اوسکو اوپر پہونچا دیگا پھر ستر برس تک نیچے اوترتا جائیگا ہمیشہ
یہی حال رہیگا اور ایک دروازہ وہ ہی جسمین سے ہمارے دشمن اور جنھون نے
ہمسے جنگ کی اور ہماری مدد نہ کی جہنم مین جائینگے اور یہ دروازہ سب سے بڑا ہی اور
گرمی و شدت اوسکی سب سے زیادہ ہی اور امام موسی کاظم علیہ السلام سے منقول
ہی کہ جہنم مین ایک وادی ہی کہ اوسکو سقر کہتے ہین جب سے خدا نے اوسکو پیدا
کیا ہی اوسنے سانس نہین کھینچی ہی اگر سوئی کے ناکے برابر بھی دم کھینچے تو جتنی زمین
زمین پر ہین سب جل جاوین جو لوگ جہنم مین ہین وہ اوسکی گرمی اور بدبوئی سے
پناہ مانگتی ہین اور اوس وادی مین ایک پہاڑ ہے کہ سب لوگ دہانکے اوسکی حرارت
اور تعفن و کثافت سے پناہ مانگتے ہین اور اوس پہاڑ مین ایک درہ ہے
کہ اوس پہاڑ کے رہنے والے اوسکی گرمی و عذاب سے پناہ مانگتے ہین اور
اوس درہ مین ایک کنوان ہی کہ اوس کنوئین کے رہنے والے اوسکی گرمی
اور تعفن و عذاب شدید سے پناہ مانگتے ہین اور اوس کنوئین مین ایک سانپ
ہی کہ اوس کنوئین کے رہنے والے اوسکی خباثت اور تعفن و کثافت سے
پناہ مانگتے ہین اور پیٹ مین اوس سانپ کے سات صندوق ہین اون
صندوقون مین پانچ آدمی تو امتہاے گذشتہ سے اور دو آدمی اس امت سے

ہونگے وہ پانچ آدمی ایک قابیل ہے جسنے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا دوسرا
نمرود ہے جسنے حضرت ابراہیم کے ساتھ نزاع کی اور اونکو آگ مین ڈالا تیسرا
فرعون ہے جسنے دعوے خدائی کا کیا چوتھا وہ جسنے یہود کو گمراہ کیا پانچوان
وہ جسنے نصاریٰ کو گمراہ کیا اور اس بحث سے وہ دو شخص و واجب ابی ہین جو خدا کے
ساتھ ایمان نہ لائے (یعنے اول و ثانی) اور تقریب المعارف مین منقول ہے
کہ آزاد کردہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اونحضرت سے پوچھا کہ میرا آپ
پر حق خدمت ہے آپ مجکو حال سے اول و ثانی کے آگاہ کیجیے کہ یہ دونو کیسے تھے
حضرت نے فرمایا یہ دونون کافر تھے جو اونکو دوست رکھے وہ بھی کافر ہے اور
کلینی نے ابن ابی یعقوب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین مین نے امام جعفر صادق
علیہ السلام سے عرض کی یا مولا مین بہت سے ایسے لوگونسے ملاقات رکھتا ہون
جو باعث میرے تعجب کا ہوتا ہے یعنے وہ لوگ آپ سے محبت نہین رکھتے بلکہ اول
و ثانی کی محبت رکھتے ہین با اینہمہ اونمین صدق و امانت و فا و مروت سب پاتا
ہون اور کچھ لوگ ایسے ہین جو آپسی محبت رکھتے ہین اور اونمین صدق و وفا امانت
و دیانت کچھ بھی نہین ہے یہ سنکر حضرت درست ہو بیٹھے اور میری طرف دیکھکر
غصہ ہو کر فرمایا جو شخص کسی امام جائر کی (جو خدا کی جانب سے منصوب نہو) اطاعت
و پیروی کرے اوسکا کوئی دین نہین ہے اور جو شخص کسی امام عادل کی (جو خدا کی جانب
سے مقرر ہو) اطاعت و پیروی کرے اوسکے واسطے کوئی عتاب و غضب
خدا کی جانب سے نہین ہے اس قسم کی بہت سی حدیثین ائمہ طاہرین سے جو اہلبیت
نبوت و معدن وحی و رسالت ہین منقول ہین جن سب کا لکھنا خالی طوالت
سے نہین ہے۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک مؤمن ایک
بادشاہ ظالم و جبار کے ملک مین رہتا تھا وہ بادشاہ ہمیشہ درپے آزار اوس

مؤمن کے رہا کرتا تھا آخر وہ مؤمن بھاگ کر بلاد مشرکین مین چلا گیا ایک کافر نے اوسکو
جگہ دی اور بہت خاطر و مدارات کی اور اپنا مہمان کیا جب اوس کافر کے مرنیکا
وقت قریب ہوا تو خدا نے وحی کی قسم اپنے عزت و جلال کی اگر بہشت مین تیری
جگہہ ہوتی تو مین تجکو بہشت مین داخل کرتا مگر جو شخص حالت شرک مین مرے اوسپر
بہشت حرام ہی لیکن اوسکی آگ اسکو اذیت نہ پہونچاتا فقط خوف دلایا کرتا اسی طرح
حدیث مین ہی کہ وہ شخص بسبب اپنے کفر کے جہنم مین رہینگے مگر جہنم اونکو اذیت نہ
پہونچائیگا ایک تو حاتم بسبب سخاوت کے دوسرا نوشیروان بسبب عدالت کے
اور حدیث مین ہی کہ جب بسبب شفاعت کے کچھ لوگونکو جہنم سے نکالینگے تو وہ
مثل کوئلہ کے جلکر سیاہ ہوے ہونگے پس اونکو اوس نہر کے پاس جو بہشت کے
دروازہ پر ہی اور اوسکو حیوان کہتے ہین لیجائینگے اور اوس سے پانی لیکر اونکے
بدن پر ڈالینگے یا اوسمین غسل دینگے کہ اوس سے گوشت و پوست و خون اور بال
روئیدہ ہو جائینگے اور کثافت و اثر سوختگی سب دفع ہو جائیگا بعد اسکے وہ بہشت
مین داخل ہونگے اہل بہشت جب اونکو دیکھینگے تو کہینگے یہ سب جہنمی ہین وہ فریاد
کرینگے خداوندا اس نام کو ہمسے دور کر دہ نام اونسے دور ہو جائیگا پھر حدیث
مین ہی کہ رسول خدا نے فرمایا جب روز قیامت ہوگا تو ہم متولی حساب اپنے
شیعونکے ہونگے پس جس کسی کا مظلمہ درمیان اوسکے اور خدا کے ہوگا تو مین اوسکے
بارہ مین حکم کرونگا اور خداوند کریم میری خاطر سے بخشدیگا اور جس کسی کا مظلمہ
درمیان اوسکے اور خلایق کے ہوگا تو مین اوس سے کہکر معاف کرادونگا اور یہ
وہ میری وجہ سے معاف کردیگا اور جس کسی کا مظلمہ درمیان ہمارے اور اوسکے
ہوگا تو ہم سزاوار تر ہین کہ اوسکو معاف کرین اور پھر امام جعفر صادق سے
منقول ہی کہ جناب امیر المومنین سے فرمایا ای علی بشارت دو تم اپنے شیعونکو

اگر ہم قیامت مین اونکی شفاعت کرینگے اون روز جس روز کوئی چیز نفع نبخشیگی مگر میری
شفاعت اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ مومن دو مومن ہین ایک
دوسرے جنھون نے وفا اور ادا کیا اون باتونکو جنکی خدا نے شرط کی تھی اور حکم دیا تھا اور
جتنے اعمال ایمان کے ہین اون سبکو اچھی طرح بجا لایا جیسا کہ قرآن مین فرماتا ہی من
المؤمنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه پس وہ لوگ بیخوف وخطر رہینگے
اور عقبیٰ مین پیغمبران وصدیقین وشہدا وصالحین کے ساتھ ہا کرینگے اور یہ لوگ شفاعت
کے محتاج نہونگے بلکہ خود دوسرونکی شفاعت کرینگے دوسرے وہ مومن
ہین جنکے پانون لغزش مین رہتے ہین اور گناہ کیا کرتے ہین وہ مثل تیلی گھاس کے
ہین کہ جدھر ہوا کا جھونکا ہوا ادھر کو جھک گئی اور کبھی سیدھی رہی اون لوگونکے
واسطے ہول قیامت ہی اور وہ محتاج شفاعت کے ہونگے آخر انجام اونکا بخیر ہوگا
اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ آنحضرتؑ نے فرمایا حق تعالےٰ روز
قیامت ہمارے شیعونکو باوجود گنہگار ہونے کے قبرونسے اوٹھائیگا اونکا منہ مثل
چودھوین رات کے چاند کے چمکتا ہوگا اور سب عیب اونکے پوشیدہ ہونگے
اونکے واسطے امن وامان ہوگی وہ لوگ ہول قیامت سے نڈرینگے اور یہ نہین
ڈرینگے لوگ غمگین ہونگے یہ غمگین نہونگے اور ناقونپر سوار محشور ہونگے جنکی یال
سونے کی ہوگی اور اونکی گردنین یاقوت سرخ کی ہونگے اور ریشم سے بھی زیادہ
نرم ہونگے اور ایک روایت مین ہی کہ کپڑے اونکے بدن پر مثل دودھ کے
سفید ہونگے نعل اونکے سونے کے ہونگے ساز وراق اونکا نور کا مرصع
یاقوت ومروارید سے ہوگا تاج اکلیل اونکے سر پر ہوگا اور رکابی ہونگے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ

سلک چہاردہم بیان مین توبہ کے

جاننا چاہیے کہ واجب ہونمین توبہ کے کچھ شک نہین ہی آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ
اپنے گناہون سے توبہ و استغفار کرتا رہے اور خیال کرے کہ جو لوگ مقرب
اور مقبول درگاہ الہی تھے وہ تو ایک امر مکروہ اور ترک اولی کے سبب سے جب سا لہا
سال تضرع وزاری استغاثہ و بیقراری درگاہ باری مین کیا کرتے رہے تب توبہ
قبول ہوئی حضرت آدم تین سو برس رویا کیے یہانتک کہ آنسو نسے اونکے دو نہرین
جاری ہوگئین اور صحرا تک پہونچین اسیطرح حضرت داود بھی جبتک توبہ قبول ہونی آپنے بسبب تسم
کے سر بلند نہ کیا حضرت داود اسقدر روئے کہ اونکے آنسو نسے گھانس نم آئی تھی
اور جب آہ انشار کھینچتے تھے تو وہ گھانس جلجاتی تھی وائے برحال ہم لوگونکے کہ رات
اور دن گناہ کرتے ہین کچھ خوف خدا نہین کرتے اور پھر توبہ کا خیال نہین ہوتا حالانکہ
گناہ علاوہ عذاب آخروی کے آدمی کے دلکو سیاہ کر دیتا ہی تقرب خدا سے دور کر دیتا
ہی حدیث مین ہی کہ جیسا گناہ دلکو فاسد کر دیتا ہی ویسی کوئی چیز دلکو خراب نہین کرتی
جب انسان بار بار گناہ کرتا ہی تو رفتہ رفتہ اوسکے دلمین وہ گناہ اثر کرتا جاتا ہے
یہانتک کہ دل اوسکا اولٹ جاتا ہی (جسکو قلب معکوس کہتے ہین) پھر کوئی کار خیر اوس سے
نہین ہوتا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہی کہ ہر بندہ مومن کے دلمین ایک
نقطہ سفید نور ایمان کا ہوتا ہی جب وہ گناہ کرتا ہی تو اوس سفیدی کی جگہ پر سیاہی
بتدریج آجاتی ہی اگر توبہ کی تو سیاہی جاتی رہتی ہی اور نہین تو رفتہ رفتہ تمام سفیدی
کو وہ سیاہی گھیر لیتی ہی پھر کوئی کام نیک اوس سے نہین ہوتا خلاصہ توبہ سے
مراد یہ ہی کہ دل سے توبہ کرے اور اپنے گناہونپر نادم و پشیمان ہو اور فورًا اوسی
وقت سے ترک کرے اور قصد کرے کہ پھر کبھی گناہ نکرینگے اور خالصًا لوجہ اللہ توبہ
کرے ریا وغیرہ کے خیال سے نہو اگر گناہ اس قسم کا کیا ہی جسکی تلافی نہین ہوسکتی
تو اوسمین فقط ندامت و پشیمانی اور یہ قصد کرنا کہ پھر اسکو نکرینگے کافی ہی جیسے لباس

حریر پہنا ہو غنا سنتا ہو ناچ دیکھا ہو اور اگر اوسکی تلافی ہی جیسے نماز نہ پڑھی ہو روزہ نہ رکھا
ہو زکوۃ نذری ہو تو چاہیے کہ این سبکو ادا کرے قضا بجا لاوے اور اگر حق غیر کسی
کا ناجائز طور پر اسکے ذمہ ہو تو چاہیے کہ اوسکو صاحب حق کو یا اوسکے وارث کو پہونچا دے
جناب امیر علیہ السلام سے منقول ہی کہ گناہ کی تین قسمین ہین ایک تو وہ جو بخشا جائیگا
دوسرے وہ جو نہین بخشا جائیگا تیسرے وہ جسکے بخشے جانیکی امید ہی پس جو گناہ
کہ بخشا جائیگا وہ ہی جسپر خدا نے دنیا مین اوسکی سزا کی ہو جیسے حد جاری ہوئی ہو
خدا کریم ہی اس بات سے کہ دوبارہ اوسپر عذاب کرے اور جو گناہ کہ نہین بخشا
جائیگا وہ مظلمہ خلائق ہی خدا اپنے عزت وجلال کی قسم کھاتا ہی کہ مین ظلم کو کسی ظالم کے
نہ بخشونگا اور جو گناہ کہ اوسکے بخشے جانیکی امید ہی وہ ہی جو کسی نے مابین خود و خدا کیا ہو
اور خلائق سے پوشیدہ رہا ہو اور اوسنے توبہ کی ہو اور اپنے فعل پر نادم ہوا ہو
پس خدا سے امید ہے کہ معاف کردے اور یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ توبہ کرنا
گناہ سے فوراً واجب ہی کیا معلوم کس وقت موت آجائے باب توبہ مسدود ہو جائے
وقت ہاتھ سے جاتا رہے منقول ہی کہ جب مختصر کا آخر وقت ہوتا ہی اور پیروہ
ہنیا اوسکے سامنے سے اوٹھ جاتا ہی تو وہ کہتا ہی ای ملک الموت ایک دنکی مہلت
دو کہ ہم خدا سے عذر کرین اپنے گناہونسے توبہ کرلین زاد نیک بہم پہونچالین ملک الموت
کہتے ہین تیری عمر کے دن تمام ہو چکے اب ایک روز بھی باقی نہین رہا وہ کہتا ہی
ایک ہی ساعت ٹہر جاؤ وہ کہتے ہین تیری عمر کی ساعتین بھی تمام ہو چکین جس وقت
توبہ کا اوسکے واسطے بند ہو جاتا ہے وہ مایوس اور نا امید ہو کر رہ جاتا ہے اپنی
عمر کی بربادی پر افسوس کرتا ہی پس انسان کو لازم ہی کہ پہلے سے توبہ کرے
کیونکہ جب امور آخرت کو دیکھتا ہے جیسے ملک الموت کو دیکھے یا اپنی جگہ بہشت
یا جہنم مین مشاہدہ کرے یا رسول خدا ص یا آئمہ ہدیٰ ع کو جو مرنیکے وقت تشریف لاتے ہین

دیکھے اوسوقت ہرگز توبہ قبول نہین ہوتی بعض مفسرین نے لکھا ہی کہ یہ بھی منجملہ تفضلات والطاف الٰہی کے ہی کہ قابض ارواح کو حکم دیا ہی کہ پہلے پاؤنکی انگلیون سے قبض روح کرے اور بتدریج رفتہ رفتہ اوپر آوے یہانتک کہ سینہ تک پہونچے بعد اسکے حلق تک یہ اسی واسطے ہی کہ شاید اتنی دیر مین وہ بندہ خدا سے لو لگاے اور اوسکی درگاہ مین توبہ کرلے انجام اوسکا نیک ہو اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا جو شخص اپنے مرنے سے ایک سال پہلے توبہ کرے تو توبہ اوسکی قبول ہی پھر فرمایا ایک سال بہت ہی اگر ایک مہینا بھی پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی پھر فرمایا ایک مہینہ بھی بہت ہی اگر ایک ہفتہ بھی پہلے توبہ کرے تو خدا اوسکی توبہ قبول کرتا ہے پھر فرمایا ایک ہفتہ بھی بہت ہی اگر ایک روز بھی اپنے مرنے سے پہلے توبہ کرے تو اوسکی توبہ قبول ہی پھر فرمایا ایک روز بھی بہت ہی اگر کوئی قبل دیکھنے امور آخرت کے اپنے گناہونسے توبہ کرے تو خدا اوسکو قبول کرتا ہی

خاتمہ مشتمل بر حکایت لطیف

محمد بن ابی بکر سے منقول ہی وہ کہتے ہین جب میرے باپ کے مرنیکا وقت قریب پہونچا تو مین اور عمر بن الخطاب اور میری بہن عائشہ اور بھائی عبدالرحمن یہ سب سر علی نبی بیٹھے تھے کہ میرے باپ نے کہا اسوقت محمد اور علی موجود ہین اور میرے قبض روح کی خوشخبری دیتے ہین اور رسول خدا اپنے ہاتھ مین ایک کاغذ لیئے ہوے کھڑے ہین جسمین وہ عہد و پیمان جو مین نے اونسے کیئے تھے سب مندرج ہین اور وہ حضرت ایک ایک کو مجھ سے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین تیری اور تیرے دونون بھائیونکی اور سعاذ اور سالم اور ابو عبیدہ ان سبکی جگہ جہنم مین ہی عمر نے جب یہ کلمات سنے تو کہا لیکن یہ اسوقت ہذیان بک رہے ہین اور میری طرف مخاطب ہوکر کہا اس بات کو بنی ہاشم سے نہ کہنا نہین تو وہ لوگ ہنسین گے

میرے باپ نے آنکھین کھولین اور کہا ای عمر مین ہذیان نہین بکتا ہون اسی طرح
مین جب پیغمبر کے ساتھ غار مین تھا اور جو جو معجزات دیکھے اور تجھ سے بیان کیے
تو تو نے کہا تھا کہ یہ سب سحر ہے اور یہی بات تیری میرے دل مین نقش رہی اب
بچھیر ظاہر ہوا کہ انھین اعتقادات فاسدہ کی وجہ سے اور جو مین نے تیرے کہنے سے اہلبیت
رسول پر ظلم کیے اوسکے سبب سے ابد الآباد عذاب مین مبتلا رہونگا یہ سنکر عمر نے
کہا یہ سب ہذیان ہے اور یہ کہکر میرے بھائی عبد الرحمن کے ساتھ باہر چلا گیا مین نے اپنے
باپ سے کہا ای باپ لا الہ الا اللہ کہو جواب دیا مجکو تابوت دوزخ اور اوسکی
آگ نہین چھوڑتی ہے کہ مین کچھ پڑھون مین نے کہا یہ کیا کہتے ہو کہان تابوت ہے اور کہان
دوزخ ہے کہا تم نہین دیکھتے ہو کہ جہنم کے طبقۂ اسفل مین ایک صندوق ہے جسمین مجکو اور
میرے دونون بھائیونکو اور معاذ اور سالم اور ابو عبیدہ کو ڈالدیا ہے اوس صندوق
کی گرمی سے جہنم کی آگ گرم ہو گئی ہے مین نے کہا ای باپ یہ کیا ہذیان بک رہے ہو کہا
واللہ ما اھذی لعن اللہ ابن ضحاکۃ الحبشیۃ ھو الذی صدنی
عن الذکر بعد اذ جاءنی فبئس القرین قسم خدا کی مین ہذیان نہین بکتا ہون
خدا اپنی رحمت سے دور کرے پسر ضحاکہ حبشہ کو کہ اوسی نے میرے تئین ذکر سے
اور عمل خیر سے باز رکھا بعد اسکے کہ وہ میرے پاس آیا اور وہ میرا بڑا رفیق تھا یہ کہکر
منھ انبازمین پر رکھا اور نالہ و فریاد کی اواز بلند کی یہانتک کہ انتقال کیا جب عمر کا
پھیر وہان گذر ہوا تو پوچھا میرے جانیکے بعد ابو بکر کیا کہتے تھے مین نے جو جو اگذرا
تھا بیان کیا کہا یہ سب ہذیان تھا مگر اس حال کو کسی سے خصوصاً علی سے ظاہر نکرنا
اور ایک روایت مین ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے اپنے باپ کو برے حال مین دیکھا
تو پوچھا اس وقت یہ تمھارا کیا حال ہے ابو بکر نے کہا ایک شخص کا مظلمہ میری گردن
پر ہے اگر وہ بخشدے تو البتہ نجات پاؤن مین نے پوچھا وہ مرد کون ہے کہا علی بن

ابیطالبؑ مین نے کہا اگر اجازت ہو تو اونکے پاس جاکر کہون اور تمھارے گناہ کو
معاف کرادون جب اجازت دی تو محمد بن ابی بکر حضرت امیرؑ کے پاس آئے اور حقیقت
حال بیان کی حضرت نے فرمایا تمھاری خاطر سے مجکو منظور ہے تم جاکر اپنے باپ سے
کہو کہ سب لوگونکو جمع کرے اور مجمع عام مین اقرار کرے کہ یہ خلافت میرا حق تھا
یہ حق علی کا تھا تو البتہ مین معاف کرونگا محمد بن ابی بکر کہتے ہین جب مین نے آکر اپنے
باپ سے مجکو بیان کیا تو جواب دیا النار النار لا العار جہنم مین جانا قبول
ہے مگر بدنامی قبول نہین ہے اگر مین ایسا کرون تو ساری خلائق مجکو برا کہی گی اور ایک
روایت مین ہے جب ابو بکر کے مرنیکا وقت قریب ہوا تو اپنے افعال پر نادم و پشیمان
ہوکر اپنے بیٹے محمد کو یا کسی دوسرے کو جناب امیرؑ کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپ
میرے قصور کو معاف کیجئے اپنی خلافت لے لیجئے عمر نے جب دیکھا کہ ابو بکر نے
تو علیؑ کو بلا بھیجا ہے کہ خلافت اونکے حوالہ کرے فوراً اوٹھکر دونون ہاتھ سے گلا دبا دیا
کہ تمام ہوگئے جناب امیرؑ کے پاس جب ابو بکر کا پیام پہونچا فرمایا اوسکا کام تمام ہوچکا
اب میرا جانا بیکار ہے اس روایت کے سننے سے اہلسنت کے کان کھڑے ہونگے
اور اسکی طرف جھوٹ کی نسبت دینگے مگر ہم بحمد اللہ رب العالمین و مدد ائمہ طاہرین
صلوات اللہ علیہم اجمعین دوسری روایت اسکے معاضد و مثل انکی کتابون سے
بھی لکھتے ہین جس سے بمود اے الحدیث یفسر بعضہ بعضا بخوبی سمجھا
جائیگا کہ روایت مذکورہ بالا بہت صحیح ہے سیوطی نے تاریخ الخلفا مین اور ابن حجر نے
صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ مرنے کے وقت برابر ابو بکر کی زبان پر جاری تھا واللہ
لوددت انی کنت شجرۃ الی جنب الطریق فمر علی بعیر فاخذنی
فادخلنی فاہ فلاکلنی ثم ازدردنی ثم اخرجنی بعرا ولم اکن بشرا
یعنے قسم خدا کی بہت اچھا ہوتا اگر راستہ کے کنارہ پر مین ایک درخت ہوتا کہ کوئی

اونٹ اوسطرف سے گذرتا اور مجکو اپنے منھ مین لیکر چبا کر گھونٹ جاتا اور مینگنی بنا
کے گدیتا اور مین آدمی ہوتا اور پھر اونھین کتابون مین ہر قال عمر یالیتنی کنت کبش
اھلے سمنونی مابد الھم حتی اذا کنت کاسمن مایکون زارھم من یحبون
فذبحونی لھم فجعلوا بعضی شواء وبعضی قدیدا ثم اکلونی ولم اکن
بشرا یعنے عمر نے کہا کاش مین اپنے گھر والونکے لیے ایک بھیڑ ا ہوتا کہ وہ مجھے موٹا
تازہ کرتے جب تلک چاہتے یہانتک کہ جب مین بہت موٹا ہوتا تو میرے دوست
اونکی زیارت کو آتے یعنے مہمان ہوتے پس مجکو اونکے واسطے ذبح کرتے اور کچھ کباب
لگاتے اور کچھ پارچے بناتے بعد اسکے مجکو کھاڈالتے یعنے بعد کھانیکے گوہ بنا کر پھینکتے
تو یہہ بہتر تھا اس سے کہ مین آدمی ہوا ظاہر اغرض خلافت مآب کی یہ ہوگی کہ وہ کوہ
بھی سنی ہو جاتا تو یالیتنی کنت تراباً صادق آجاتا اور پھر صواعق محرقہ اور
شرح نہج البلاغۃ مین لکھا ہے کہ عمر نے وقت احتضار اور جانکندنی کی جب ہول
عظیم مشاہدہ کیا اور بیقرار ہوے تو فرزند ارجمند عبد اللہ نے پوچھا یہ تمھارا کیا
حال ہے کہا لوان لی طلاع الارض ذھبا لافتدیت بہ من ھول
المطلع اگر زمین کے برابر بھی میرے پاس سونا ہوتا تو مین اسوقت کے جانیکے
خوف سے عوض دیدیتا جسطرح کفار کے بارہ مین خدا فرماتا ہے ولوان الذین
ظلموا مافی الارض جمیعا ومثلہ معہ لافتدوا بہ من سوء العذاب
یوم القیامۃ جو لوگ کہ ظالم ہین اگر اونکے واسطے تمام دنیا اور مافیہا مال
واسباب ہوتا بلکہ مثل اسکے اور بھی اونکے پاس ہوتا تو وہ لوگ قیامت کے
روز اون سب چیزونکو سختی عذاب کے عوض مین دیدیتے سبحان اللہ
کیا اچھے خلفاء اور امام ہین ایک صاحب تو کہتے ہین مین درخت ہوتا اور
مجکو اونٹ چبا جاتا اور مینگنی بگدیتا اور مین آدمی ہوتا ایک صاحب کہتے ہین

ہین کو سفند فربہ ہوتا کہ مجکو بھونکر سوکھا کر لوگ کھاجاتے اور ہین آدمی نہوتا کبھی
کہتے ہین اگر زمین کے برابر سونا ہوتا تو مین اسوقت کے ہول سے دیدیتا کیا خلفا
و انام ایسے ہی ہوتے ہین کہ مرنیکے وقت ایسی باتین حسرت آمیز کرین بلکہ اونکو
تو ایسے وقت مین خوشی ہوتی ہے کہ مکارہ دنیاے ناپائیدار اور آلام و اسقام
زمانہ غدار سے نجات ملی تقاے الہی افضال و نعمات نامتناہی کا وقت آپہونچا
پس اس سے معلوم ہوا کہ خلفاے سینان بسبب اپنے افعال قبیحہ اور نہ دیکھنے
اہوال عظیمہ کے ایسی باتین حسرت آمیز کرتے تھے جیسا کہ حدیث مین ہے کہ کوئی شخص
دنیا سے نہین جاتا مگر یہ کہ مرنے کے وقت اپنی جگہ جہنم مین یا بہشت مین دیکھ لیتا ہے
قد وقع الفراغ من تسوید هذه الرسالة الجدیدة - والعجالة المفیدة - بعون
الله الغفار - ویمن رسوله وامناء الاطهار - فی الیوم السابع من العشر الاول
من الشهر الخامس من النصف الثانی من السنة الثالثة من العشر الاول من
المأة الرابعة من الالف الثانی من الهجرة النبویة - علی صاحبها الاف
التحیة - وانی اوصیکم یا اهل الایمان والیقین - واخوانی فی الدین -
بالسلوك مسلك الائمة المصطفین - الذین امرکم باتباعهم والتمسك
بحبل رسول الثقلین - ولا تسلکوا مسلك اهل الضلالات والاباطیل -
ولا تتبعوا اهواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء
السبیل - ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا واغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا
سیئاتنا وتوفنا مسلمین - واحشرنا مع الائمة الاطهار والحقنا
بالصالحین - واخر دعوانا ان الحمد لله
رب العالمین ط

قطعۂ تاریخ نخبۂ فضلاء و زبدۂ کملاء، افصح الفصحاء، بلیغ البلغاء، مقمع الاکفار، منقطع القرناء، طرۂ تیغ حسان زمن، معنی پرداز شیرین سخن، جناب مولوی سید علی صاحب عرف علی میاں صاحب

دامت معالیہ، وبورکت ایامہ ولیالیہ

تاریخ تصنیف

مولوی مہدی جہان علم و فضل
جامعی بنوشتہ در علم کلام
دست و کلکش کردہ در تصنیف آن
خواستند از کامل شیوا زبان

چہ زافضلِ تعالی انتساب
وہ چہ جامع منہج صدق و صواب
از قشورِ بحث تجریدِ لباب
سال تصنیفِ کتابِ مستطاب

گفت و خوش گفت آفرین بر طبع او +
مسلک اہل یقین است این کتاب

قطعۂ تاریخ چکیدہ قلم بلاغت رقم، شاعر شیرین زبان، عالی فہم فردوسی زمان، جناب علی حسنخان صاحب متخلص بہ انور لکھنوی ۱۳۱۲ھ

آنکہ بہر مؤمنین خوش این اصولِ دین نوشت
ہر کہ را شد زحمتی ز طبع این اجزاے چند
بودہ ام در فکرِ تاریخش پریشان روز و شب
بشنو انور از حروف معجم از من سالِ طبع

از غم و ہم قلب او را اے رحیم آزاد دار
تا قیامت قلبِ او را بہرِ مہدی شاد دار
گفت ہاتف ملکِ فکرِ خویش را آباد دار
این کتابی ہست بے شک رکنِ ایمان یاد دار

صور قما الشد والادیب الاریب، الحسیب النسیب، ذو الذہن السلیم، والفکر المستقیم، البحر الفالح، الشاب الصالح، الزکی المعنوی والصوری، المولوی السید نظیر حسین بیکہ پوری، الذی یظہر شئونہ ولادتہ من الاسم، زادہ اللہ بسطۃ فی العلم والجسم، مورخا لطبع ہذا الکتاب الجلیل الہادی الی سواء السبیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أحمد لله العظيم الواحد
ووصيه يوم الغدير وآله
هذا الوصي هو الذي خير الورى
هذا الكتاب كسفيه في الملتقى
وبحجتي ما فيه من برهانه
لحشا العداة حروفه وسطوره
تجامه تهمي بكل سحابة
لله حسن صفائه وبهائه
لمن اسمه المهدي وهو اخوانهى
حاوي الفضائل لا يرام ضريبه
ما زال في العيش الرغيد مكرما
قد قال حين الطبع بعض اعزتي

ثم الصلوة على النبي الماجد
مزرية نجم الكواكب والفراقد
اعطى لواه وفيه رغم الحاسد
في البحث يصرم من وتين الجاحد
يهدي الى وسط السبيل الراشد
كعقارب وارقم واساود
اغلى من التبر المذاب لناقد
يحكي جمال عقائل وخرائد
واخي وماوى كل آت وافد
ماضي العزائم حلف كل محامد
واماط عنه الله شر الحاقد
ارخته في نظم عذوب بارد

عافي

فقبلت حين اشرت ممتثلا اوامري كالمخرين المستهام الواجد

فقد قال لي حين التفكر هاتف

هادٍ لمن ضلوا سبيل مقاصد
سنة ١٣٠٤

خاتمة الطبع

باسمه سبحانه

الحمد لله الاول بلا آخر والآخر بلا اول الذي نعمته اتحفت ودينا اكمل والصلوة والسلام على نبيه المرسل وحبيبه الاجل الافضل وآله واصحابه سادات خير السبل الذين عليهم يسند ويعول اما بعد مخفى ومحتجب مبارز

که درین زمان فرخی تر امان کتابے بمثل و عدیل بسمی بسواء السبیل که متعطشان رحیق
هدایت را سلسبیل است صافی و سرگشتگان بادیه ضلالت را دلیلی است شافی فقرات آش حجت
استقصا انجام جاحدین بمصاصیست قاطع و مضامینش برای عامه مخالفین طعن الرماحیست
یا برق لامع گلدسته حروفش عبقات الانوار حدیقه شریعت پیغمبریست و طعن الفاظش ضربت ذو الفقار
حیدری شبنم نقاطش گلهاے نسترن معنی را نضارت فراوان بخشیده و مشاطه عبارتش بر
عارض لیلاے مضامین حق الیقین گلگونه کشیده فی الحقیقت مثل این کتاب در احقاق حق برای
فوائد انام و عوائد عوام خیلی نادر الوجود و با این نزهت و خوبی و مذاق لطیف و طرز ظریف
بسی کمیاب بل مفقود مصنفه عالی جناب نخبه فضلا اسوه کملا ذی مفاخر سنیه و محاسن
بهیه زبده اطائب بحمی امام غائب حاوی مناقب فاقد ضرائب بعید الهمم جمیل الشیم
الموفق بتوفیق الله السرمدی جناب المولوی السید محمد مهدی مد ظلاله و عم نواله
ما طلع بدر سالمع و خوی نجم طالع بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام در مطبع
اثنا عشری بتاریخ نوزدهم ماه محرم الحرام سنه ۱۳۱۲ هجری
مطابق جولائی سنه ۹۴ عیسوی مکمل بحلیه طبع گردید نفع
الله به کافة المؤمنین والصلوة و
السلام علی النبی و آله الطیبین
الطاهرین

صورة ما كتبه البحر العلامة والنحرير الفهامة اسوة المحققين زبدة المدققين
تاج العلماء الراسخين فخر الفضلاء الاساطين جناب مولانا المعتمد وسيدنا المستند
السيد علي محمد دام ظله العالي ما دامت النهر والليالي مقرضا على هذا الكتاب

المفوه بفصل الخطاب

باسمه سبحانه وبحمده ما اجل شانه

حبذا ما افاده السند الوحيد الاوحد المقدس الصالح المتورع الفالح ذو الطبع السليم والفهم المستقيم
الفاضل الجليل والعالم النبيل الحبيب اللبيب الاديب الاريب الفائز من قداح العلم والعمل بالمعلى والرقيب
الصفي الحفي الوفي المرضي المرتضى الهادي المهدي جناب المولوي السيد محمد مهدي الذي لم يزل متقدة
وازنة مطالبه بعيدة بحوضة درسي خصيصا وعلى تحصيل الكمالات العلمية والعالية منهوما حريصا من سلالة
جديدة وعجالة سديدة مفيدة وسقالة رابعة وعلالة نافعة ودليل على نصوح الحق اتى دليل يشفي العليل ويسقي
ويروي الغليل موسومة بسواء السبيل فنفع الله تعالى بها المؤمنين الاخيار ومقتبسي انوار ائمتنا الاطهار وفقه
لترويجها واشاعتها والعمل بها واذاعتها والله الموفق والمعين وعليه نتوكل وبه نستعين

سيد علي محمد ۱۲۶۳

صورة ما كتبه العالم العامل الفقيه الكامل المحلاصل الاورع البارع الاوزع مفرس
الفخار مطلع الانوار ماضي العزائم لزار المكارم الذي لا يشق غباره
ولا يقطع مداره العاكف السائر القطب الدائر النجم الزاهر البحر الزاخر

۲۰۰

سمی الامام العالم حجۃ اللہ القوی جناب المولوی السید علی نقی مدالله ظلالہ وعم نوالہ ماذر شارق وظہر بارق مقرظا علی ہذا الکتاب الرائق

الذی یطلی العداۃ کبیض المفارق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا سواء السبیل وارشدنا الی احسن دلیل والصلوٰۃ والسلام بالغدو والاصیل علی وارث المجد الاثیل وخیر سلیل من نسل ابراہیم الخلیل نبینا المبشر بہ فی التوراۃ والانجیل الموید بالوحی والتنزیل وآلہ الغر المیامیل وائمۃ المسلمین جیلا بعد جیل الناطقین عن جدہم بالجبار جبرئیل من اللہ الجلیل اما بعد فان علم الکلام رقیق السموع انیق الموضوع دقیق الاصول والفروع وکیف لا یعلو مکانہ ولا یصفو بنانہ وہو الباحث عن المبدء جل شانہ فطوبی لمن سرح النظر فی ریاض مسائلہ وراض جواد الفکر فی مضامیر دلائلہ وتقلد بقلائدہ واصاب فی عقائدہ وازاح الشبہات والاوہام عن اذہان الانام بلطائف الکلام واورد للعوام طرائف الافحام وشرائف الاحتجاج والالزام علی من ہو الد الخصام وجادلہم بالتی ہی احسن عند اولی الاحلام وممن کد فیہ وجد وبالغ وبلغ اقصی الحد الذکی اللوذعی الذی لو تمثلت انکارہ لکانت بدر امنیرا ولو تصورت اخلاقہ لاخذت ماء نمیرا وہو السید الجید والفاضل الاید ازبدہ الازکیاء عمدۃ الاذکیاء السید محمد مہدی وفقہ اللہ للحسنی وزاد فی علمہ وادبہ حسنا فانہ صنف فیہ مختصرا جامعا للمسائل واورد فیہ من الدلائل ما ہو کالنہر السائل او کالمجیب للمسائل او کالکنز للعائل واحق فیہ الحق وازہق الباطل ووقعت کلماتہ من ادراقہ موقع الحلی من العاطل وہذبہ من کیت وذیت واحیی بہ القلب المیت وذب عن حریم اہل البیت اللہم فالمہدی من ہدیت فاجزہ خیر الجزاء عن آبائہ خیر الاباء وصرف عنہ مصروف اللاواء وانا اقل العباد اللہ عملا واطولہم املا علی بن الحسین المدعو بعلی نقی تجاوز اللہ عن سیئاتہ بحرمۃ موالیہ وساداتہ

۱۲ ۹۵
سید علی نقی